حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے





کتابِ خدا و سنتِ رسول اللہ







اور

موجودہ تعزیراتِ اسلامی

مؤلفہ و مرتبہ

محمد وصی خان

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

اِنتسابِ عقیدت

اس کتاب کو میں اپنے چھوٹے بھائی محمد متقی خاں المعروف بہ کے۔ ایم ایڈوکیٹ کے نام نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں اور ان کی کامیابی و کامرانی ساتھ ہی درازیٔ عمر کے لئے پروردگار عالم سے بوسیلہ محمدؐ و آل محمدؐ دُعا گو ہوں۔ کیونکہ ندیم کی نس نس میں مذہب حقہ کی ترویج اور مومنین کرام کی بے لوث خدمت کا جذبہ موجزن ہے۔

خادم اہلبیت
محمد وصی خان



تقریظ

از مفکر اسلام
علامہ سید عباس حیدر عابدی
صاحب قبلہ مدظلہ العالی

جناب محمد وصی خاں صاحب صدر مرکزی تنظیم عزا (ماتمی انجمنوں کی ایسوسی ایشن) بے لوث قومی خدمات کی وجہ سے شیعانِ حیدر کرار کے درمیان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی سماجی خدمات سب کے لئے ہیں جو بھی ان سے ملتا ہے یہ خدمت کے ذریعہ اس کا دل جیت لیتے ہیں یہ ان کی ذاتی خوبی ہے۔ اس کتاب سے پہلے وصی خاں صاحب ایک کتاب علیؑ علیؑ لکھ چکے ہیں جو ان کی مقبول ترین کتاب ہے۔ زیر نظر کتاب حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تعزیرات اسلامی وقت کی اہم ضرورت کے مطابق وصی خانصاحب نے مرتب کی ہے یہ کام آپ نے ایک خالص دینی جذبے کے تحت اجر رسالت سمجھتے ہوئے انجام دیا ہے۔ قومی اور مذہبی جذبہ ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے جو ان کو ورثہ میں ان کے والد صاحب محمد عسکری خانصاحب قبلہ مرحوم سے ملا ہے۔ آپ سیاست سے الگ رہ کر ہمہ وقت قومی اور دینی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آپ بڑے علم دوست اور ایک عظیم کتب خانہ کے مالک ہیں۔ اس کتاب میں حضرت علی علیہ السلام کے بڑے اہم فیصلوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ جو انکی محنت اور علمی کاوش کا ثمرہ ہے۔ آل محمد علیہ السلام کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ وہ وصی خانصاحب کی اس عظیم دینی خدمت کو قبول فرمائے اور انہیں دین و مذہب کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائے۔

۲۰ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ

(علامہ سید عباس حیدر عابدی)
گلشن اقبال۔ کراچی

تقریظ



جناب مولانا الحاج
سید رضی جعفر نقوی صاحب مجتہد
ایم۔اے گولڈ میڈلسٹ

عالی جناب محمد وصی خاں صاحب دام مجدہٗ صدر محفل حیدری اپنی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے ملتِ جعفریہ کے افراد اور شیعانِ حیدر کرارؑ کے درمیان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ خالص دینی جذبے کے تحت جو کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں وہ لائقِ تحسین ہیں۔

محفلِ حیدری کے زیرِ اہتمام آپ نے عرصے سے مذہبی نشریات کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے جس میں "علیؑ علیؑ" نامی کتاب انتہائی ممتاز و منفرد حیثیت رکھتی ہے جس کے کئی ایڈیشن منظرِ عام پر آچکے ہیں اور فرزندانِ ملت کے درمیان یہ کتاب انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے۔

اب موصوف نے ایک اور ضروری موضوع پر قلم اٹھا کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ جب سے اس مملکتِ خداداد میں اسلامی طرزِ حیات اور شرعی حدود و تعزیرات کا غلغلہ بلند ہوا ہے اس وقت سے اردو زبان میں ایک ایسی کتاب کی بہت شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں اسلامی حدود و تعزیرات کو حضرات محمدؐ و آل محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیمات کی روشنی میں پوری تشریح کے ساتھ سلیس اور عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہو۔

فاضل مؤلف جناب محمد وصی خاں صاحب دام مجدہٗ نے وقت کی اس اہم ضرورت پر لبیک کہی اور انتہائی محنت و جانفشانی سے "اسلامی حدود و تعزیرات" پر مشتمل یہ کتاب نذرِ ناظرین کی جس کا نام آپ

نے "حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تعزیرات اسلامی" تجویز کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے حدود و تعزیرات، قصاص و دیات اور قضاوت و زکواۃ وغیرہ جیسے اہم ترین اسلامی موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ اور جا بجا دوسرے اہلِ قلم کی قابلِ قدر نگارشات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور اس طرح قیمتی مضامین کا ایک گلدستہ بنا کر قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی بلیغ فرمائی ہے۔ خاص طور پر آپ نے مولائے کائنات حلال مشکلات امام المتقین، امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بعض نادر روزگار فیصلوں کو عصرِ جدید کے قوانین سے اس طرح ہم آہنگ کر کے پیش کیا ہے کہ عدلِ انسانی تحسین و آفرین کے بیش بہا موتی لٹانے کے ساتھ عقیدت کو حقیقت کے قالب میں دیکھ کر نگاہ و فکر کی بالیدگی کا سامان فراہم کر سکے۔

زکواۃ وغیرہ جیسے اہم شرعی موضوعات پر موجودہ دور کے دو انتہائی جلیل القدر اور مایۂ ناز مجتہدین کرام، حضرت اعلم دوراں فقیہ عصر آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید ابو القاسم خوئی دام ظلہ العالی اور عالمِ اسلام کے زعیم اعلیٰ رئیس شیعانِ جہاں حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقائے سید روح اللہ موسوی خمینی دام ظلہ العالی کے گرانقدر فتاویٰ کا اضافہ کر کے آپ نے ایک اہم دینی ذمہ داری کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کی افادیت کو بھی چار چاند لگا دیے ہیں۔

موصوف کی خواہش پر میں نے اس کتاب کو شروع سے آخر تک بالاستیعاب دیکھا ہے اور جہاں جہاں ضروری معلوم ہوا مناسب ترمیم بھی کر دی ہے۔ البتہ جو حصّہ دیگر اہلِ قلم کی نگارشات یا ان کے اقتباس پر مشتمل تھا اس میں کسی قسم کا تصرف کرنے کے بجائے اسے من و عن باقی رہنے دیا گیا ہے۔

بارگاہِ معبود میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ فاضل مؤلف جناب محمد وصی خاں صاحب کی اس عظیم قلمی کاوش کو قبول فرمائے اور انہیں دین و مذہب کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرماتا رہے۔

کتاب کے بارے میں!



محترم قارئین کرام ایک عرصہ سے یہ میری دلی آرزو تھی کہ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اُن فیصلوں کو یکجا کروں جو آپ نے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلّم سے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک بنی نوع انسان کی فلاح اور حق و انصاف کے پرچم تلے ارشاد فرمائے۔

اے مولا! میں کس طرح آپ کی حسن ثنا کو بیان کروں اور کس طرح آپ کے قابل ستائش فیصلوں کو شمار کروں جبکہ میرے وہم و گمان آپ کی کیفیت پہچاننے سے عاجز ہیں اور ہمارے ذہن آپ کی حقیقت معلوم کرنے سے قاصر ہیں۔ ہمارے نفس آپ کے اس مقام کو سمجھنے کی تاب نہیں رکھتے جس کے آپ مستحق ہیں اور وہ بیان کرنے سے قاصر ہیں جو آپ کے شایان شان ہے۔

آپ کا خود اپنا ارشاد ہے کہ

"قسم ہے اس پروردگار کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا۔ اگر میں چاہوں کہ لوگوں کو وہ آیات و عجائب دکھاؤں جو مجھ کو رسول اللہ نے بتلائے ہیں تو یہ لوگ کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔ (ینابیع المودۃ صفحہ ۴۰۳)

اسی طرح ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

"میرا کلام بہت ہی شدید ہے جس کو اہل علم (من اللہ) کے سوا کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا"

اسی سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت ہے کہ

رسول اللہؐ کے بتلائے ہوئے کمالات میں سے کچھ دکھاتے۔

آپ نے فرمایا

"اگر میں اپنے کمالات میں سے تم کو ایک کمال بھی دکھادوں تو تم کہہ دو گے کہ علیؑ جادوگر اور کاہن ہے۔" (معاذ اللہ)

مسند احمد بن حنبل ۲/ ۲۶۶ میں روایت تحریر ہے کہ

"جب رسول خدا نے حضرت علی علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے یمن روانہ کیا تو حضرت علیؑ سرور کائنات کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا

"اے اللہ کے نبیؐ میری کامیابی و کامرانی کے لئے دعا کیجئے تاکہ میں اس اہم مشن میں آپ کے معیار پر پورا اتر سکوں۔"

یہ سنکر رسولِ خدا نے آپ کو نزدیک بلایا اور سینہ اقدس پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا۔

"جاؤ خدا تمھاری زبان و دل کو ثابت رکھے گا"

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

"اس روز کے بعد پھر کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنا میرے لئے دشوار نہیں ہوا"

جناب امیر علیہ السلام نے اتنے قضایا فیصل کئے جن کا احاطہ ناممکن ہے تاہم اس ناچیز کو جو کچھ مختلف کتب تاریخ و احادیث سے مل سکے ہیں ان کو یکجا کر دیا ہے اور وہ ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔ جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ زندگی کا کوئی شعبہ اور روز رات ہونے والے مقدمات کا کوئی پہلو ایسا نہیں ملتا جس پر حضرت علی علیہ السلام کے ناطق فیصلے اثر انداز نہ ہوتے ہوں اور اس بنا پر اگر یہ دعویٰ کروں کہ آج اقلیم عالم کی عدالتوں میں جہاں کہیں بھی برحق فیصلے ہو رہے ہیں وہ دراصل عدالتِ علویہ کی ضیا پاشیوں کے مرہون منت ہیں تو میرا یہ دعویٰ بیجا نہ ہوگا۔

(وصی خاں)

مقدمہ

حضرت علیؑ کے تاریخ ساز فیصلے

سرور کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ "علیؑ تم سب سے اعلیٰ فیصلہ کرنے والے ہیں۔"

خود جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ میرے لئے مسند بچھائی جاتی تو میں اہلِ توریت میں توریت کے مطابق، اہل انجیل میں انجیل کے مطابق اہل زبور میں زبور کے مطابق، اہل اسلام کے درمیان قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرتا۔ یہ دعویٰ وہی شخص کر سکتا ہے جو کہ ان تمام کتب اور فقے پر مکمل عبور رکھتا ہو اور جو علم لدنی کا جاننے والا ہو۔

اسلام کا قانون اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے قانون کی تشریح وہی ہو سکتی ہے جو نبی کریمؐ نے کی ہو۔ جس کے ذریعہ یہ قانون نازل ہوا اور جنھوں نے اس کو نافذ کیا۔

آپؐ کے بعد اس شخص کی جو ہر طرح سے کامل و اکمل ہو جس نے علوم رسولؐ مقبول سے حاصل کئے ہوں۔ باب مدینۃ العلم کہلائے۔ فقہ کا مسئلہ پوچھا جائے تو فوراً بتادے۔ جب کسی متعلق مقدمہ آجائے تو اس کا ماہر ہو منٹوں میں فیصلہ کردے۔ علم نفسیات کا ماہر ہو تو ایسا کہ ایک پل میں بات کی تہہ کو پہنچ جائے۔ انسانی تخیل EMOTION اور کمزوریوں کے تاروں کو ذرا سی جنبش دے تو غلام منہ سے بول اٹھے کہ

کہ وہ غلام ہے، آقا، آقا ہے! سچی ماں کی ممتا پکار اٹھے بچہ زندہ رہے چاہے کسی کی گود میں ہو۔

۱۔ عدل اور انصاف کی دنیا میں اپنے حق کے لئے جرح کرنا اس کی بنیاد بھی آپؑ ہی نے ڈالی۔

۲۔ ایک گواہ پر جرح دوسرے کی غیر حاضری میں کی اور درست نتائج اخذ کئے۔

۳۔ آپ ہی نے گواہ کی شہادت کو قلمبند کرنے کو رواج دیا۔

۴۔ آپ ہی نے حلف اٹھانے پر فیصلے کئے۔

۵۔ آپ کی ذات بابرکات نے "تمام قانون کی نظر میں یکساں ہیں کا اصول دیا۔

۶۔ بادشاہ یا حکمران اور عام آدمیوں کے درمیان قانون کی نظر میں فرق کو مٹا دیا۔ اور دونوں کا مرتبہ اس ضمن میں برابر قرار دیا۔

آپ کے زمانہ خلافت کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ کے خلاف ایک یہودی نے مقدمہ دائر کیا جب فریقین عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ عدالت نے حضرت علیؑ کو۔ آپ کی کنیت سے یعنی ابوالحسن کہکر مخاطب کیا جس پر حضرت علیؑ قاضی سے ناراض ہو گئے اور فرمایا آپ سے فیصلہ نہ کراؤں گا۔ مجھے میرے نام سے کیوں نہیں پکارا۔ جبکہ یہودی کو اس کے نام سے پکارا گیا ہے مجھے آپ سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔ آپ نے مجھے کنیت سے پکار کر برتری دی ہے ہم سب قانون کی نظر میں یکساں ہیں

سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک گُر کی بات یہ بتائی تھی کہ جب فریقین مقدمہ تمھارے پاس لائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے فریق کی بات بھی نہ سُن لو۔

ایک اور مشہور واقعہ تحریر کرتا ہوں کہ جناب امیرؑ کے پاس ایک شخص آیا کرتا تھا اور آپ کا مہمان ہوتا تھا ایک بار ایک مقدمہ میں آیا اور حسب سابق امیر المومنین کا مہمان ہو گیا آپ سے آنے کا سبب نہیں تبلایا۔ امیرالمومنین کو جب یہ

معلوم ہوا کہ وہ مقدمہ کا ایک فریق ہے تو آپ نے فرمایا تم میرے پاس سے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ۔ آپ جانتے تھے کہ نفسیاتی طور پر اس بات کا کیا اثر فریق پر ہوگا وہ طرح طرح کے وہموں میں مبتلا ہو جائے گا۔

بات آ گئی تو لکھنا پڑ رہا ہے کہ اس کے برعکس اہل دنیا کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں وارث کا حق طلب کیا گیا تو یہ کہکر مدعیہ کا دعویٰ خارج کر دیا کہ نابالغ کی شہادت قابل قبول نہیں۔ بیٹے کی گواہی ماں کے حق میں نہ لی جائے گی لیکن واپری دنیا ــــ! ایک شخص اعتراض کرتا ہے "طویل آدمی کا پیرہن ایک چادر میں کس طرح بن سکتا ہے تو بیٹے کو کہا جاتا ہے اُٹھ اور گواہی دے وہ اٹھتا ہے اور کہتا ہے میں نے اپنی چادر انھیں دی ہے۔ کیا یہی حق و انصاف ہے۔ کیا دوسرا گواہ بیٹا نہ تھا ــــ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو جن سے دل بُرے ہوں۔

جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیچیدہ سے پیچیدہ ترین معاملات آئے۔ اہل نظر اس کے حل سے عاجز رہے لیکن امیرالمومنین نے ایک نظر میں حل کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال کر اپنی برتری کا لوہا منوایا ــــ اور لوگوں کو اقرار کرنا پڑا کہ ــــ "اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے"

آپؑ کی موت پر آپ کے سب سے بڑے حریف امیر معاویہ کو بھی یہ کہنا پڑا کہ "علیؑ کی موت سے علم و فقہ کی بستی اجڑ گئی"

علامہ ابن ابی الحدید فرماتے ہیں۔

"میں اس شخص کی کیا توصیف کروں جس کے فضائل کا اقرار اس کے دشمنوں کو کرنا پڑا ہے اور ان سے یہ ممکن نہ ہو سکا کہ وہ ان کا انکار کریں یا ان پر پردہ ڈالیں کیونکہ تم کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہے کہ بنو امیہ سلطنت اسلامی پر غالب آ گئے تھے اور مشرق و مغرب پر ان کا سکہ جم گیا تھا اور انھوں نے اس نور کو بجھانے کے لئے تحریف کرنے، ان (علیؑ) کے خلاف معائب و نقائص گڑھنے کے لئے ہر ممکن جال چلی اور تمام منبروں پر لعن و تبرا کو جاری کیا اور ان کے مداحوں کو ڈرایا دھمکایا۔ بلکہ ان کو قید و رسن و قتل کی سزائیں بھی دیں۔ اور ان کو ایسی روایت کے بیان کرنے سے منع کیا جن میں ان (حضرت علیؑ) کی فضیلت ہو کسی قسم کی بڑائی ہو۔

یہاں تک کہ اس بات سے ڈرایا کہ کوئی شخص (علیؑ) کے نام پہ اپنا نام نہ رکھنے پائے لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود (علیؑ) کی رفعتِ شان و بلندیٔ مکان میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ آپ کے فضائل گویا مُشک تھے جتنا اس کو چھپایا اتنا ہی اس کی خوشبو چاروں طرف پھیلتی گئی وہ آفتاب عالم تاب تھے جس کو ہاتھ کی ہتھیلی پوشیدہ نہیں کرسکتی ــــ اور آج بھی ــــ زندگی کے ہر موڑ پر آپ کے بتائے ہوئے زرّیں اُصول ہماری رہنمائی کرتے ہیں ــــ اور تا قیامت یہ زریں اُصول ہمارے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوتے رہیں گے۔

نذرِ عقیدت

میری شہرت کا سبب مدحتِ حیدر ہے وصیؔ
ورنہ اربابِ سخن میں مرا رتبہ کیا ہے!

بخدمت سید الاولیاء امام الانس والجان ولی العصر والزمان الحجۃ ابن الحسن سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الطاہرین عجل اللہ فرجہ کی خدمتِ اقدس میں حقیر نذرانہ اے آقائے دوجہاں! اے حجتِ خدا آپ کے جدِ امجد حضرت علی علیہ السلام کے تاریخی فیصلوں کو اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں پیش کر رہا ہوں۔ آقا مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا پورا پورا احساس و اعتراف ہے مگر ساتھ ہی ساتھ ملتجی ہوں کہ میری پیشکش کو جو معنویت کے لحاظ سے گرانمایہ سرمایہ ہے قبول فرمائیے اور فہرست اعوان و انصار میں میرے نام کو درج کرنے کا حکم فرمائیں نیز آپ کی بارگاہ سے اپنے والد ماجد جناب محمد عسکری خاں مرحوم کی مغفرت کا بھی مستدعی ہوں۔

محمد وصی خاں

حضرت علیؑ کے فیصلے ماڈرن لاء کی نظر میں!

مغرب کے ایک فلاسفر کا مقولہ ہے "امیر قانون بناتے ہیں اور قانون کی چکی غریبوں کو پیستی ہے"۔ یہ فقرہ ایک حد تک دُرست ہے واقعی دنیا میں قانون ساز اداروں پر اکثر و بیشتر ان لوگوں کی اکثریت ہے جو متمول ہیں وہ اپنے وقار اور دولت کو قائم رکھنے کے لئے لامحالہ ایسے ہی قانون وضع کریں گے جو ان کے مفاد میں ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی کو حق و انصاف کے لئے وقف کردیا تھا۔ آپ نے برائے افادہ مختلف موقعوں پر نصائح اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے کچھ فیصلے دیئے ہیں جن کو ہم موجودہ قانون سے ملا کر پیش کریں گے۔ اس سے پہلے میں کچھ نصائح تحریر کرتا چلوں جس کو مولائے کائنات نے بنی نوع انسان کی فلاح کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

۱۔ آپ کا ارشاد کہ "میں چین سے نہیں بیٹھ سکتا جب تک مظلوم کو اُس کا حق نہ دلوا دوں"۔

۲۔ انسان کے حقوق کا لحاظ میرے حقوق کا لحاظ ہے۔

۳۔ اگر میرا ذاتی مال ہوتا تب بھی میں اسے برابر تقسیم کرتا۔

۴۔ نہر اس کی ہے جس کے پسینے اُس کی کھدائی میں شریک ہوں۔

۵۔ بزرگی کوشش سے ملتی ہے یہ کوئی آبائی جائداد نہیں۔

۶۔ نہ ظالم ہو نہ مظلوم، نہ تعصب ہو نہ خود پسندی۔

۷۔ جیو تو اس طرح کہ لوگ تمہارے پاس آئیں مرجاؤ تو تمہیں یاد کرکے روئیں۔

ان اقوال کی روشنی میں آپ کی خدمت میں جدید قانون کی مناسبت سے کچھ فیصلے جناب امیر علیہ السلام کے پیش کروں گا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

APPEAL & REVISION APPEAL

اپیل۔ نظر ثانی۔ نگرانی

ہر قانون سازی کے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جاتا ہے کہ اگر ایک مقدمہ کا فیصلہ عدالت کر دے تو اس کی اپیل عدالت بالا میں ہو سکے اور پھر اس کے بعد آخری عدالت میں نگرانی نظر ثانی اسی عدالت کے سامنے ہوتی ہے (جس نے فیصلہ کیا ہو اور نگرانی عدالت بالا میں کی جاتی ہے۔)

نگرانی کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔

امام محمد باقر علیہ السّلام سے مروی ہے کہ یمن میں ایک شخص کا گھوڑا بے قابو ہو کر بھاگا راستہ میں ایک شخص کو کچل دیا۔ اور وہ مر گیا مقتول کے وارث گھوڑے کو پکڑ کر حضرت علی علیہ السّلام کے پاس لائے۔ مالک نے ثبوت دیا کہ گھوڑا اس کے گھر سے بھاگ گیا تھا راستہ میں مقتول آگیا حضرت نے مالک کو بری کر دیا۔

فیصلہ اپیل :۔ اس فیصلہ کے خلاف نگرانی جناب سرور کائنات کی عدالت میں کی گئی۔ حضور نے امیر المومنین کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

COMPUUND ABLE OFFENCES

قابل مصالحت جرم

عام طور پر قانون میں چند ایک جرائم ایسے ہوتے ہیں جو بغیر اجازت عدالت قابل مصالحت ہوتے ہیں اور چند ایسے ہوتے ہیں جن میں مصالحت کی اجازت عدالت سے حاصل کرنی پڑتی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صفوان بن امیہ مسجد الحرام میں موجود تھا وہ اپنی چادر رکھ کر پیشاب کرنے چلا گیا تو چادر چوری ہو گئی وہ یہ پوچھتا پھرا کہ میری چادر کس نے لی ہے۔ یہاں تک کہ چور پکڑا گیا اسے جناب رسول خدا کی خدمت میں پکڑ کر لے آئے۔ آنحضرت نے شہادت کے بعد اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔

صفوان نے عرض کی یا رسول اللہ یہ میری چادر کے سبب اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔

آنحضرت نے فرمایا "ہاں"

صفوان نے کہا "یا رسول اللہ میں اسے بخشے دیتا ہوں"

آپ نے فرمایا

"میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ معاف کر دیا"؟

امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا

"جو شخص کسی چور کو پکڑ لے۔ پھر اسے معاف کر دے تو یہ اسے اختیار ہے لیکن جب معاملہ امام کے روبرو ہو جائے گا تو اب اس شخص کا کوئی اختیار نہ ہو گا بلکہ امام ہی کو مکمل طور پر اختیار ہو گا۔

MAD دیوانہ

ہر قانون میں ہے کہ دیوانگی کے عالم میں جو جرم ہو اس پر سزا۔ حد یا تعزیر نہیں ہے بلکہ سول لاء میں بھی دیوانہ کے ساتھ معاہدہ کوئی معاہدہ نہیں وہ اپنے نفع نقصان کو نہ دیکھ سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔

ایک واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک دیوانی عورت زنا کے جرم میں گرفتار کر کے لائی گئی اور حکم سنگ باری ہوا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا "آپ نے رسول خداؐ کا ارشاد نہیں سنا کہ تین شخصوں پر حد ساقط ہے۔ (۱) دیوانہ جب تک تندرست نہ

ہوجائے (۲) سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہوجائے۔ (۳) کمسن بالغ نہ ہوجائے
(کوکب دری)

CONFESSION BY COERCION

جبری اقبالِ جُرم

موجودہ نظام میں عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ پولیس ملزم کو عدالت میں لاکر اس سے اقبال جرم کرا لیتی ہے۔ عدالت اسے اقبال جرم پر سزا دیتی ہے لیکن ایسے مقدمات جن کا فیصلہ عدالت بالا سیشن جج وغیرہ کو کرنا ہوتا ہے اس میں مجرم سے اقبال جرم حالانکہ عدالت ابتدائی میں قلمبند کرا لیا جاتا ہے پھر بھی مجرم سے انحراف کر جاتا ہے۔

ایسے ہی مقدمات جناب امیر علیہ السّلام کے سامنے پیش ہوئے جن کے فیصلے آپ نے اس طرح کئے۔

۱۔ امیر المومنین کی خدمت میں ایک مرد اور ایک عورت گرفتار کر کے لائے گئے جن پر بدکاری کا الزام تھا دونوں نے اپنے فعل کا اقرار کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ عورت نے اتنا اور اقرار کیا کہ اس شخص نے مجھے اس جرم کے لئے بالکل بے بس کر دیا تھا آپ نے عورت کی سزا ساقط کر دی۔

۲۔ ایک عورت نے بدکاری کا اقبال جرم کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کر دینے کا حکم دے دیا۔ حضرت علیؑ کو جب اس فیصلہ کی اطلاع ملی تو آپ نے نظر ثانی کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا کہ شاید اس نے کسی معقول وجہ سے اس جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ آپ نے مجرم کی وجہ دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ صحرا میں وہ اور ایک چرواہا اپنے اونٹ چراتے تھے میرے پاس نہ پانی تھا اور نہ ہی کسی جانور کا دودھ اس کے برعکس چرواہے کو دونوں اشیاء میسر تھیں

میں نے پانی مانگا اس نے انکار کر دیا اور کہا جب تک اس کے فاسد ارادہ کو پورا نہ کروں گی اس وقت تک پانی نہیں دوں گا۔ میری پیاس کی شدت بڑھی تین چار مرتبہ پانی مانگا۔ ہر دفعہ چرواہے نے سابقہ مطالبہ برقرار رکھا۔ اور جب قریب المرگ ہوگئی تو مجبوراً ایسا کیا۔

حضرت نے فرمایا
جو شخص مجبور ہو اور سرکشی اور زیادتی کرنے والا نہ ہو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ اسی طرح ایک عورت جو کہ حاملہ تھی اس کو حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ مجرم عورت ہے۔ اس کے بچے کا کیا قصور ہے جو اس کے پیٹ میں ہے۔؟

حضرت عمرؓ نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ (مناقب خوارزمی)

۴۔ عہد حضرت عمرؓ میں ایک حاملہ عورت کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا جنھوں نے پوچھ گچھ کی تو اس نے بدکاری کا اقرار کر لیا۔ سنگساری کا حکم دیا گیا۔ جب اسے لے جا رہے تھے تو راستہ میں امیر المومنین مل گئے۔ واپس لانے کو کہا۔

امیر المومنین نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ اس کو سنگساری کا حکم دیا ہے؟ جواب دیا۔ "ہاں" کیونکہ اس نے اقبال جرم کر لیا ہے۔

آپ نے فرمایا "اس بچہ کا کیا قصور ہے جو اس کے شکم میں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا ——— "معلوم ہوتا ہے اسے جھڑکا اور ڈرایا دھمکایا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ایسا ہی ہوا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا
"کیا آپ نے رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا۔ تشدد سے مجبور ہو کر اقرار جرم کرنے والے پر حد نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو قید خانہ میں

ڈال کر ڈرا دھمکا کر اقرار کرا لیا جائے تو اس کے اقرار جرم کی کوئی حیثیت نہیں ہے
(کشف الغمہ مناقب خوارزمی)

RETRACTED CONFESSION

انحراف اقبال جُرم

ایسے واقعات بھی پیش آئے ہیں جن میں مجرموں نے اقبال جُرم کیا اور پھر اس سے منحرف ہو گئے۔

۱۔ ماعز بن مالک نے پیغمبر خدا کے حضور بدکاری کا اقرار کیا آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا جب پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ نکلا۔ زبیر بن عوام نے اونٹ کی ہڈی ماری جس سے وہ رک گیا لوگوں نے قتل کر دیا۔

جب یہ خبر جناب رسولخدا کو ملی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے کیوں اسے بھاگ جانے دیا اس نے خود ہی تو جرم کا اقبال کیا تھا خود ہی منحرف ہوا —— علیؑ اس موقع پر موجود ہوتے تو تم لوگ گمراہ نہ ہوتے۔

پھر آنحضرت نے اس شخص کی دیت بیت المال سے اس کے ورثہ کو دلوا دی۔ (من لایحضرہ فقیہ)

COMMON INTENTION

محبت مشترکہ

۱۔ ایک مقدمہ محبت مشترکہ کا نقل کیا جاتا ہے۔
ایک شخص کو اس کی سوتیلی ماں اور اس کے آشنا نے ملکر ختم کر دیا حضرت عمرؓ

کے پاس مقدمہ آیا۔ فیصلہ ٹھہرا کہ ایک کے بدلہ میں دو کو سزا کیوں؟
حضرت علیؑ نے فرمایا۔
"اگر کئی آدمی ملکر اونٹ سرقہ کر کے لے جاویں اور تقسیم کر لیں تو کیا آپ سب کو سزا دیں گے؟
انھوں نے کہا ضرور —— پھر اس کے مطابق حکم دے دیا۔
(قضائے امیر المومنینؑ)

ON MEDICAL REPORTS

طبّی معائنہ کی رپورٹ

آج کل کی دُنیا میں طبّی معائنہ اور کیمیکل انالیسس پر مقدمات کے فیصلوں کا بہت حد تک انحصار کیا جاتا ہے۔ بنا اوقات طبی معائنہ زبان کی شہادت کو بالکل مشکوک قرار دے دیتا ہے۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے آج سے تیرہ سو برس قبل ایسے فیصلہ جات کا انحصار طبی معائنہ اور کیمیکل رپورٹ پر کیا چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

۱۔ حضرت عمرؓ کی عدالت میں ایک عورت نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے اس سے زنا بالجبر کیا ہے۔ اور اپنی ران پر اور کپڑوں پر انڈے کی سفیدی ڈال دی۔ حضرت علی علیہ السلام نے گرم پانی منگوا کر کپڑے پر ڈالا سفیدی جم گئی، سونگھا تو انڈے کی سفیدی تھی۔ (ارشاد شیخ مفید)

۲۔ ایک عورت نے لڑکی کو جنم دیا اور دوسری نے لڑکے کو۔ لڑکی والی نے بچہ تبدیل کر لیا اور مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا۔ حضرتؑ نے حکم دیا دونوں عورتوں کا دودھ لے کر وزن کیا جائے جس کا وزن زیادہ ہو لڑکا

اس کے حوالہ کر دو۔ (کوکب دری ۔ احسن الکبار)

۳۔ امیر المومنین کی خدمت میں ایک دوشیزہ گرفتار کر کے لائی گئی اس پر الزام تھا کہ اس نے بدکاری کی ہے آپ نے چند عورتوں کو حکم دیا کہ اس کا جائزہ لو۔ عورتوں نے طبی معائنہ کے بعد بتایا کہ وہ کنواری ہے۔ آپ نے اسے بری کر دیا۔ (الامام علی ۔ روکس بن زائد)

۴۔ ایک عورت کی شادی کے ۶ ماہ بعد بچہ پیدا ہو گیا۔ شوہر نے مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کر دیا۔

انھوں نے عورت کو سنگساری کا حکم دے دیا۔ حضرت علیؑ نے اس پر نظرثانی کے لئے فرمایا۔

آپ نے فرمایا قرآن میں ہے جو اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہیئے۔ تو مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ حمل اور اس کی دودھ بڑھائی تیس ماہ ہے۔ پس حمل ۶ ماہ ہوا۔ اس عورت کو آزاد کر دیا جائے۔ (کوکب دری ۔ مناقب خوارزمی)

(۵) ایک شخص نے دوسرے شخص کے سر پر ضرب لگائی۔ مار کھانے والے نے دعویٰ کیا کہ وہ اپنی گویائی۔ بینائی اور قوت شامہ کھو بیٹھا ہے۔ امیر المومنینؑ نے کہا کہ اس سے کہو کہ سورج کے سامنے آنکھیں کھولے اگر کھلی رہ گئیں تو واقعی نابینا ہے۔ کوئی چیز جلا کر دھواں ناک میں دو۔ اگر آنسو آ جائیں تو قوت شامہ درست ہے۔ زبان پر سوئی چبھو دو۔ زبان سے اگر سرخ رنگ نکلے تو یہ گونگا نہیں ہے اور اس تکلیف سے زبان خود بول اٹھے گی۔

(من لا یحضرہ فقیہہ)

معاہدہ جات CONTRACTS

روزمرہ کی زندگی میں ہم بے شمار معاہدے ایک دوسرے سے کرتے

ان میں کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ زبانی خود بخود عمل پذیر ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جنمیں فریقین کو پابند کیا جاتا ہے آپ بازار سے سودا سلف لیں تو سودا لیا اور پیسے ادا کئے۔ یہ بھی معاہدہ ہے زمین مکان اور دیگر ایسی اشیاء وغیرہ کے معاہدے بھی ہوتے ہیں ہر معاہدہ کے دو حصے ہوتے ہیں ایک PROPOSAL دوسرے کی جانب سے قبولیت ACCEPTANCE اور اگر ایک ہی حصہ ہو تو معاہدہ نامکمل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کوفہ کے بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک کنیز کو روتے دیکھا تو پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایک درہم کی کھجوریں میرے مالک نے خرید کر لانے کو کہا۔ میں دکاندار سے لے گئی مالک نے پسند نہیں کیں اب واپس لائی ہوں دوکاندار واپس نہیں لیتا۔ حضرت نے دوکاندار کو کہا کہ معاہدہ تمھارے اور کنیز کے درمیان نہیں ہے بلکہ اس کے مالک اور تمھارے درمیان ہے۔ اگر وہ کھجوریں لے لیتا تو معاہدہ تکمیل کو پہونچتا اب کھجوریں واپس لے لو۔

(نہج البلاغہ)

۲۔ انس بن مالک نے حضرت عمرؓ کے لئے اونٹ خریدنا چاہا ایک اعرابی اونٹ لایا اور سودا طے ہو گیا۔ انس سے کہا کہ اپنے اونٹ جدا کر لو۔ عرب نے کہا کہ ان پالانوں کو مجھے جدا کر لینے دو۔ حضرت عمرؓ نے کہا اونٹوں کو مع پالانوں کے خریدا ہے [illegible] اس بات پر جھگڑا ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس کا فیصلہ کیا۔

حضرتؑ نے پوچھا۔ تم نے پالانوں کی شرط کر لی تھی۔ کہا "نہیں" فرمایا۔ "ان کو جدا کر لینے دو۔ معاہدہ میں شامل نہیں ہے صرف اونٹ لے سکتے ہو۔

(قضائے امیر المومنین)

LABUUR LAW

قانون محنت

آج کی دُنیا میں مزدوروں کے لئے قانون وضع کئے جاتے ہیں جس میں ہر روز نت نئے جھگڑے چلتے رہتے ہیں اور قانون میں جلد جلد تبدیلیاں کرنی پڑتی ہیں۔ جناب سرور کائنات نے مزدوروں کے لئے ایک واضح قانون ایک جامع فقرہ میں دیا۔

"مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے قبل ادا کر دو"

اگر اس قانون پر عمل ہو تو لیبر لا کی ضرورت ہے نہ قانون کی احتیاج ہے

(۱) امیر المومنین کے زمانہ میں بصرہ میں ایک نہر کی کھدائی کی گئی۔ گورنر نے مزدوروں سے بیگار لی اور کسی کو بھی ان کی محنت کا معاوضہ ادا نہ کیا جب یہ بات امیر المومنین تک پہنچی تو آپ نے گورنر کو خط لکھا۔

"کیا تم حدیث رسولؐ بھول گئے۔ کہ مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل مزدوری ادا کر دو۔ نہر ان کی ہے جنہوں نے کھدائی کی"

یو۔ این۔ او نے ۳۰ سال قبل بے گار کو غیر قانونی قرار دیا ہے۔ جب کہ امیر المومنین کا عمل تیرہ سو ۱۳۰۰ سال قبل ہے۔

LAW OF TORT

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے چند فیصلے قانون ٹارٹ کے تحت بھی کئے ہیں۔ ٹارٹ یہ وہ معاوضہ ہوتا ہے جو مدعی کو مدعا علیہ کے غلط، غفلت اور لاپرواہی کے فعل کی وجہ سے دلایا جاتا ہے جس سے

گزند پہنچا ہو۔ اس قانون کا رواج یورپ میں سترہویں صدی میں ہوا تصور یہ کیا جاتا ہے کہ جس قدر مہذب ملک ہو گا اسی قدر ٹارٹ کے تحت مقدمات زیادہ ہوں گے اور جرائم میں کمی ہو گی۔ کسی ملک کے مہذب ہونے کی نشانی تصور کی جاتی ہے جناب امیر علیہ السلام نے اس وقت ٹارٹ کے تحت فیصلے کئے جبکہ کہیں اس قانون کا تصور بھی نہ تھا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ کسی کے بیل نے کسی کے گدھے کو مار ڈالا۔ رسولؐ خدا کے پاس مقدمہ آیا تو آنحضرت نے خلیفہ اول سے فرمایا، تم فیصلہ کرو۔ انھوں نے حکم دیا کہ ایک جانور نے دوسرے جانور کو مار ڈالا کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ آنحضرت نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ تم فیصلہ کرو۔ انھوں نے سابقہ فیصلہ کی تائید کی۔ آنحضرت نے پھر حضرت علیؑ سے فرمایا تم فیصلہ کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر بیل گدھے کے اصطبل میں گیا تھا تو بیل کا مالک گدھے کے مالک کو قیمت ادا کرے۔ اگر گدھا ایسی جگہ گیا جہاں بیل تھا تو کسی پر ذمہ داری نہیں یہ فیصلہ سن کر آنحضرت نے اظہار مسرت کیا۔

(تاریخ خطیب بغداد)

(۲) ایک شخص نے دوسرے شخص کے سر پر ضرب لگائی مضروب نے دعویٰ کیا کہ اس کی ضرب سے بینائی۔ قوت گویائی اور حس شامہ ضائع ہو گئی۔

آپ نے فرمایا "اگر یہ سچ ہے تو اس کو ایک جان کے ایک تہائی خون بہا دینا پڑے گا۔

۳۔ تین لڑکیاں آپس میں کھیل رہی تھیں۔ ایک لڑکی نے دوسری لڑکی کو کاندھے پر بٹھا لیا تیسری نے اس لڑکی کو چٹکی لی جو کاندھے پر سوار تھی وہ سنبھل نہ سکی اور لڑکی کو گرا دیا جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گئی مقدمہ جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔

آپ نے فرمایا۔ جو لڑکی کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھی اس سے ایک تہائی دیت لے کر مرنے والی کے ورثا کو دی جائے۔ باقی ایک تہائی ساقط ہے۔ کیونکہ

مرنے والی خود کھیل میں بخوشی شریک تھی۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسالتمآب نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور ایک مقدمہ پیش ہوا کہ شیر کے شکار کو ایک گڑھا کھودا جس میں شیر تھا۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور دیکھنے کے لئے دھکم دھکا کرنے لگے۔ ایک آدمی گڑھے میں پھسلا تو اس نے دوسرے کو تھام لیا اس نے تیسرے کو اس نے چوتھے کو آخر سب گڑھے میں گرے شیر نے ان چاروں کو پھاڑ ڈالا۔ چاروں مر گئے۔ آپ نے ایک چوتھائی۔ ایک تہائی۔ نصف اور ایک پوری دیت ان لوگوں سے جنھوں نے گڑھا کھودا اور ان سے جنھوں نے ہجوم کیا وصول کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ پہلا شخص جو گرا اس کے ورثاء کو $\frac{1}{4}$ اور دوسرے کے اعزا کو $\frac{1}{3}$ دیت تیسرے کے ورثاء کو $\frac{1}{2}$ دیت اور چوتھے کے اقارب کو پوری دیت دو۔ اس فیصلہ کے خلاف اپیل نگرانی جناب سرور کائنات کے پاس کی جنھوں نے علیؑ کا فیصلہ بحال رکھا۔

(۵) چند لڑکے لکڑی سے کھیل رہے تھے ایک لڑکے نے لکڑی پھینکی تو دوسرے کے نیچے کے دانت پر لگی جو ٹوٹ گیا۔ یہ مقدمہ حضرت امیر علیہ السّلام کے پاس آیا۔ گواہ پیش ہوئے جنھوں نے بتایا جب لکڑی پھینکی گئی تو خبردار کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا جو خبردار کر دیتا ہے وہ بری الذمہ ہے۔

اچھے قاضی یا جج کی صفات کیسی ہونی چاہئیں

جناب امیر علیہ السلام نے قاضی اور جج کی صفات بتلائیں۔

کمال عقل۔ صحیح تمیز۔ زیرک۔ سہو و غفلت سے عاری۔ ذہانت ایسی کہ مشکل سے مشکل امور فوراً حل کر دے۔ اعلیٰ اخلاق۔ ذلیل اور پست خیالات سے گریز۔ راست گو۔ امانت دار۔ خوشی و ناراضگی میں

دائرہ حق سے باہر نہ ہو۔ کتاب و سنّت و فقہ پر حاوی ہو۔ انسانی فطرت سے پورا واقف ہو۔ غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔ ایسا امر اگر واقع ہو تو اٹھ کر چلا جائے فیصلہ نہ کرے۔

عدالت میں تنگدلی سے کام نہ کرے (فروع کافی اور نہج البلاغہ)

قاضی یا جج کیلئے حکومت وقت کی ذمہ داری

حکومت وقت کو چاہیئے زمانہ کی معاشی حالت کے مطابق قاضیوں یا ججوں کی تنخواہ مقرر کرے۔ اگر کسی جج یا قاضی کا رہن سہن اس کی آمدنی سے زائد ہو تو اس کی سرزنش کی جانی چاہیئے۔ (نہج البلاغہ)

امیر المومنینؑ کے عدل اور انصاف کو، غیر مسلموں نے بھی آپ کے انتقال کے بعد یاد رکھا!

حضرت علی علیہ السّلام کی ذات گرامی نے غیر مسلموں کو کس قدر متاثر کیا یہ ایک وسیع موضوع ہے آپ کی انصاف پسند طبیعت نے ہر قوم کے لوگوں کے دل جیت لئے تھے اس سلسلہ میں لبنانی عیسائی جارج جرداق کا ذکر مناسب معلوم دیتا ہے جس نے حضرت علی علیہ السلام کی سوانح عمری ۵ جلدوں میں لکھی ہے۔ کتاب کا نام "ندائے عدالت انسانی" ہے جب جارج جرداق پہلی جلد مکمل کر چکا تو اس نے مسلمان ناشروں کی طرف رجوع کیا مگر کسی نے اس کی کتاب کی طرف توجہ نہ دی۔ ان کا خیال تھا کہ ایک عیسائی کی لکھی ہوئی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح حیات کون خریدے گا۔ ہر چند جرداق نے انھیں یقین دلایا کہ اس نے اپنی تمام عمر حضرت علیؑ کی سیرت کے

مطالعہ کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اور اس کی کتاب بے نظیر ہوگی مگر صدائے برنخاست۔ ایک دن وہ مایوسی کے عالم میں تنہا گرجے میں بیٹھا تھا کہ لشپ نے اسے دیکھ لیا۔ اور پاس آکر افسردگی کی وجہ پوچھی اس نے بتایا کہ اس کی کتاب کی پہلی جلد کے لئے کوئی ناشر تیار نہیں ہو رہا ہے اور خود اس کے پاس اتنی رقم نہیں کہ وہ اس کتاب کی طباعت پر صرف کرسکے۔

آرچ لشپ نے پوچھا کتنی رقم درکار ہے جرداق نے تخمینہ عرض کیا۔ آرچ لشپ نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرے رہنا۔ پھر وہ اپنے کمرہ میں گئے۔ سیف کھولا اور مطلوبہ رقم لاکر جرداق کو دے دی۔ اور کہا یہ رقم لو اور اپنی کتاب کی طباعت کا انتظام کرو۔ جرداق بہت خوش اور حیرت زدہ ہوا۔ قصہ کوتاہ کتاب چھپی اور بہت جلد بک گئی۔ جرداق تمام وصول شدہ رقم لے کر پادری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام رقم مع منافع ان کی خدمت میں پیش کردی لشپ نے اصل رقم تو رکھ لی اور منافع واپس کرکے فرمایا۔ جرداق رقم واپس لے لو اور دوسری جلد شائع کرنے کا انتظام کرو۔ جرداق نے متحیر ہوکر پوچھا

میرے معزز مربی میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ وہ کام جو مسلمانوں کے کرنے کا تھا اس کو ایک مسیحی پادری نے کیوں سرانجام دیا۔

آرچ لشپ نے فرمایا۔

"ہم پر علیؑ کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ جب اپنے مسلسل انکار اور عوام کے مسلسل مجبور کرنے پر خلیفہ بنے تو یہودیوں۔ عیسائیوں اور زرتشتیوں کا وفد ان کی خدمتِ عالی میں اس لئے حاضر ہوا تاکہ یہ معلوم کرے کہ ایک مثالی اسلامی حکومت میں ان کی کیا حیثیت ہوگی۔؟

حضرت علیؑ نے انھیں یقین دلاتے ہوئے فرمایا۔

"میں ضامن ہوں کہ تمھیں اپنی زندگی توراۃ، انجیل اور اوستا کی شریعتوں کے مطابق بسر کرنے کی اجازت ہوگی۔

اور علیؑ نے جو فرمایا تھا اپنے دورِ خلافت میں اسے ایفا کیا تب ہی تو جب علیؑ شہید ہوئے تو ان کی شہادت پر مسلمانوں سے زیادہ یہودیوں عیسائیوں اور زرتشتیوں نے گریہ وزاری کی۔

لے جرداق علیؑ کی سوانح حیات کو محفوظ رکھنا۔ علیؑ کے اس احسان کا جو انھوں نے عیسائیوں پر کیا ایک ادنیٰ سا بدلہ ہے۔ ان کے دورِ خلافت میں ہمیں انصاف ہماری کتابوں سے ملا اور ہم کو ہر طرح کی مذہبی آزادی تھی۔

فطری قانون میں اپنے اور پرائے سب برابر ہیں

حضرت علیؑ کا مقدس کردار

جناب امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی خلافت کا زمانہ ہے عدل اور مساوات کا دور دورہ ہے۔ آپ کے حقیقی بھائی حضرت عقیل بیٹھا تنگی اور افلاس کے عالم میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں ایک دن آپکی زوجہ محترمہ نہایت پریشان ہوکر آپ سے اس طرح گفتگو فرماتی ہیں۔

زوجہ۔ اب تو اللہ کے فضل سے آپ کے چھوٹے بھائی علیؑ خلیفۃ المسلمین اور امیرالمومنین ہوگئے ہیں۔ لہٰذا آپ اگر ان سے اشارۃً اپنی تنگی کا ذکر فرمادیں تو شاید ہمارے روزینہ میں کچھ اضافہ ہوسکے۔

عقیلؑ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم تنگی سے زندگی گذار رہے ہیں لیکن بہت سے لوگ ہم سے بھی زیادہ پریشان حال ہیں۔ اس لئے میں اپنے لئے حضرت علیؑ سے کچھ مانگ کر ان کی پریشانیوں میں اور اضافہ نہیں کرنا چاہتا۔

زوجہ ۔ دوسرے لوگوں میں اور آپ میں بڑا فرق ہے آپ خاندان بنی ہاشم کے فرد ہیں اور خلیفۃ المسلمین کے بڑے بھائی اور رسول اللہ کے قرابت داروں میں سے ہیں۔ آپ کے لئے یہ پریشان حالی خاندانی عظمت پر ایک بدنما داغ ہے۔ آپ صرف اشارتاً ذکر فرمائیں وہ خود سمجھ جائیں گے اور آپ کی امداد کی کوئی سبیل نکال لیں گے۔

عقیلؑ ۔ جی تو نہیں چاہتا۔ دوسرے ہم اگر بلائیں تو کچھ ضیافت کا سامان بھی کرنا ہوگا جس کی ہم قدرت نہیں رکھتے۔

زوجہ ۔ اس کا انتظام میں کر لوں گی روزانہ ایک درہم بچاؤں گی اور دو ہفتہ میں دعوت کے اہتمام کے لئے کچھ نہ کچھ سبیل نکل آئے گی۔

عقیلؑ ۔ بہت اچھا اگر تم اصرار کرتی ہو تو میں انہیں دعوت پر بلاؤں گا اور اپنی حقیقت حال بیان کروں گا۔

آخر ایک دن حضرت عقیلؑ کی دعوت پر حضرت علیؑ ان کے ہاں آئے۔ کھانا کھاتے ہوئے (جس میں کچھ شیرینی بھی تھی) حضرت عقیلؑ نے اس طرح ذکر چھیڑا۔

عقیلؑ ۔ بھائی اللہ کا شکر ہے کہ اب آپ تمام مسلمانوں کے امیر ہو گئے ہیں میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

علیؑ ۔ بھائی جان میری ذمہ داریوں میں کہیں زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ دعا فرمائیں۔ خدا مجھے اپنے فرائض سے کماحقہٗ سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

عقیلؑ ۔ یقیناً خداوند عالم آپ کی مدد کرے گا۔ آپ ہر ایک فرد کی تکلیف کا خیال رکھتے ہیں اور ہر بار دوست مسکین کی دادرسی کرتے ہیں۔

علیؑ ۔ کوشش تو ضرور کرتا ہوں۔ لیکن خدا جانے۔

عقیلؑ ۔ ہاں زمانہ بڑا نازک ہے۔ اکثر لوگ نہایت تنگی اور پریشانی سے گذر اوقات کرتے ہیں خود ہمارا یہ حال ہے کہ اپنی ضروریات بھی پوری نہیں

ہوتیں روزینہ نہایت قلیل ہے۔ کئی دفعہ آپ کی بھاوج نے کہا کہ آپ سے ذکر کروں لیکن میں خاموش رہا۔

علیؑ ۔ آپ تو ماشاءاللہ بہت اچھا کھانا کھاتے ہیں (کھانے کی طرف اشارہ کر کے) ایسا کھانا تو متوسط لوگوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔

عقیلؑ ۔ یہ تو آپ کی بھاوج نے روزانہ ایک درہم بچا کر دو ہفتہ میں یہ اہتمام کیا ہے۔ ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

علیؑ ۔ تو پندرہ روز تک روزانہ ایک درہم کم میں آپ کا گذارہ ہو گیا۔ مزید امداد کی کیا ضرورت ہے۔

عقیلؑ ۔ آپ تو بال کی کھال نکالتے ہیں۔ آدمی اگر اپنی تکلیف کا ذکر اپنے بھائی سے نہ کرے تو اور کس سے کرے۔ آپ تو بجائے امداد کرنے کے ۔ ۔ ۔ !

علیؑ ۔ تو لیجئے۔

عقیلؑ نے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت علیؑ نے دست پناہ جو چولھے میں پڑا تھا اور سرخ ہو رہا تھا نکال کر عقیلؑ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

عقیلؑ کا ہاتھ جلا چیخ کر ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔

عقیلؑ ۔ علیؑ یہ کیا ــــ تم نے تو مجھے جلا دیا۔

علیؑ ۔ آپ دنیا کی آگ سے ایسے بلبلا اٹھے اور مجھے دوزخ کی آگ میں دھکیل دینا چاہتے ہو۔ جانتے نہیں کہ جہنم کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے۔ اگر میں ناجائز طور پر اپنے رشتہ داروں کی مدد کروں گا تو مجھے جہنم کی آگ سے کون بچائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام کے چند فرامین

وہ فرامین جن کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ

اور دن رات ہونے والے واقعات کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت علی علیہ السلام کے فرامین روشنی نہ ڈالتے ہوں۔ آپ یقیناً علم کے بحر ناپیدا کنار ہیں اور میں آپ کے فرامین میں سے چند کو پیش کر رہا ہوں جو بلاشبہ حضرت علیؑ کے علم کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے چند کوزے کی حیثیت سے زیادہ ہرگز نہیں ہیں۔

مساوات

عام مسلمانوں کے درمیان بلا استثنا و اختصاص سب کے ساتھ یک رنگی سے پیش آؤ۔ اور اپنے چہرہ زبان، نشست و برخاست کے ذریعہ ان کا دل رکھو یہ نہ ہو کہ جو شخص تمھارا حاشیہ نشین ہو اس کو تو تمہاری نظر توجہ کی اُمیدواری ہو اور جو تم سے دور ہے وہ تمہارے عدل و انصاف کی طرف بہ حسرت و یاس دیکھتا رہے۔

قسم

مدعی سے پہلے قسم کھلاؤ اس کے بعد بارِ ثبوت اس کے ذمہ رکھو کیونکہ اس طرح تجربی مقدمہ پر سے تاریکی دور ہوتی ہے اور جج صحیح فیصلہ تک پہنچتا ہے۔

گواہ

جو شخص گواہ پیش کرنا چاہے اس کو اتنی مہلت دو جس میں وہ گواہ پیش کر سکے پس اگر وہ گواہ پیش کر دے تو اس کا حق دلوانا اور اگر نہ پیش کر سکے تو پھر اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں تم مجاز ہو۔

شرطِ گواہ

یہ بھی واضح رہے کہ تمام مسلمان عادل ہیں لہٰذا ان کی گواہی کو

قبول کرنا) سوائے ان اشخاص کے جو سزا یافتہ ہوں۔ اور انھوں نے توبہ نہ کی ہو یا جس نے جھوٹی گواہی دی ہو۔ یا وہ جو بدمعاشی میں متہم ہوں۔

جلد بازی

جلد بازی سے کام نہ لینا ہر معاملہ کو اس کے وقت پر ہاتھ میں لینا اور انجام کو پہنچا دینا نہ وقت آنے پر ڈھیل برتنا اگر معاملہ مشتبہ ہو تو اس پر اصرار نہ کرنا۔ روشن ہو تو اس میں کمزوری نہ دکھانا ہر کام کو اس کے وقت پر کرنا اور ہر معاملہ کو اس کی صحیح جگہ پر رکھنا۔

غصہ

دیکھو! اپنے غصہ کو، طیش کو، ہاتھ کو، زبان کو، قابو میں رکھنا سزا دینے کو اس وقت تک ملتوی رکھنا یہاں تک کہ غصہ ٹھنڈا ہو جائے اس وقت تمھیں اختیار ہو جو مناسب سمجھو کرو۔ لیکن اس وقت تک اپنے اوپر صحیح طور سے قابو نہ پا سکو گے۔ جب تک پروردگار عالم کی طرف واپسی کا معاملہ تمہارے خیالات پر غالب نہ آجائے۔

ظلم

یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو خدا خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے۔

حدود

قصاص و حدود و تعزیرات کے مقدمات اس وقت تک فیصل نہ کرنا جب تک کہ ان کو میرے سامنے پیش نہ کر دینا۔

باطل

اور یہ بھی جان لو کہ لوگوں کو حق پر نہیں ٹال سکتے جب تک کہ

ان کو باطل سے ٹرکنے کی عادت نہ ڈالو۔

روز کا کام

ہر روز کا کام اسی روز ختم کر دینا کیونکہ ہر دن کے لئے اسی کا کام بہت ہوتا ہے۔

مصاحب

اہل تقویٰ و صدق کو اپنا مصاحب بنانا انھیں ایسی تربیت دینا کہ وہ تمہاری جھوٹی تعریف کبھی نہ کریں کیونکہ تعریف کی بھی بھرمار سے آدمی غرور میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

عبادت

دن اور رات میں اپنا ایک وقت ضرور خدا کے لئے خاص کر دینا اور جو عبادت بھی انجام دینا وہ تقرب الٰہی کے لئے ہو اور اسے اس طرح انجام دینا کہ ہر لحاظ سے کامل و مکمل ہو کسی طرح کا کوئی نقص اس میں نہ رہ جائے۔ چاہے اس سے تمہارے جسم کو کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو۔

تنگ حوصلہ

اور دیکھو محکمہ عدالت میں کبھی دل تنگ یا پریشان نہ ہونا کیونکہ یہ وہ جلیل القدر منصب ہے جس کا اجر اللہ نے واجب کیا ہے اور جس نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا اس کے لئے اللہ کے پاس بہت اچھا بدلہ ہے۔

اقربا پروری

خبردار! کسی مصاحب یا رشتہ دار کو جاگیر نہ دینا ایسا کرو گے تو یہ لوگ رعایا پر ظلم کریں گے خود فائدہ اٹھائیں گے اور دنیا و آخرت میں بدگوئی تمہارے سر رہے گی۔

ایمانداری

تمھیں سب سے زیادہ پسندوہ راہ ہونا چاہیئے جو حق کے لحاظ سے سب سے زیادہ درمیانی انصاف کی رو سے سب سے زیادہ عام اور رعایا کو سب سے زیادہ رضامند کرنے والی ہو۔

جبروتیت

خبردار خدا کی عظمت سے کبھی ٹکر نہ لینا اس کی جبروتیت سے مشابہت پیدا کرنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ خدا جباروں کو ذلیل کرتا ہے اور مغروروں کو نیچا دکھاتا ہے۔

خدا کی عظمت

اور اگر حکومت کی وجہ سے غرور پیدا ہونے لگے تو سب سے بڑے بادشاہ خدا کی طرف دیکھنا جو تمہارے بھی اوپر ہے اور تم پر وہ قدرت رکھتا ہے جو خود تم اپنے اوپر نہیں رکھتے اگر ایسا کرو گے تو نفس کی طغیانی کم ہو جائے گی اور بھٹکی ہوئی عقل ٹھکانے آ جائے گی۔

دستور رفتگان

کسی ایسے اچھے دستور کو نہ توڑنا جو اس امت کے اگلے لوگ جاری کر گئے ہوں اور جس سے لوگوں میں اتحاد پیدا ہوتا ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو اچھے دستور جاری کرنے کا ثواب اگلوں کے لئے باقی رہے گا اور عذاب تمہارے حصہ میں آئے گا۔

نیکوکار و بدکار

تمہارے سامنے نیکوکار و بدکار برابر نہ ہوں ایسا کرنے سے نیکوں

کی ہمت پست ہو جائے گی اور خطا کار اور بھی شوخ ہو جائیں گے ہر آدمی کو وہ مقام دینا چاہیئے جس کا وہ اپنے عمل کے لحاظ سے مستحق ہو۔

اپنا کام خود کرو

کچھ معاملات ایسے ہیں جنھیں تمھیں خود اپنے ہاتھ میں رکھنا ہوگا ان میں ایک معاملہ تو یہی ہے کہ عمال حکومت کے ان مراسلوں کا جواب خود لکھنا یہ کام تمھارے منشی نہیں کر سکتے اور ایک معاملہ یہ ہے کہ جس دن روپیہ آئے اسی دن مستحقوں کو بانٹ دینا اس سے تمھارے درباریوں کو کوفت تو ضرور ہوگی کیونکہ ان کی مصلحتیں تقسیم میں تعویق و تاخیر چاہیں گی۔

رشوت

ان لوگوں پر کڑی نظر رکھو جو باوجود قدرت و امکان لوگوں کے حقوق دبانا چاہتے ہیں اور حکام کو رشوت دے کر اپنا کام چلا لیتے ہیں ان سے لوگوں کے حقوق حاصل کرو۔ اور اگر یہ ان کو ادا نہ کریں تو ان کی جائدادیں بیچ کر طلبگاروں کے مطالبے پورے کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو شخص باوجود استطاعت کے لوگوں کا حق ادا نہ کرے تو یہ کھلی سرا سر ظلم ہے۔

فیصلۂ حق

حق کسی کے بھی خلاف پڑے اس پر ضرور نافذ کرنا چاہیے وہ تمھارا عزیز قریب ہو یا غیر۔ ! اس بارے میں تمھیں مضبوط اور ثواب خداوندی کا آرزو مند رہنا پڑے گا حق کا وار تمہارے رشتہ داروں اور عزیز ترین مصاحبوں ہی پر کیوں نہ پڑے تمھیں یہ گوارا کرنا ہوگا یہ تم پر گراں ضرور گزرے گا لیکن تمھاری نظر نتیجہ ہی پر رہنی چاہیے۔

یقین رکھو ——— کہ اس بات کا نتیجہ اچھا نکلے گا۔

درگزر

اپنے دل میں رعایا کے لئے رحم، محبت، لطف پیدا کرنا خبردار رعایا کے حق میں پھاڑ کھانے والا درندہ بن جانا کہ اسے لقمہ بنا ڈالنے میں بچ کو اپنی کامیابی دکھائی دے رعایا میں دو قسم کے آدمی ہوں گے۔ تمھارے دینی بھائی یا مخلوق خدا ہونے کے لحاظ سے تمھارے جیسے انسان جن سے تمھاری طرح بھول چوک خطا کا امکان ہے۔ لہٰذا تم اپنے عفو و کرم کا دامن ان کے لئے اس طرح پھیلا دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ تمھاری خطاؤں کے مقابلہ میں خدا اپنا دامن عفو و کرم پھیلا دے۔

خونریزی

خبردار ناحق خون نہ بہانا کیونکہ خونریزی سے بڑھ کر بد انجام نعمت کا گھٹانے والا، مدت کا ختم کرنے والا کوئی کام نہیں قیامت کے دن جب خدا کا دربار عدالت لگے گا تو سب سے پہلے خون ناحق ہی کے مقدمے پیش ہوں گے۔ اور خدا فیصلہ کرے گا۔ یہ یاد رکھو کہ خونریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی۔ بلکہ کمزور ہو کر مٹ جاتی ہے۔

علم

اگر کسی پیمانے میں کوئی چیز رکھی جائے تو اس کی گنجائش کم ہو جاتی ہے سوا پیمانۂ علم کے کہ اس میں جس قدر علم بھرا جائے اس کی وسعت بڑھتی جاتی ہے۔

اپنی پسند

دوسروں کے لئے بھی وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو اور جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔

فریادی

اپنے وقت کا ایک حصّہ فریادیوں کے لئے وقف کر دینا سب کام چھوڑ کر ان سے ملنا ایسا موقعہ پر تمھاری مجلس عام رہے کہ جس کا جی چاہے بے دھڑک چلا آئے۔ اسی مجلس میں تم خدا کے نام پہ خاکسار بن جاؤ۔ تو جلیوں۔ افسروں اور پولیس والوں سے مجلس کو بالکل خالی رکھنا تاکہ آنے والے دل کھول کر اپنی بات کہہ سکیں۔ کیونکہ میں نے رسول اللہؐ کو بار بار فرماتے سنا ہے کہ اس امت کی بھلائی نہیں ہو سکتی جس میں کمزوروں کو طاقتوروں سے پورا حق نہ دلایا جائے۔

ججوں کی جانچ اور ہمت افزائی

تمھارا فرض ہے کہ اپنے قاضیوں کے فیصلوں کی جانچ کرتے رہو کھلے دل سے ان پر جود و عطا کرو تاکہ ان کی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں اور کسی کے سامنے ان کو ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اپنے دربار میں انھیں ایسا درجہ دو کہ تمھارے کسی مصاحب اور درباری کو ان پر دباؤ ڈالنے کی ہمت نہ ہو سکے۔

جج کس کو بناؤ

ملک میں انصاف قائم کرنے کے لئے ایسے لوگوں کا انتخاب کرنا جو تمھاری نظر میں سب سے افضل ہوں ہجوم معاملات سے دل تنگ نہ ہوتے ہوں۔ اپنی غلطی پر اڑے رہنا ہی ٹھیک نہ سمجھتے ہوں اور حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد باطل سے چمٹے نہ رہتے ہوں۔ طمع نہ ہو۔ اپنے پر خوب غور کرنے کے عادی ہوں۔ شکوک و شبہات پر ٹھہرنے والے ہوں صرف دلائل کو اہمیت دیتے ہوں۔ مدعی و مدعا علیہ سے بحث میں اکتا نہ جاتے ہوں۔ واقعات کی تہ تک پہنچنے سے جی نہ چراتے ہوں اور حقیقت کھل جانے

پر اپنے فیصلہ میں بیباک ہوں۔ یہ ایسے لوگ ہوں جنھیں نہ تعریف بے خود کر دیتی ہو نہ چاپلوسی ہی مائل کر سکتی ہو۔ مگر ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

حضرت عمر کا ایک خاص حکم

حضرت عمرؓ ابن خطاب کہا کرتے تھے خبردار! اگر حضرت علی علیہ السلام مسجد میں موجود ہوں تو ہرگز کوئی دوسرا شخص فتویٰ نہ دے۔

تمام اعضائے جسمانی کی تفصیلی دیت

جسم انسانی کے ہر عضو کو نقصان پہونچانے کی سزا یا جرمانہ

حضرت علی علیہ السلام نے دیات اعضائے جسم انسانی پر مشتمل ایک کتاب بھی تحریر فرمائی ہے جو کتب اخبار و احادیث میں "کتاب علیؑ" کے نام سے مشہور ہے جس کے راوی ظریف بن ناصح ہیں۔ وسائل و وافی وغیرہ نے اس کو مسلسل ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل حضرت کے وہ فرامین ہیں جو آپ اپنے عمال حکومت کو بھیجواتے رہے ہیں۔ اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت نے سر لے کر ناخن پا تک ہر ہر عضو کی دیت بیان فرمائی ہے۔ جو آپ کے بے پناہ علم قضاوت کی زبردست دلیل ہے۔

آج کل جبکہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کیا جا رہا ہے تو اس کا جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کے کسی عضو کو ضرر پہنچایا گیا ہے اگر دیت کا مطالبہ کرے تو اس کو انصاف کے مطابق دیت دینا لازم ہے۔ اگر عمداً نقصان پہونچایا ہے تو قصاص و دیت دونوں میں سے جو چاہے اس کو اختیار ہے۔ اور اگر عمداً نہیں

ہے بلکہ خطا ہے تو اس صورت میں قصاص ساقط ہے۔ دیت متعین ہے

یہاں پر یہ بات قابل لحاظ ہے کہ مقدار دیات میں لفظ دینار استعمال کیا گیا ہے جو سونے کا سکہ ہے اور اشرفی کی جگہ بلاد اسلامی میں اب بھی رائج ہے اس کا حساب حسب ذیل ہے۔

(۱) ایک دینار برابر ہے ایک مثقال شرعی

(۲) ایک مثقال شرعی برابر ہے ۲۰ قیراط۔

(۳) ایک قیراط برابر ہے ۳ دانہ جو۔

(۴) ایک مثقال شرعی برابر ہے ۳/۴ مثقال صیرفی۔

(۵) ایک دینار برابر ہوا ۶۰ دانہ جو یا ۳/۴ مثقال صیرفی۔

تفصیل دیات

جسم انسانی اور اس کے مختلف عضو

(۱)	انسانی جان کی دیت	=	۱۰۰۰	دینار
(۲)	انسانی بصارت کی دیت	=	۱۰۰۰	دینار
(۳)	” کان (سماعت) ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۴)	” ناک ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۵)	” ناطقہ (زبان) ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۶)	” دونوں ہونٹ ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۷)	” دونوں ہاتھ ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۸)	” دونوں پیر ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۹)	” ریڑھ کی ہڈی ”	=	۱۰۰۰	دینار

(۱۰)	انسانی انثیین کی دیت	=	۱۰۰۰	دینار
(۱۱)	آلہ تناسل ” ”	=	۱۰۰۰	دینار
(۱۲)	سر پر ایسی ضرب پڑے کہ مضروب بول و براز روکنے پر قادر نہ رہے	=	۱۰۰۰	دینار

وہ اعضا جو جفت ہیں ان کی مجموعی دیت جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ۱۰۰۰ دینار ہے اور ایک کی ۵۰۰ دینار لیکن اس قاعدہ سے ہونٹ و انثیین مستثنیٰ ہیں اوپر کے ہونٹ کی دیت ۴۰۰ دینار اور نیچے کے ہونٹ کی دیت ۶۰۰ دینار ہے۔

ظریف کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے نیچے کے ہونٹ کی دیت اس لئے زیادہ قرار دی ہے کہ نچلا ہونٹ کھانے پینے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ وہ کھانے پانی کو باہر نکلنے سے روکتا ہے اسی طرح انثیین میں داہنے بیضہ کی دیت ۶۶۶ ۲/۳ دینار یعنی پوری دیت ۲/۳ ہے۔ اور بائیں طرف کی بیضہ کی دیت ۳۳۳ ۱/۳ دینار ہے۔

راوی کہتا ہے میں نے امام سے پوچھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو اعضا جفت ہیں ان میں سے ایک کی دیت آدھی ہے۔ البتہ داہنے بیضہ سے لڑکے کی خلقت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی دیت زیادہ ہے۔ (وسائل کتاب دیات)

سر کے زخموں کی دیت

(۱)	اگر صرف خون نکل آئے	=	۱۰	دینار
(۲)	اگر ہڈی نمودار ہو جائے	=	۵۰	دینار

(۳) اگر ہڈی نکل جائے — ۱۵۰ دینار
تشریح ۱۰۰ دینار ہڈی نکلنے اور ۵۰ دینار زخم کے
(۴) اگر وار دماغ تک پہنچ جائے تو ۳۳۳⅓ دینار
(وافی و وسائل کتاب الدیات)

چہرہ کی دیت

(۱) اگر ایسا زخم ہو جس سے منہ کے اندر کی فضا دکھائی دینے لگے تو اس کی دیت ———— ۲۰۰ دینار ہوگی
(۲) اگر مذکورہ زخم بھرنے کے بعد ایسا نشان باقی رہے جو چہرہ کو عیب دار کرے تو اس کی دیت ———— ۵۰ دینار
(۳) اگر زخم جبڑے تک پہنچ جائے تو اس کی دیت ۵۰ دینار۔
(۴) اگر اسلحہ دونوں گالوں کو چھید دے تو اس کی دیت ۱۰۰ دینار ہوگی۔
(۵) اگر گلے میں ایسا چھید ہو جائے جو بعد میں نہ بھرے تو اس کی دیت ———— ۱۰۰ دینار ہوگی۔
(۶) اگر ہڈی پھٹ جائے تو اس کی دیت — ۸۰ دینار ہوگی۔
(۷) اگر ایسا زخم ہو کہ ہڈی کمزور ہو جائے تو اس کی دیت ———— ۱۵۰ دینار ہوگی
(۸) اگر بقدر درہم یا اس سے زیادہ گوشت جدا ہو جائے تو اس کی دیت ———— ۳۰ دینار ہوگی۔
(۹) اگر زخم کا نشان باقی رہ جائے تو اس کی دیت ———— ۱۲½ دینار ہوگی۔
(۱۰) معمولی زخم کے لئے دیت ———— ۱۰۰ دینار ہوگی۔

طمانچہ مارنے کی دیت

(۱) اگر گال سیاہ ہو جائے طمانچہ مارنے سے تو اس کی دیت ۶ دینار ہوگی۔
(۲) اگر نیل پڑ جائے تو اس کی دیت ۳ دینار ہوگی۔
(۳) اگر صرف سرخ ہو جائے تو اس کی دیت ۱½ دینار ہوگی۔
(وسائل و وافی کتاب الدیات)

داڑھی کی دیت

(۱) کوئی شخص کسی شخص کو اس کے منہ پر یعنی داڑھی کی جگہ ایسی تکلیف دے کہ ———— اس کی داڑھی دوبارہ نہ نکل سکے تو اس کی دیت ۱۰۰۰ دینار ہوگی۔
(۲) اگر دوبارہ نکل آئے تو اس کی دیت ۳۳۳⅓ دینار ہونگے۔
(۳) اس ہی طرح اگر عورت کے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈال دیا جائے جس سے اس کے بال نہ اُگ سکیں تو اس کی دیت ۱۰۰۰ دینار ہوگی۔
(۴)
(وافی ج ۲ صفحہ ۱۷)

دانتوں کی دیت

(۱) ایک دانت کی دیت جبکہ وہ گر جائے = ۵۰ دینار
(۲) اگر سیاہ ہو جائے اور سال بھر تک اسی حال پر رہے۔ تو اس کی دیت = ۵۰ دینار ہوگی۔
(۳) اگر دانت ہلنے لگے = ۵۰ دینار

اگر دانت سیاہ (کرم خوردہ) ہو = ۱۲ ½ دینار
(وسائل ووافی دیات الاسنان)

کان کی لو اور نتھنوں کی دیت

(۱) کان کی لو اگر کٹ جائے تو کان کا ½ یعنی اس کی
دیت ۶۶۶ ⅔ دینار ہے۔
(۲) ناک کا نتھنا اگر شق ہو جائے تو ناک کا ⅓ یعنی
۳۳۳ ⅓ دینار ہے
(وافی وکتاب الدیات)

ہنسلی کی دیت

اگر ٹوٹ جائے ۴۰ دینار پھٹ جائے ۳۲ دینار
اگر زخم کے اندر سے ہڈی دکھائی دینے لگے ۲۵ دینار
اگر ہڈی ٹوٹ کر نکل جائے ۲۰ دینار اگر سوراخ ہو جائے ۱۰ دینار

مونڈھے کی دیت

اگر ٹوٹ کر ٹھیک ہو جائے تو ۱۰۰ دینار، پھٹ جائے تو ۸۰ دینار
اگر ہڈی دکھائی دینے لگے تو ۲۵ دینار اگر ہڈی نکل جائے تو ۵۰ دینار
اگر چھید ہو جائے تو ۲۵ دینار اگر ٹوٹ کر ٹھیک نہ ہو تو ۳۳۳ ⅓ دینار
اگر اکھڑ جائے تو ۳۰ دینار۔

بازو کی چوٹ کی دیت

۱۔ مارپیٹ میں اگر بازو ٹوٹ جائے تو اس کی دیت ۱۰۰ دینار ہوگی۔
۲۔ اگر زخم سے ہڈی دکھائی دینے لگے تو ۲۵ دینار ہوگی۔
۳۔ اگر چھید ہو جائے تو دیت ۲۵ دینار ہوگی۔

زخمی کہنی کی دیت

۱۔ اگر ٹوٹ جائے اور ٹھیک ہو جائے تو دیت ۱۰۰ دینار ہوگی۔
۲۔ پھٹ جائے تو ۳۲ دینار۔
۳۔ اگر زخم سے ہڈی دکھائی دینے لگے تو ۲۵ دینار۔
۴۔ اگر ہڈی نکل جائے تو ۵۰ دینار۔
۵۔ اگر چھید ہو جائے تو ۲۵ دینار۔
۶۔ اگر ٹوٹ کر ٹھیک نہ ہو سکے تو ۳۳۳ ⅓ دینار دیت ہوگی۔
۷۔ اگر چوٹ سے اکھڑ جائے تو ۳۰ دینار دیت ہوگی۔

پہنچے کو چوٹ لگنے کی دیت

(۱) اگر ٹوٹ کر ٹھیک ہو جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے تو ۸۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی نکل جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر سوراخ ہو جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر زخم ہڈی تک اتر جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۷) اگر ہاتھ کی ایک نلی ٹوٹ جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۸) اگر کلائی ٹوٹ جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔

پنجہ کو چوٹ لگنے کی دیت

(۱) اگر پنجہ ٹوٹ جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نکل جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر سوراخ ہو جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر زخم ہڈی تک اتر جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر اکھڑ جائے تو ۱۶۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔

انگوٹھے کو چوٹ لگنے کی دیت

انگوٹھے کے ۲ دو حصے ہیں اوپر کا حصہ نچلا حصہ ہر ایک کا حکم علیحدہ ہے
(۲) اوپر کا حصہ اگر ٹوٹ جائے اور ٹھیک ہو جائے ۱۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر پھٹ جائے تو ۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی نمودار ہو جائے ۴ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر ہڈی نکل جائے تو ۵ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر سوراخ ہو جائے تو ۴ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۷) نچلا حصہ اگر ٹوٹ جائے اور ٹھیک ہو جائے تو ۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔ !
(۸) اگر پھٹ جائے تو ۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۹) ہڈی نمودار ہو جائے تو ۸ دینار دیت ہوگی۔
(۱۰) اگر ہڈی نکل جائے تو ۱۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۱۱) اگر سوراخ ہو جائے تو ۸ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

(۱۲) اگر اکھڑ جائے تو ۱۰ دینار دیت ہوگی۔
(۱۳) انگوٹھا اگر کٹ جائے تو ہاتھ کا ۱/۳ یعنی ۱۶۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۱۴) اگر پورے سے کم کٹے تو اسی نسبت سے دیت ہوگی۔

کولھے پر چوٹ لگنے کی دیت

(۱) اگر کولھے کی ہڈی ٹوٹ جائے تو ۲۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) پھٹ جائے تو ۱۶۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) ہڈی نمودار ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) ہڈی اگر نکل جائے تو ۱۷۵ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر اکھڑ جائے تو ۳۰ دینار دیت ہوگی۔
(۶) ٹوٹ کر کج درست ہو جائے تو ۳۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

قدم اگر زخمی ہوں

(۱) اگر ٹوٹ جائے تو ۲۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) ہڈی ظاہر ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) ہڈی نکل جائے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر سوراخ ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔

ران کے زخمی ہونے کی دیت

(۱) ران کی ہڈی اگر ٹوٹ جائے تو ۲۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے تو ۱۶۰ دینار دیت ہوگی۔

(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر صرف سوراخ ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر ہڈی نکل آئے تو ۱۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر ٹوٹ کر کج ہو جائے تو ۳۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

پنڈلی پر چوٹ لگ جائے

(۱) اگر ٹوٹ جائے تو ۲۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر ہڈی پھٹ جائے تو ۱۶۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی نکل جائے تو ۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر سوراخ ہو جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر ٹوٹ کر ٹھیک نہ ہو سکے تو ۳۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

زانو کی چوٹ کی دیت

(۱) اگر ٹوٹ جائے تو ۲۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے تو ۱۶۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر اکھڑ جائے تو ۲۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر سوراخ ہو جائے تو ۲۰ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر ٹوٹ کر ٹھیک نہ ہو سکے تو ۳۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

کان کی لو اور نتھنا کو اگر زخمی کر دیا جائے

(۱) اگر کان کی لو کٹ جائے تو کان کا ۱/۳ یعنی ۶۶۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی

(۲) اگر ناک کا نتھنا شق ہو جائے تو ناک کا ۱/۳ یعنی ۳۳۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(وافی کتاب الدیات)

ہنسلی کے زخمی ہونے کی دیت

(۱) اگر ٹوٹ جائے تو ۴۰ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے تو ۳۲ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر زخم کے اندر سے ہڈی دکھائی دینے لگے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی ٹوٹ کر نکل جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر سوراخ ہو جائے تو ۱۰ دینار دیت ہوگی۔

عورت کے سر کے بال

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر عورت کے سر پر کھولتا پانی ڈالا جائے جس سے اس کے بال نہ اُگ سکیں تو ۱۰۰۰ دینار اس کی دیت ہوگی۔ (وافی ج ۲ صفحہ ۱۷)

ہاتھ کی انگلیاں اور ناخن کے زخمی ہونے کی دیت

ہر انگلی کے تین حصے ہیں اور ہر ایک حصہ کے لئے دیت کا حکم جدا ہے
الف۔
(۱) نچلا حصہ جو ہتھیلی سے ملا ہے اگر ٹوٹ جائے ۱۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے تو ۱۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۴ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی نکل جائے تو ۸ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

(۵) اگر سوراخ ہو جائے تو ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر اکھڑ جائے تو ۵ دینار دیت ہوگی۔
(۷) اگر پوری انگلی جُدا ہو جائے تو ہاتھ کا ۱/۶ حصہ یعنی ۸۳ ۱/۳ دینار

(ب) وسطی حصّہ

(۱) اگر ٹوٹ جائے ۱۱ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے ۸ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے ۲ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر اکھڑ جائے ۳ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر کٹ کر الگ ہو جائے تو ۵۵ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔

ج۔ اوپر کا حصّہ

(۱) اگر ٹوٹ جائے تو ۵ ۵/۹ دینار دیت ہوگی۔
(۲) اگر پھٹ جائے ۱ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۲ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ہڈی نکل جائے ۵ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۵) اگر سوراخ ہو جائے ۲ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۶) اگر اکھڑ جائے تو ۳ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۷) اگر کٹ کر جدا ہو جائے تو ۲۷ دینار دیت ہوگی۔

د۔ ناخن

اگر دوبارہ نکل آئے تو فی ناخن ۵ دینار۔ اگر نہ نکلے یا سیاہ نکلے تو ۱۰ دینار دیت ہوگی (فی ناخن)

سینہ اور پُشت پر زخم آنیکی صورت میں

(۱) سینہ اگر ٹوٹ جائے اور دونوں طرف اندر جُھک جائے تو ۵۰۰ دینار

دیت ہوگی۔
(۲) اگر ایک طرف ٹوٹ جائے تو ۲۵۰ دینار دیت ہوگی۔
(۳) اگر دونوں طرف سے سینہ کے ساتھ پہلو بھی ٹوٹیں تو ۱۰۰۰ دینار دیت ہوگی۔
(۴) اگر ایک جانب پہلو ٹوٹے تو دیت ۵۰۰ دینار ہوگی۔
(۵) اگر ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ کر درست ہو جائے تو ۵۰۰ دینار دیت ہوگی
(۶) پستان مرد کا کٹ جائے تو اس کی دیت ۱۲۵ دینار ہوگی۔
(۷) اگر دونوں پستان کٹ جائیں تو ۲۵۰ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۸) اگر عورت ہو اور اس کے پستان کو زخمی کیا جائے تو اس کی دیت ۵۰۰ دینار ہوگی۔
(۹) اگر دونوں پستان زخمی ہو جائیں تو ۱۰۰۰ دینار دیت ہوگی۔

اُوپر کی پسلیاں جو دل کی محافظات میں ہیں۔

(۱۰) اگر ٹوٹ جائے تو ۲۵ دینار دیت ہوگی۔
(۱۱) اگر پھٹ جائے تو ۱۲ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۱۲) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۶ ۱/۴ دینار دیت ہوگی۔
(۱۳) اگر ہڈی نکل جائے تو ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۱۴) اگر چھید ہو جائے تو ۲ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔

اُوپر کی پسلیاں جو بازوؤں کی محافظات ہیں

(۱۵) اگر ٹوٹ جائے تو ۱۰ دینار دیت ہوگی۔
(۱۶) اگر پھٹ جائے تو ۷ دینار دیت ہوگی۔
(۱۷) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۲ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۱۸) اگر ہڈی نکل جائے تو ۵ دینار دیت ہوگی۔
(۱۹) اگر چھید ہو جائے تو ۲ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۲۰) اگر ہتھیار سینہ یا شکم میں اندر تک اتر جائے تو ۳۳۳ ۱/۳ دینار

دیت ہوگی اور اگر دوسری طرف سے بھی باہر نکل جائے تو ۳۳۳ $\frac{1}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

ایک چشم کی لیعنی ایک آنکھ زخمی ہونے کی دیت

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام کی خدمت میں ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جو ایک آنکھ سے محروم تھا کسی شخص نے اس کی صحیح آنکھ پھوڑ دی تھی تو آپ نے اس بارے میں دو علٰحدہ فیصلے ارشاد فرمائے۔

(۱) مجرم کی آنکھ پھوڑ دی جائے اور نصف دیت ۵۰۰ دینار بھی اس سے وصول کئے جائیں یا

(۲) مجرم پوری دیت لیعنی ۱۰۰۰ دینار دے اور اس کی آنکھ معاف کر دی جائے۔

اس شخص کو مجرم کے بارے میں مذکورہ دو فیصلوں میں سے ایک فیصلہ اختیار کرنا ہوگا۔

(وافی و وسائل کتاب الدیات)

زبان کے کچھ حصّہ کی دیت

مجموعہ ابن مرزبان میں ہے کہ خلافت حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک شخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ فلاں شخص نے مجھ کو مارا جس کے نتیجہ میں میری زبان کا ایک حصّہ کٹ کر الگ ہوگیا جس کی وجہ سے گفتگو کرنے میں دشواری ہوتی ہے حضرت عمرؓ حیران ہوئے کہ اس سے پوری زبان کی دیت لی جائے یا لعض کی اور لعض کی صورت میں وہ دیت کتنی ہو۔ اس ہی دوران حضرت عمرؓ نے حضرت علی علیہ السّلام سے رجوع کیا۔ تو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا کہ اس سے حروف ابجد الف۔ ب۔ ت۔ ث سے ی تک کہلواؤ جتنے حروف اس کی زبان سے صحیح نکل سکیں اس کی نسبت سے دیت میں سے وضع کر لو باقی کی دیت یہ شخص ضارب سے لے لے۔

(قضاد تہا صفحہ ۸۶)

پیر کی انگلیاں اگر زخمی ہوجائیں تو اسکی دیت

(۱) اگر انگوٹھا یا راکٹ جائے تو اس کی دیت ۳۳۳ $\frac{1}{3}$ دینار ہوگی۔

(۲) انگوٹھے کا نچلا حصّہ جو پیر سے متصل ہے ٹوٹ جائے تو ۶۶ $\frac{2}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۳) اگر پھٹ جائے تو ۲۶ $\frac{2}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۴) اگر ہڈی نمودار ہوجائے تو ۸ $\frac{1}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۵) اگر ہڈی نکل جائے تو ۲۶ $\frac{2}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۶) اگر سوراخ ہوجائے تو ۱۳ $\frac{1}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۷) اگر اکھڑ جائے تو ۱۰ دینار دیت ہوگی۔

(۸) انگوٹھے کا اوپری حصّہ جس میں ناخن ہے۔ ٹوٹ جائے تو ۱۶ $\frac{2}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۹) اگر پھٹ جائے تو ۳ $\frac{1}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۱۰) اگر ہڈی نمودار ہوجائے تو ۴ $\frac{1}{6}$ دینار دیت ہوگی۔

(۱۱) اگر ہڈی نکل جائے تو ۸ $\frac{1}{3}$ دینار دیت ہوگی۔

(۱۲) اگر سوراخ ہوجائے تو ۴ $\frac{1}{6}$ دینار دیت ہوگی۔

(۱۳) اگر اکھڑ جائے تو ۵ دینار دیت ہوگی۔

(۱۴) اگر جل ہوجائے تو پورے کی نصف دیت ہوگی۔

(۱۵) انگوٹھے کا ناخن جدا ہوجائے اور پھر نہ نکل سکے تو اس کی دیت ۳۰ دینار ہوگی

(۱۶) پیر کی انگلیوں کی نلیاں جو قدم میں ہیں اگر ٹوٹ جائے تو ۱۶ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۱۷) اگر پھٹ جائے تو ۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۱۸) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۴ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۱۹) ہڈی نکل جائے تو ۸ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲۰) اگر سوراخ ہو جائے تو دیت ۴ ۱/۲ دینار ہوگی۔
(۲۱) پوری انگلی کی دیت ۸۳ ۱/۳ دینار ہے۔
(۲۲) انگلی کا نچلا حصہ جو قدم سے متصل ہے ٹوٹ جائے تو ۱۶ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲۳) اگر پھٹ جائے تو ۳ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲۴) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۴ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۲۵) اگر ہڈی نکل جائے تو ۸ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲۶) اگر سوراخ ہو جائے تو ۴ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۲۷) اگر اکھڑ جائے تو ۵ دینار دیت ہوگی۔

وسطی حصہ

(۲۸) اگر ٹوٹ جائے تو ۱۱ ۱/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۲۹) اگر پھٹ جائے تو ۸ ۱/۵ دینار دیت ہوگی۔
(۳۰) ہڈی نمودار ہو جائے تو ۲ دینار دیت ہوگی۔
(۳۱) اگر ہڈی نکل جائے تو ۵ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳۲) اگر سوراخ ہو جائے تو ۲ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔
(۳۳) اگر اکھڑ جائے تو ۸ دینار دیت ہوگی۔
(۳۴) اگر کٹ کر جدا ہو جائے تو ۵۵ ۲/۳ دینار دیت ہوگی۔

اوپر کا حصہ جس میں ناخن ہیں

(۳۵) اگر ٹوٹ جائے تو ۵ ۱/۵ دینار دیت ہوگی۔
(۳۶) پھٹ جائے تو ۴ ۱/۵ دینار دیت ہوگی۔

(۳۷) اگر ہڈی نمودار ہو جائے تو ۱ ۱/۲ دینار دیت ہوگی۔
(۳۸) اگر ہڈی نکل جائے تو ۲ ۱/۵ دینار دیت ہوگی۔
(۳۹) اگر سوراخ ہو جائے تو ۱ ۱/۴ دینار دیت ہوگی۔
(۴۰) اگر اکھڑ جائے تو ۲ ۱/۶ دینار دیت ہوگی۔
(۴۱) اگر کٹ کر علیحدہ ہو جائے تو ۲۷ ۱/۵ دینار دیت ہوگی۔
(۴۲) ناخن انگشت پا — ۱۰ دینار فی ناخن دیت ہوگی۔

(وافی و وسائل کتاب الدیات)

(نوٹ) مذکورہ صورتوں میں ہڈی نکل جانے کی جو دیت ہے وہ صرف ہڈی کے نکلنے کی ہے۔ ورنہ ٹوٹنے کی اور نمودار ہونے کی نصف دیت اور مستزاد ہے۔

دست بریدہ کی دیت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی ایسے شخص کو قتل کر دیا جس کا داہنا ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ حضرت نے اس مقدمہ کا فیصلہ اس طرح فرمایا کہ اس مقتول کا ہاتھ کسی جنایت کی وجہ سے کاٹا گیا ہے یا کسی نے ظلماً کاٹا ہے لیکن اس کی دیت اس نے وصول کر لی تھی تو ایسی صورت میں مقتول کے اولیاء دونوں میں سے ایک کے مجاز ہیں۔ چاہیں تو قاتل کو قتل کر دیں لیکن اس کے اولیاء کو وہ دیت واپس کر دیں جو اس کے ہاتھ کے عوض وصول کی تھی اور چاہیں تو اپنے مقتول کی دیت سے ہاتھ کی دیت کم کر کے باقی قاتل سے وصول کر لیں اور اگر اس کا ہاتھ نہ تو کسی جنایت کی پاداش میں کاٹا گیا ہو اور نہ اس کی دیت لی گئی ہو تو مقتول کے اولیاء کو اختیار ہے چاہے اس کو قتل کر دیں اور کچھ نہ دیں۔ اور چاہیں تو پوری دیت وصول کر لیں (کافی بحوالہ قضا صفحہ ۵۷)

علقہ یعنی حمل ساقط ہونیکی دیت

ارشادِ شیخ مفیدؒ سے منقول ہے کہ ایک مرد نے ایک حاملہ عورت کو مارا جس کے صدمہ سے اس کا حمل ساقط ہو گیا جو ابھی ابتدائی مراحل میں علقہ کی صورت میں تھا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ چالیس دینار دیت کے ادا کرے بشرطیکہ زنِ مضروبہ قصاص نہ طلب کرے۔ اس کے بعد آپ نے اس کی تفصیل میں اس طرح ارشاد فرمایا۔

(۱) نطفہ کی دیت :۔ بیس دینار
(۲) علقہ کی دیت :۔ چالیس دینار
(۳) مضغہ کی دیت :۔ ساٹھ دینار
(۴) ڈھانچہ کی دیت ، شکل بننے کے قبل۔ اسّی دینار
(۵) شکل۔ روح پڑنے سے قبل دیت ۔ ۱۰۰ دینار
(۶) جب نطفہ میں رُوح آجائے تو اس کی دیت ایکہزار دینار ہے یعنی جاندار انسان کی خلقت کے از روئے قضا قرآن پانچ مدارج ہیں۔ لہٰذا پوری دیت ان ہی حساب سے تقسیم ہو گی۔

فقہ جعفری کی رُو سے قذف کی سزا
یعنی
الزام تراشی کی سزا

الزام تراشی ایک بہت بڑا جُرم ہے جس سے دین بھی خراب ہوتا ہے۔ اور دُنیا بھی! ایسا آدمی جو کسی شخص پر کسی کام کا جھوٹا الزام لگاتا ہے تو ظاہر ہو جانے پر وہ بہت ذلیل اور خوار ہوتا ہے۔

(نوٹ) اس جرم کی سزا کی علامہ رضی جعفر مجتہد، قبلہ کے مضمون "حد قذف" میں وضاحت کی وضاحت موجود ہے۔

"حدّ قذف"

(تہمت کی سزا)

از :۔ علامہ سید رضی جعفر نقوی (ایم اے)

تمہید :۔

اسلام کی عمومی تاریخ و تحریک کا ہمہ گیر جائزہ لیا جائے تو ذہن انسانی بہت آسانی سے اس نتیجہ تک پہونچ سکتا ہے کہ اسلام میں "جرم و سزا" کا ایک خاص تصور ایک اہم فلسفہ، اور ایک مخصوص نظریہ ہے، جو دوسرے عام نظریات سے بہت مختلف ہے۔

اسلام بنیادی طور پر ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا چاہتا ہے جسمیں مادی و معنوی فرحت و انبساط کی ایسی فراوانی ہو کہ نہ جرم کرنے کی کسی ضرورت ہو نہ توجہ۔

اسی لئے اسلام نے سب سے زیادہ زور ایک صالح معاشرے کے قیام پر دیا ہے جہاں جرم کا تصور کرنا بھی انتہائی اخلاقی گراوٹ سمجھا جائے۔ اور اس معاشرے کو ایسی آسودگی سے آشنا کرنے کی ترغیب دی ہے جس میں اخلاقی اقدار اتنی بلند ہو جائیں اور نیکیوں کا تصور اتنا عام ہو جائے کہ کوئی بھی گناہ ایک انتہائی گھناؤنا عمل تصور کیا جائے۔ پھر جرائم کے سدِّ باب کے لئے ایسے فطری عمل کو بروئے کار لایا گیا ہے کہ کسی بھی جرم کا ارتکاب، اور کسی بھی گناہ کی طرف قدم بڑھانا عام حالات میں انتہائی دشوار نظر آئے۔

اسی کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی انسانی کمزوریوں اور نفس امّارہ کی شرارتوں سے مجبور ہو کر، کسی ایسے گناہ کا ارتکاب کر لیتا ہے جس کا تعلق خود اس کی اپنی ذات سے ہو۔ اس گناہ کے تحت کسی کا حق پامال نہ ہوا ہو تو ایسے موقع پر اسلام کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ گناہ

طشت از بام نہ ہونے پائے، جس حد تک ممکن ہو اس پر پردہ ڈالا جائے، وہ گناہ صرف اس بندے اور اس کے خدا کے درمیان ہو، وہ چاہے تو اپنے بندۂ گنہگار کو معاف کر دے۔ اور چاہے تو اسے روز قیامت سزا دے۔ انسانی برادری پر اس کا گناہ کسی طرح عیاں نہ ہونے پائے۔ اور اگر کوئی شخص کسی پر گناہ کا الزام لگانے کی کوشش کرتا ہے تو شریعت نے اس کے لئے انتہائی شدید قسم کی سزا بھی تجویز کی ہے۔ تاکہ اس شخص کو آئندہ ایسا کرنے کی جراءت نہ ہو اور دوسرے لوگوں کے لئے اس کی یہ سزا ایک ایسا تازیانۂ عبرت ثابت ہو کہ معاشرے میں پھر کسی کو اس بات کی ہمت نہ ہو کہ وہ دوسروں پر الزام لگانے کی کوشش کرے۔

اسی لئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام نے بعض بدترین جرائم پر انتہائی سخت سزا دینے کا حکم دیا ہے ان میں قتل و زنا جیسے سنگین جرائم کی فہرست میں "تہمت" لگانے کا جرم بھی شامل ہے جس کے بارے میں آج اس مضمون میں ایک مختصر اور جامع تبصرہ پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ کی باقی کڑیاں آئندہ نذر ناظرین کی جائیں گی۔

قذف (تہمت)

کی تشریح، سزا، اور شرائط

"قذف"، یعنی کسی شخص پر بدکاری کی تہمت لگانا، خواہ وہ شخص مرد ہو یا عورت اور اس تہمت کے لئے کوئی بھی لفظ استعمال کیا جا رہا ہے اور جس بدکاری کی تہمت لگائی جائے وہ فطری ہو یا غیر فطری[1]

---

[1] فطری اسے کہتے ہیں جس میں ایک مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ بدکاری کرے اور اگر دو مرد ایک دوسرے کے ساتھ یا ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ مخصوص شرمناک فعل بجا لائے تو اسے غیر فطری کہتے ہیں جو فطرت حیوانات کے بھی خلاف ہے۔

"حد"۔ یعنی کسی خاص جرم پر شریعت کی طرف سے جو سزا معین ہو اسے حد کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی جرم ایسا ہو جس پر کوئی خاص سزا مقررہ نہ ہو البتہ حاکم شرع کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جتنی چاہے سزا دے، تو اس سزا کو "تعزیر" کہتے ہیں۔

"قذف" ان جرائم میں سے ہے جس پر ایک خاص سزا معین ہے جسے حد قذف کہتے ہیں۔ اور زیر نظر مضمون میں اسی پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

"قاذف" یعنی اس قسم کی تہمت لگانے والا۔

"مقذوف" یعنی وہ شخص جس پر اس قسم کی تہمت لگائی گئی ہو۔

حد جاری کرنا یعنی جس شخص پر یہ جرم ثابت ہو جائے اسے وہ مقررہ سزا دینا

شرائط:- اس حد کے جاری ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) جس شخص پر تہمت لگائی گئی ہے وہ حاکم شرع سے حد جاری کرنے کا مطالبہ کرے۔

(۲) کیونکہ اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو حاکم، اپنی طرف سے یہ حد جاری نہیں کر سکتا۔ تہمت لگانے والا، بالغ و عاقل ہو۔ کیونکہ اگر وہ بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جا سکتی خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا کافر۔

(۳) جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ بالغ، عاقل، آزاد، مسلمان اور صاحب [illegible] ہو کیونکہ اگر ان پانچ باتوں میں سے کوئی ایک بات مفقود ہو تو حد جاری نہیں ہو سکتی البتہ حاکم شرع، اس صورت میں تہمت لگانے والے کو جتنی مناسب سمجھے سزا دے سکتا ہے۔

(۴) بدکاری کا الزام لگانے والا اس شخص کا باپ نہ ہو۔ کیونکہ اگر باپ بیٹے پر اس قسم کی تہمت لگائے تو اس پر حد جاری نہیں ہو گی اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی مردہ بیوی پر تہمت لگائے تو اس کا بیٹا، حاکم شرع سے مطالبہ نہیں کر سکتا کہ میرے باپ پر حد جاری کی جائے البتہ اگر اس

مرد ہو یوی کا اس کے سابقہ شوہر سے کوئی بیٹا یا کوئی اور قریبی رشتہ دار ہو تو وہ یہ مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۵) "معاف نہ کیا ہو"، کیونکہ اگر ایک شخص دوسرے پر تہمت لگائے لیکن وہ اسے معاف کر دے تو اب وہ شخص حاکم شرع سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتا کہ جس شخص نے مجھ پر تہمت لگائی تھی اس پر حد جاری کی جائے۔ لیکن جب تک معاف نہ کیا ہو۔ حق مطالبہ برقرار رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر معاف کیے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کے ورثہ کو یہ حق حاصل ہے کہ حاکم شرعی سے مطالبہ کریں اور اگر اس کے کئی وارث ہوں۔ بعض معاف کر دیں۔ بعض مطالبہ کریں تب بھی حاکم شرع ان کے مطالبہ کے مطابق حد جاری کر سکتا ہے۔ لیکن انسان جب تک زندہ ہے، صرف اسی کو حق حاصل ہے کہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو حاکم شرع سے حد جاری کرنے کا مطالبہ کرے کیونکہ تہمت اسی پر لگائی گئی تھی اور جس پر تہمت لگائی گئی ہو اسی کو معاف کرنے یا مواخذہ کرنے کا براہ راست حق بھی حاصل ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص مثلاً زید سے کہے کہ تمہارے بیٹے یا بیٹی نے بدکاری کی ہے تو چونکہ بیٹے یا بیٹی پر تہمت لگائی گئی ہے۔ لہٰذا معاف کرنے یا مواخذہ کرنے کا حق بھی ان ہی دونوں کو حاصل ہے۔ باپ کو مواخذہ کرنے یا مواخذہ نہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

سزا:- "قذف" کی سزا یہ ہے کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کو اسّی تازیانے مارے جائیں"

پہلی دفعہ یہ جرم کیا ہو تب بھی یہی سزا ہے اور اگر ایک دفعہ کا سزا یافتہ مجرم دوبارہ اسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس کی بھی یہی سزا ہے۔ لیکن اگر دو مرتبہ کا سزا یافتہ مجرم، تیسری بار اسی جرم کا مرتکب ہو تو اب اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے "تہمت" کو کتنا سنگین جرم قرار دیا ہے کہ وہ معاشرے میں کسی ایسے شخص کا وجود برداشت کرنے کو تیار نہیں، جس نے لوگوں پر تہمت لگانا معمول بنا رکھا ہو۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام اس مذموم صفت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہتا

ہے اور اسے قطعاً یہ پسند نہیں کہ انسانی آبادی میں کوئی ایسا شخص زندہ رہنے دیا جائے جو لوگوں پر تہمتیں لگاتا پھرے۔

تہمت کوئی بھی لگائے اس کی سزا یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی۔ خواہ تہمت لگانے والا آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت البتہ سزا دینے کے لئے اس شخص کے جسم کو ننگا نہیں کیا جائے گا بلکہ کپڑوں کے اوپر ہی سے تازیانے مارے جائیں گے۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رکھی جائے گی کہ تازیانے نہ بہت زور سے مارے جائیں نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی طریقہ سے۔ اور جو شخص کسی تہمت جیسے سنگین جرم کا مرتکب ہوا ہو، وہ اس کی مقررہ سزا سے صرف اس صورت میں بچ سکتا ہے کہ سچے گواہ پیش کر دے یا وہ لوگ خود ہی اس کے بیان کی تصدیق کر دیں جن کو معاف کرنے یا مواخذہ کرنے کا حق حاصل ہے یعنی وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی تھی، یا اس کے دنیا سے رخصت ہو جانے کی صورت میں اس کے قریبی رشتہ دار)

نوٹ:-

"قذف" کی جو سزا اوپر ذکر کی گئی وہ تہمت کی مذکورہ بالا صورت کے علاوہ ایک اور صورت میں بھی دی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی "زنا" کی ۴ عادل آدمیوں نے گواہی دی ہو۔ (جس سے زنا ثابت ہو جاتا ہے تو قاضی کے پاس گواہی دینے کے بعد، اگر ان گواہوں میں سے کوئی ایک مکر جائے اور کہے کہ میں نے جو زنا کی گواہی دی تھی، وہ جھوٹی تھی، تو اس مکرنے والے شخص کو بھی قذف (تہمت) کی مقررہ سزا دی جائے گی خواہ قاضی نے گواہوں کے مطابق حکم صادر کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

اس لئے کہ یہ شخص قاضی کے سامنے یہ دعویٰ کر چکا ہے کہ مثلاً زید نے زنا کیا جسے میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور اب یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ تو گویا یہ خود اقرار کر رہا ہے کہ: زید نے زنا نہیں کیا بلکہ میں نے گواہی دیتے وقت جھوٹ بول کر اس پر تہمت لگائی تھی۔ اور جو شخص خود ہی اقرار کر رہا ہو کہ اس نے غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے کسی مرد مسلمان پر بدکاری

کی تہمت لگاتی ہے وہ یقیناً اس سزا کا مستحق ہے جو تہمت لگانے والوں کے لئے شریعت نے مقرر کر رکھی ہے اور اسی مسئلہ پر غور کرنے سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ تہمت بھی ان ہی جرائم میں سے ایک جرم ہے جس کے ثبوت کے لئے دو گواہوں کی گواہی بھی کافی ہے اور اگر انسان خود اس جرم کا اقرار کرے تو اس کا تنہا اقرار بھی کافی ہے اس مقام پر بعض علماء کرام نے یہ شرط عائد کی ہے کہ: اگر انسان اپنے جرم کا خود اقرار کر رہا ہے تو اسے دوبارہ اقرار کرنا چاہیئے تاکہ دوبار کا اقرار دو گواہوں کے مانند ہو جائے لیکن بظاہر یہ شرط غیر ضروری ہے۔ انسان کا ذاتی اقرار ثبوت جرم کے لئے کافی ہے۔

تتمہ کلام کے طور پر یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ اسلامی شریعت میں تہمت کی سزا احترام انسانیت اور ناموس اسلامی کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے اور جہاں احترام انسانیت اور ناموس اسلامی کو انسان خود اپنے ہاتھوں پامال کر رہا ہو تو پھر ایسا انسان کسی احترام کا حقدار نہیں رہتا۔

یہی وجہ ہے کہ اگر دو آدمی ایک دوسرے پر تہمت لگائیں دونوں ایک دوسرے کو مخاطب کر کے کہیں کہ تم نے بدکاری کی ہے۔ تو پھر ان دونوں میں سے نہ کسی کو مواخذہ کا حق ہے نہ حد جاری ہو سکتی ہے کیونکہ اس صورت میں جتنا حق پہلے کا دوسرے پر ہے اتنا ہی دوسرے کا پہلے پر ہے۔ پھر مواخذہ کیسا اور یہ سزا کس بات کی؟ دونوں نے خود ہی اپنی اپنی عزت، بیچ چوراہے پر نیلام کرنے کی کوشش کی اور نیلام کی قیمت بھی وصول کر لی۔

(استفادہ از تکملہ منہاج الصالحین)

اس الزام کی سزا فقہ جعفریہ کی رو سے کیا ہے اس کو میں کتاب ھدیۃ المومنین از تالیف جناب مولوی سید فیض حسین صاحب ناشر کتاب پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ کے صفحہ نمبر ۳۰۵، ۳۰۶ اور ۳۰۷ از میں فصل حد قذف سے تحریر کر رہا ہوں۔

(۱) اگر کوئی بالغ و عاقل کسی بالغ و عاقل و آزاد مسلمان صاحب عفت کو یعنی اس شخص کو جو علانیہ زنا یا لواط نہیں کرتا کہے کہ اے زانی یا اے لواطہ کرنے والے یا منکوح فی الدبر یا کہے کہ تو نے زنا کیا ہے۔ یا لواطہ کیا ہے یا اور کسی لفظ میں کہے بشرطیکہ اس کا مطلب قذف (الزام تراشی) ہو تو اس کو اسّی دُرّے مارنا واجب ہے۔ خواہ آزاد ہو یا غلام۔

(۲) اگر کوئی شخص اپنے فرزند کو جس کی ولدیت کا اقرار کر چکا ہو کہے تو میرا بیٹا نہیں یا کوئی شخص کسی غیر کو کہے کہ تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے تو حد قذف مارنا واجب ہے۔ (یعنی ۸۰ دُرّے)

(۳) اگر کسی کو کہے کہ اے زانی کے بیٹے یا اے زانیہ کے بیٹے یا اے دو زانیوں کے بیٹے حد قذف ماں اور باپ دونوں کی طرف سے واقع ہو گی بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں۔ گو مخاطب کافر ہو۔

(۴) اگر کسی ایسے مسلمان کو جس کی ماں کافرہ ہے۔ کہا جائے کہ تیری ماں زانیہ ہے تو تعزیر دی جائے گی۔

(۵) اگر کسی کو کہے کہ اے زانیہ کے شوہر یا اے زانیہ کے بھائی یا اے زانیہ کے باپ تو اس کی طرف سے حد واقع ہو گی جس کو زنا کی نسبت دی ہے نہ مخاطب کی طرف سے اور اگر کہے کہ تو نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے یا فلاں مرد نے تجھ سے لواطہ کیا ہے یا تو نے اس سے لواطہ کیا ہے تو دو حد ثابت ہیں۔

(۶) اگر کوئی اہانت کا کلمہ کسی کی نسبت کہے تو تعزیر دی جائے جیسے کوئی اپنی عورت سے کہے کہ میں نے تجھے باکرہ نہ پایا یا کسی سے کہے کہ تیری وجہ سے

سے رات کو مجھے احتلام ہوا یا کہے کہ اے فاسق یا اے شرابی بشرطیکہ مخاطب ظاہر بفسق نہ ہو تو ایسے شخص پر قذف مارنا ضروری ہے۔

(۷) اگر زنا کی نسبت بچے یا دیوانے یا کافر یا مملوک کی طرف لگائے یا ایسے شخص کو زنا کی نسبت لگائے جو علانیہ زنا کرتا ہو تو اسے تعزیر دی جائیگی۔

(۸) اگر باپ فرزند کی طرف زنا کی نسبت کرے تو باپ کو تعزیر دیں۔

(۹) اگر کوئی شخص ایک جماعت کو زنا سے منسوب کرے تو اسے تعزیر دیں حد قذف مثل مال کے میراث میں پہونچتی ہے۔ جیسے کوئی کسی کے باپ کو کہے کہ تو زانی ہے اور حد جاری ہونے سے پہلے باپ مر جائے تو اس کے بیٹے کو حق پہنچتا ہے کہ حاکم شرع سے رجوع کرکے باپ کے قاذف کو حد لگوائے مگر اس کی میراث شوہر و زوجہ میں ہیں۔

(۱۰) اگر حد قذف کے چند آدمی وارث ہوں اور ان میں سے ہر ایک بخشدے تو (حد میں کچھ کمی نہ ہوگی) باقی وارث پوری حد جاری کرا سکتے ہیں۔

(۱۱) اگر حد قذف کسی پر تین مرتبہ جاری ہو چکے تو چوتھی مرتبہ قتل کر دیں۔

(۱۲) اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو زنا سے منسوب کریں تو دونوں کو تعزیر دی جائے۔

(۱۳) اگر کوئی شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یا کسی امام علیہ السلام کو یا جناب سیدہ علیہا السلام کو برا کہے تو اس کا قتل واجب ہے۔ اور ہر سننے والے کو جائز ہے کہ اسے قتل کرے۔ بشرطیکہ اپنی جان کا خوف نہ ہو اسی طرح اس شخص کا قتل واجب ہے جو نبوت کا دعویٰ کرے۔

(۱۴) اگر کوئی شخص جو ظاہرا مسلمان ہو اور کہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سچے تھے یا جھوٹے (معاذ اللہ) تو وہ بھی قتل کیا جائے گا۔

"شراب"

جو سارے فساد کی جڑ تھی اور ہے!

شراب نے عربوں کے دل و دماغ پر قبضہ کر رکھا تھا اچھی قسم کی انگوری شراب شام اور ایران کے شہروں سے منگوائی جاتی تھی عام استعمال کے لئے کھجور اور جو سے شراب کشید کرنے کی بھٹیاں لگی تھیں شراب نوشی عربوں کی رسوم کا بھی ایک اہم جزو تھی مہمانوں کے استقبال پر شراب لنڈھائی جاتی تھی تہواروں یا تقاریب میں بڑے اہتمام سے شراب کی محفلیں جمتی تھیں اور ان ہی محفلوں سے جنگ و جدال کے شاخسانے پھوٹتے تھے بدمست ہو کر لوگ فخر و غرور کی باتیں کرنے لگتے دوسروں کی تذلیل و توہین کرتے، بیہودہ اور فحش مذاق کرنے لگتے یا پرانی عداوتوں اور رنجشوں کے تذکرے چھیڑ دیتے اور پھر ایک دوسرے سے الجھ جاتے تلواریں نکل آتیں اور اچھی خاصی جنگ چھڑ جاتی پھر انتقام در انتقام کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا جو پشت ہا پشت تک ختم نہ ہوتا اس سارے فساد کی جڑ شراب ہی تھی جو لوگوں کو فسق و فجور میں مبتلا کرتی تھی ان کو مسرف اور فضول خرچ بناتی تھی اور ایک دوسرے کی جان کا دشمن بناتی

شراب کی ان ہی خرابیوں کی وجہ سے اسلام نے شراب کو حرام قرار دے دیا مگر حرمت کے احکام بتدریج نافذ کئے گئے کیونکہ لوگ برسوں سے نشے کی عادت میں مبتلا تھے اور یک لخت اس کا چھوڑ دینا محال اور دشوار تھا ضرورت تھی کہ شراب کے خلاف ایک نفسیاتی فضا پیدا کی جائے اس لئے پہلے شراب کے خلاف بس اتنا کہا گیا کہ وہ اچھی چیز نہیں جیسا کہ سورہ نحل میں ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں اور انگوروں کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمھیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لئے۔"

اس مقام پر اصل ذکر اللہ کے فضل و احسان کا ہے اس نے کھجوروں اور انگوروں میں خوش ذائقہ رس رکھا ہے جو مفید اور پاک رزق ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ فرق بھی بتا دیا کہ اس پاک رزق کو تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو۔ یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ نشہ آور بن جانے کے بعد وہ پاک نہیں رہتا۔

اس کے بعد شراب کے ضرر اور نقصان کی طرف توجہ دلائی گئی، جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت ہے۔ "پوچھتے ہیں شراب اور جوے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے۔ اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں مگر ان کا نقصان ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔"

اب یہ بات واضح ہوتی جا رہی تھی کہ شراب اللہ اور رسول کو پسند نہیں ہے۔

اصحاب رسول میں بعض تو وہ تھے جنھوں نے رسول اللہ کی طرح کبھی شراب کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا اور بعض وہ تھے جو ایام جاہلیت میں شراب پیتے تھے مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کراہیت کو دیکھکر

خود بھی اس سے اجتناب کرنے لگے تھے۔ ابھی خاصی تعداد ان کی بھی تھی جو پہلے بھی شراب پیتے تھے اور احکام حرمت تک بھی نشہ کر لیا کرتے تھے مذکورہ بالا آیات کے نازل ہوتے ہی ان میں سے بعض نے از خود شراب ترک کر دی اور عام طور سے شراب نوشی کو معیوب سمجھا جانے لگا۔

نبوت کا چھٹا سال تھا کہ پہلی بار شراب پر ایک خاص حد تک پابندی لگا دی گئی کہ نماز حالت نشہ میں نہ پڑھی جائے "اے ایمان والو جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ، نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ (پڑھ) رہے ہو" (سورۃ النساء)

اس تحدید پر ایک بڑی تعداد نے شراب اور نشہ کو ترک کرنا شروع کر دیا کیونکہ لوگوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ جلد یا بدیر شراب کو حرام قرار دے دیا جائے گا پھر بھی لوگ شراب پیتے رہے تھے مگر اس پابندی کی وجہ کہ نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے گی طور پر شراب کے استعمال میں تدریجاً کمی ہوتی گئی۔ فجر سے عشاء تک پانچ وقت کی نمازوں کے دوران اگر وہ نشہ کرتے، تو نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لئے ان واقعات میں لوگوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور شراب پینے کے اوقات بہت زیادہ محدود ہو گئے۔

تحدید شراب کے اس حکم کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبے میں لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے بعید نہیں اس کی قطعی حرمت کا حکم آ جائے لہٰذا جن کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے نکال دیں اس خطبے کا خاطر خواہ اثر ہوا ایک بڑی تعداد نے شراب ترک کر دی، اور جو شرابیں ان کے پاس ذخیرہ تھیں وہ نکال دیں دوسروں کو دے دیں یا فروخت کر دیں۔

اب شراب کے خلاف ایک اخلاقی فضا تیار ہو گئی تھی۔ اس کی مذمت کا چرچا ہونے لگا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کہی ہوئی باتوں کو لوگ ایک دوسرے سے بیان کرتے اور ترک شراب کی ترغیب دیتے۔ • شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ • دائم الخمر ایسا ہی ہے جیسا کہ بت کا پجاری۔ • یہ نشہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور تمام کبائر سے بڑا گناہ۔ جو پی لیتا ہے وہ بدمست ہو کر اپنی ماں خالہ اور پھوپھی پر بھی جا پڑتا ہے۔ "شراب برائیوں کی جڑ ہے"۔ یہ فقرہ زبانوں پر ایسا چل گیا کہ شراب کی محفلوں میں جب کوئی کہہ دیتا تو لوگ سوچ میں پڑ جاتے اور ان میں سے کوئی نہ کوئی ارادہ کر لیتا کہ اب وہ اس برائی کو ترک کر دے گا عورتوں نے خاص طور سے اس مہم کو زور شور سے شروع کر دیا وہ اپنے بھائی باپ بیٹوں اور شوہروں کو رسول اللہ کے ارشادات سنا سنا کر غیرت دلاتیں اور اس عادات بد کو ترک کرنے کے لئے ان کو آمادہ کرتیں نوجوان اور نوعمر لڑکے بھی اس مہم میں

میں پیش پیش رہتے، کسی کو نشے میں دھت دیکھتے تو اسے گھیر لیتے اس طرح شراب اور شراب پینے والوں کے خلاف مدینے کے معاشرے میں شدید مزاحمت پیدا ہو گئی اور ماحول کے اس دباؤ نے نشہ کرنے والوں کو سخت مشکل میں ڈال دیا جو بھی نشہ کرتا، وہ شرمندہ و نادم سا رہتا۔

آخر کار شراب کو قانوناً ممنوع قرار دے دینے کا وقت آ چکا تھا چنانچہ اللہ کی جانب سے حرمت شراب کا قطعی حکم نازل ہو گیا۔

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور عداوت ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے، پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟ اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور باز آ جاؤ۔ اور اگر تم نے حکم عدولی کی، تو جان لو کہ ہمارے رسول پر بس صاف صاف حکم پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے" (المائدہ)

اس آیت کے نازل ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ اسے نہ پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں بلکہ ان پر لازم ہے اسے ضائع کر دیں چنانچہ اسی وقت مدینے کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی شراب اور نشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا اور ایک بدترین لعنت سے اسلامی معاشرہ پاک ہو گیا۔

آج بھی سود، شراب اور دوسرے منشیات کو دیکھتے ہوئے لوگ سوچتے ہیں یہ برائیاں اسلامی قوانین کے نافذ ہوتے ہی کس طرح ختم ہو جائیں گی رسول اللہ کے عمل سے یہ اصول ملتا ہے کہ جو بھی حکومت اسلام کو نافذ کرنے کا عزم کرے وہ قانون و انتظام کی گرفت کے ساتھ ساتھ برائیوں کے خلاف عوامی اداروں کی تعاون سے رائے عامہ تیار کرنے کے موثر ذرائع استعمال کرے تاکہ نفاذ قوانین کے ساتھ ساتھ ایک پاکیزہ معاشرتی فضا بھی تیار ہو جائے کیونکہ اخلاق و قانون ایک دوسرے کے بغیر بے نتیجہ رہ جاتے ہیں۔

فقہ جعفری کی رو سے شراب نوشی کی سزا

شراب نوشی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جو دین اور دنیا دونوں جہان میں انسان کو ذلیل و خوار کرتی ہے۔ شکل کو بے رونق اور فقر و فاقہ کو نزدیک لاتی ہے۔ شرابی جب نشے کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنے اور پرائے اچھے اور برے کی تمیز سے محروم ہو جاتا ہے اسی وجہ سے اس کو یعنی شراب کو اُم الخبائث کہتے ہیں یعنی تمام دنیاوی برائیوں کی جڑ۔ اسی وجہ سے شرع اسلامی کی رو سے عادی شرابی کو قتل کرنے کا حکم ہے اس ضمن میں کچھ واقعات تحریر کروں گا جس سے اس نجس اور ناپاک شے سے دوری اور احتیاط برتنے کا سبق ملتا ہے۔

واقعہ نمبر ۱ ۔ دورِ خلافت امیر المومنینؑ حضرت علی علیہ السلام میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ شراب کس حد تک حرام ہے آنجناب نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر چند بوند شراب کی کسی تالاب یا کنوئیں میں پڑ جائے یا ڈالی جائے اور اس کے پانی سے سبزہ اُگا یا جائے اور اس سبزہ کو کوئی جانور کھائے اور یہ جانور ذبح کیا جائے تو اس جانور کا گوشت میرے لئے حرام ہے۔

قارئین کرام دیکھا آپ نے مولائے کائنات حضرت علیؑ نے اس شراب سے دور رہنے کی کتنی احتیاط برتی ہے۔

واقعہ نمبر ۲ ۔ شراب نوشی کی سزا پہلے چالیس۴۰ کوڑے تھی جس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا ایک دن حضرت علیؑ سے حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن باوجود اتنی سختی کے لوگ شراب پینے سے باز نہیں آتے اس پر جناب امیر علیہ السلام نے کہا کہ اس کی سزا دگنی کر دی جائے۔ یعنی شراب پینے والے کو اسی درّے لگائے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا

اس کی توضیح فرمائیے۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب شراب پیئے گا تو بدمست ہوگا۔ جب بدمست ہوگا تو اول فول بکے گا یعنی (ہذیان) جب ہذیان بکے گا تو افترا کرے گا اور مفتری یعنی اول فول بکنے والے کی شرعی حد ۸۰۔ اسّی کوڑے ہے اس لئے شرابی کو اسّی کوڑے لگانے چاہیئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے قول کو اختیار کر لیا اور آئندہ کے لئے شراب نوشی کی سزا اسّی کوڑے مارنے کا حکم صادر فرمایا (بحار جلد ۹ صفحہ ۴۸۳ و مطالب السئول صفحہ ۸۵)

مسائل مطابق ہدیۃ المومنین

از تالیف جناب مولوی سید فیض حسین
ناشر پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ

فصل نشہ

(۱) جو شخص نشے کی چیز کھائے یا پیئے یا بوزہ پیئے یا شیرہ انگور جوش کھانے کے بعد اور دو ثلث کم ہونے سے پہلے کھائے بشرطیکہ مجبور نہ ہو اور حرمت کو جانتا ہو۔ اور بالغ و عاقل ہو تو اسے نشہ اترنے کے بعد برہنہ کر کے اسّی کوڑے پشت اور کاندھے پر ماریں۔ منہ اور شرمگاہ کو بچائیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔

(۲) اگر کافر اعلانیہ اس کا استعمال کرے تو اسے بھی حد ماریں۔

(۳) اگر کسی پر تین مرتبہ نشے کی حد جاری ہو چکے تو چوتھی مرتبہ قتل کر دیں۔

(۴) شراب کو حلال جان کر پیئے تو مرتد ہے اور بغیر شراب اور کسی نشے کی چیز کو حلال جانے تو اسے حد ماریں۔

(۵) اگر کوئی شراب کا بیچنا حلال جان کر فروخت کرے تو پہلے اسے

توبہ کرنے کے لئے کہیں اگر توبہ کرے بہتر ہے ورنہ قتل کر دیں۔

(۶) نشے کی چیزیں بیچنے والے کو تعزیر دیں۔

(۷) نشے کی چیز کا پینے والا گواہی گزرنے سے پہلے توبہ کرے تو حد ساقط ہے اور گواہی کے بعد توبہ کرے تو ساقط نہیں اور اگر خود اقرار کرے اور پھر توبہ کرے تو امام کو اختیار ہے۔

(۸) اس جرم کے لئے دو عادل گواہ ضروری ہیں۔ یا خود اقرار کرے بشرطیکہ بالغ و عاقل ہو۔

(۹) اگر کسی نشے کی چیز کو بے علمی سے پیئے یا اس کی حرمت کو نہ جانتا ہو تو حد ساقط ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص کسی ایسے نشے کو حلال جانے جس کی حرمت پر تمام اہل اسلام میں اتفاق ہو مثل مردار کے تو اسے قتل کر دیں۔

(۱۱) اگر اسے حرام سمجھ کر کھائے تو اسے تعزیر دیں۔

(۱۲) اگر حد مارنے سے یا تعزیر دینے سے کوئی مر جائے تو اس کا خون بہا نہیں ہے۔ (یعنی کچھ جرم نہیں) اگر گواہوں کا فسق ظاہر ہو تو بیت المال سے خون بہا دیا جائے۔

غلط استنباط۔ ایک عجیب و غریب فیصلہ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں قدامہ بن مظعون نے شراب پی لی۔ جب خلیفہ نے چاہا کہ ان پر حد جاری کریں تو قدامہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی "لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"

(ترجمہ) یعنی ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کے لئے اس چیز میں کوئی حرج نہیں ہے جس کو وہ کھالیں جبکہ وہ تقویٰ اختیار

کریں اور ایمان لائیں اور عمل صالح بجا لائیں۔ یہ بلیغ استدلال سنکر حضرت عمرؓ نے اس کو معاف کر دیا۔ یہ واقعہ جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا تو آپ خلیفہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور ان سے سوال کیا کہ میں نے سنا ہے کہ قدامہ نے شراب پی اور آپ نے اس کو حد سے معاف کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ قدامہ نے یہ آیت پڑھی تھی (اوپر والی آیت) اس لئے میں نے اس کو معاف کر دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ قدامہ اس آیت کے اہل نہیں ہیں اور نہ یہ اس آیت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو ان کی طرح حرام راستہ پر چلے کیونکہ آیت میں سب سے پہلے ہی کہہ دیا گیا ہے کہ جو ایمان لائے اور عمل صالح بجا لائے ظاہر ہے کہ ایسا شخص حرام کو حلال نہیں کرے گا۔ اور نہ کوئی برا عمل کرے گا۔ لہٰذا قدامہ کو واپس بلا کر اس نے جو کچھ کہا ہے اس پر توبہ کراؤ اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دو کیونکہ وہ ایسی بات کہنے کی وجہ سے ملت اسلام سے خارج ہو گیا کیونکہ وہ اس بات کا قائل ہو گیا کہ کوئی حرام نہیں ہے یہ سنکر حضرت عمرؓ بھی متنبہ ہوئے اور ادھر قدامہ حضرت علیؓ کے اس فیصلے سے خبردار ہوئے تو انھوں نے فوراً توبہ کی پھر حضرت عمرؓ اس امر میں متفکر ہوئے کہ قدامہ پر شراب پینے کی حد کس طرح جاری کی جائے۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ قدامہ کو ۸۰ کوڑے مارے جائیں۔

فقہ جعفری کی رو سے زنا کی سزا

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اکرم نبی آخرالزمان علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب میرے بعد میری امت میں زنا کی زیادتی ہو جائے گی تو ناگہانی موت کی کثرت ہو جائے گی۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۳۴)

توضیح موت فجائی (ناگہانی) سے ہر وہ موت مراد ہے جو بغیر کسی مقدمہ کے واقع ہو جائے جیسے ہارٹ فیل، ایکسیڈنٹ

بلڈ پریشر وغیرہ جنکی آج کل کثرت ہے۔ زنا چونکہ چوری چھپے واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم ان کو تو عام طور سے نہیں دیکھتے لیکن اس کا نتیجہ (اموات مفاجیہ یعنی اچانک موت) ہمارے پیشِ نظر ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے زانی کو چھ باتوں کے لئے تیار رہنا چاہیئے تین ان میں سے دُنیا میں اور تین آخرت میں جو تین دنیا میں ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) چہرہ بے نور ہو جائے گا۔

(۲) فقیر ہو جائے گا یعنی مُفلس۔

(۳) جلدی مر جائے گا۔

تین ۳ وہ باتیں جو آخرت میں پیش آئیں گی۔

(۱) غضب الٰہی ہو گا۔

(۲) سخت محاسبہ ہو گا۔

(۳) آتشِ جہنّم میں ہمیشہ جلتا رہے گا۔

بہت سی حدیثوں میں آیا ہے کہ ایک سزا (حد جاری ہونے (سزا ملنے) سے بہت سے لوگ غیر شرعی کام چھوڑ دیتے ہیں شرعی سزائیں ان کی دُنیا اور آخرت کی حفاظت کرتی ہیں اور حدّ (سزا) کا فائدہ چالیس دن بارش برسنے کے فائدہ سے زیادہ ہے۔

● ایک واقعہ:-

ایک شخص امام علی بن الحسین علیہ السّلام کے پاس آیا اور اس نے کہا میں عورتوں کے ساتھ مبتلا ہوں۔ ایک روز زنا کرتا ہوں اور دوسرے روز روزہ رکھکر اس کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔ یہ سُنکر حضرت امام عالی مقام نے ارشاد فرمایا۔ "اللہ کو اطاعت سے زیادہ کوئی شے پسند نہیں۔ نہ زنا کرو نہ روزہ رکھو۔

اس وقت امام محمد باقر علیہ السّلام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور فرمایا

اسی شخص تو جہنمیوں کا عمل کرتا ہے اور اللہ سے جنّت کا اُمید وار ہے۔
(وافی جزء ۹ صفحہ ۳۴)

غیر شادی شدہ کا زنا کرنا اور اسکی حد

امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام غیر شادی شدہ کو ۱۰۰ تازیانہ لگا کر شہر بدر کر دیتے تھے۔ (وافی جزء ۹ صفحہ ۲۹)

شادی شدہ کا زنا اور اسکی سزا

امیر المومنین حضرت علی علیہ السّلام شادی شدہ مرد و عورت کو رجم (سنگسار) فرماتے تھے۔ (وافی ج ۹ صفحہ ۲۹)

زنا کی سزا مطابق توضیح المسائل آقائی الخوئی

یہ سزائیں ہم آقائی الحاج سید ابو القاسم الموسوی الخوئی کے فتاویٰ جو کہ انکی کتاب توضیح المسائل صفحہ نمبر ۲۹۱ اور ۲۹۲ سے تحریر کر رہے ہیں۔ جناب آقائی الخوئی شیعہ فرقے کے ایک بہت بڑے مجتہد ہیں جن کے احکام اور فتاویٰ کی پابندی ہر شیعہ کرتا ہے۔

(۱) مسئلہ نمبر:- ۲۰۴۵۔ اگر کوئی شخص اپنی ایسی محرم عورت سے کہ ماں بہن کی طرح اس سے نسبت رکھتی ہو زنا کرے تو اسے حاکم شرع کے حکم سے قتل کر دینا چاہیئے۔ یہی حکم اس وقت ہے جب کوئی کافر کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرے۔

(۲) مسئلہ نمبر ۲۰۴۶ جب کوئی بے زن شخص زنا کرے تو اُسے

کوڑے لگائے جائیں اور اگر تین مرتبہ زنا کرے تو اسے ہر دفعہ سو کوڑے لگائے جائیں لیکن اگر چوتھی مرتبہ زنا کرے تو اس دفعہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن وہ مرد بالغ، عاقل، آزاد جس کے پاس دائمی منکوحہ عورت یا کوئی کنیز ہو اور وہ جس وقت بھی چاہے ان سے صحبت کر سکتا ہو۔ اگر وہ کسی بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اسے سنگسار کر دینا چاہیئے۔

(۳) مسئلہ:- ۲۸۴۷۔ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھ لے اور اسے اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا خوف نہ ہو تو وہ اپنی بیوی اور اس مرد کو قتل کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے قتل نہ کیا تب اس کی عورت اس پر حرام نہ ہوگی۔

(۴) مسئلہ:- ۲۸۴۸۔ اگر کوئی بالغ عاقل مرد کسی دوسرے بالغ و عاقل مرد کے ساتھ لواطت (بُرا کام) کرے تو ان دونوں کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن حاکم شریعت کو اختیار ہے کہ لواطت کرنے والے کو تلوار سے قتل کرے یا زندہ آگ میں جلا دے یا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کسی بلند جگہ سے نیچے گرا دے اور ان شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۲۷۹۶ میں بیان کی گئی ہیں، سنگسار کر دے۔

(۵) مسئلہ ۲۸۴۹:- اگر کوئی شخص کسی بالغ عاقل سے کسی کو ناحق قتل کرا دے تو قتل کرنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ اور جس نے قتل کرایا اسے قید میں ڈال دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے

(۶) مسئلہ ۲۸۵۰:- اگر لڑکا جان بوجھ کر ماں یا باپ کو قتل کر دے تو اس لڑکے کو قتل کر دیں لیکن اگر باپ اپنے لڑکے کو قتل کر دے تو باپ اس کی دیت (خون کی قیمت) ادا کرے جس کے احکام بعد میں بیان ہوں گے۔ اور حاکم شرع کو اختیار ہے کہ اپنی مصلحت کے مطابق اس کو جسمانی سزا دے۔

(۷) مسئلہ:- ۲۸۵۱۔ جب کوئی شخص کسی بچے کو شہوت کی بنا پر بوسہ دے تو حاکم شرع تیس کوڑوں سے لے کر ننانوے کوڑوں تک جس قدر مصلحت سمجھے۔ اور روایت میں آیا ہے کہ "خدائے تعالیٰ آگ کا شعلہ اس کے منہ کی طرف پھینکتا

ہے اور آسمان و زمین کے فرشتے اور رحمت و غضب الٰہی کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، اور جہنم اس کے لئے تیار ہوتا ہے لیکن اگر توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔

(۸) مسئلہ ۲۸۵۲:- اگر کوئی شخص مرد اور عورت کو زنا کے لئے یا کسی شخص کو کسی بچے سے بُرا کام کرنے کے لئے ملائے، اگر وہ عورت ہے تو اسے پچھتر کوڑے مارے جائیں اور اگر مرد ہے تو اسے پچھتر کوڑے مارنے کے بعد مشہور یہ ہے کہ سر منڈوا کر گلی کوچوں میں پھرایا جائے گا۔ اور جس بستی میں اس نے یہ کام کیا ہے وہاں سے اسے نکال دیں گے۔

(۹) مسئلہ ۲۸۵۳:- جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا یا کسی لڑکے کے ساتھ بُرا کام کرنا چاہتا ہو اور سوائے قتل کئے جانے کے کسی طرح اس کام سے باز رہنا ممکن نہ ہو تو اس کو قتل کر دینا جائز ہے۔

(۱۰) مسئلہ ۲۸۵۴:- اگر کوئی شخص کسی بالغ عاقل آزاد شخص کو زنا یا لواطت کی طرف نسبت دے یا اسے "ولد الزنا" (حرام زادہ) کہے تو اسے اسّی کوڑے کپڑے پہنے ہونے کی حالت میں مارے جائیں گے۔

واقعہ نمبر ۱

رجم کفارہ زنا ہے

حضرت علی علیہ السلام شراحۃ ہمدانیہ کو جس وقت سنگسار (رجم) کرنے کے لئے لے چلے تو تماشائیوں کا اتنا ہجوم ہوا کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے کو کچل کر ہلاک کر ڈالے۔ جب حضرت نے یہ دیکھا تو اس کے واپس لے جانے کا حکم دیا۔ جب اژدہام کم ہو گیا تو آپ اس کو شہر پناہ کے پھاٹک سے باہر لائے اور دروازہ بند کروا دیا اور جو لوگ بحکم امام باقی رہ گئے تھے۔ انھوں نے اس عورت کو سنگسار کر کے ہلاک کر دیا۔ جب وہ مر چکی اور دروازہ کھلا تو کچھ لوگ اس عورت کو لعنت کرتے

ہوئے باہر آئے اس وقت آپ کے حکم سے منادی نے ندا کی۔ ایہاالناس [illegible]
زبانیں روک لو کیونکہ سزا اسی لئے جاری کی جاتی ہے کہ وہ گناہ کا کفارہ [illegible]
اب رسوائی مت کرو۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۴۴)

دوسرا واقعہ:-

زانی پر مہر نہیں ہے

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔
زانی کے اوپر کوئی مہر نہیں ہے اور نہ اس عورت پر حد ہے جس [illegible]
جبراً زنا کیا جائے۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۴۶)

تیسرا واقعہ:-

زنا بالجبر پر حد نہیں ہے

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس ایک عور[illegible]
و مرد لائے گئے جنھوں نے زنا کیا تھا۔ عورت نے کہا۔ یا امیر المومنین! [illegible]
اس نے جبراً مجھ سے زنا کیا ہے یہ سُنکر آپ نے اس پر سے حد اٹھا دی۔ [illegible]
فرمایا کہ اگر ان لوگوں (حکومت کے فقہا) سے پوچھا جائے تو یہ فتویٰ [illegible]
کہ اس عورت کا یقین نہ کرو حالانکہ خدا کی قسم! امیر المومنین علیہ السلام
نے یہاں پر عورت کی بات کا یقین کیا ہے۔

(نوٹ) ایسی صورت میں عورت پر کوئی حد نہیں ہے لیکن مرد کی [illegible]
جبکہ اس نے زنا بالجبر کیا ہو اور شرعی ثبوت فراہم ہو گیا ہو قتل
ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت ہے۔ آپ [illegible]
کسی نے پوچھا کہ اس شخص کی کیا سزا ہے جس نے کسی عورت [illegible]

[illegible] فرمایا وہ قتل کیا جائے گا۔ چاہے شادی شدہ ہو یا غیر
[illegible] شدہ (وافی جز ۹ صفحہ ۴۵)

آج کے زمانہ میں کثرتِ زنا کے تین بڑے اسباب

[illegible] واضح ہو جانے کے بعد کہ اسلام میں زنا کاری کے لئے کوئی گنجائش
[illegible] معلوم کرنا چاہیئے کہ آج پورے عالم اسلام میں وبائے عام کی
[illegible] کاری کیوں پھیل چکی ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں اس بارے میں
[illegible] اسلام کے حالات کا جائزہ لیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پورے
[illegible] میں کثرتِ زنا کے لئے تین بڑے اسباب ہیں جن کے تحت ہر جگہ
[illegible] پھیل رہی ہے اور ہر ملک سے دینی حیاء اور انسانی شرافت ختم
[illegible] ان میں سے ایک سبب "عام بے پردگی" اور مرد و زن کا آزادانہ
[illegible] مغرب کی بے خدا تہذیب کا والہانہ عشق مسلمانوں کے
[illegible] ہو چکا ہے اور اسلام کے مسلّم "قانون ستر" اور "شرعی
[illegible] عظمت ان کے دلوں سے نکل چکی ہے۔ اس وقت سے مسلمانوں
[illegible] کی وباء پھوٹ پڑی ہے۔ اور جب تک بے پردگی کا دروازہ
[illegible] کا زنا کاری روز بروز ترقی کرتی جائے گی اور یہ لعنت کبھی
[illegible] ختم نہ ہوگی خواہ اس کے لئے ہزاروں کوششیں کیوں نہ کی
[illegible] اسباب اس وباء کی روز افزوں ترقی کے لئے اسلامی حدود اور
[illegible] کردہ سزاؤں سے مجرمانہ غفلت ہے۔ اسلام نے اس لعنت کو ختم کرنے
[illegible] حدود اور سخت ترین سزائیں مقرر کی ہیں۔ مگر افسوس کہ پورے
[illegible] میں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی نہ ان کی قانونی حیثیت
[illegible] جاتا ہے۔ بلکہ معاذاللہ انھیں وحشیانہ سزائیں قرار دیا
[illegible] جہاں کچھ تھوڑی بہت سزائیں نافذ ہیں وہاں جرائم صفر کے درجے
[illegible] کی سعودی حکومت میں چونکہ اسلامی حدود کے اجراء اور قانونی

سزاؤں کے نفاذ کی طرف توجہ دی جاتی ہے اس لئے وہاں بہ نسبت دوسرے ممالک اسلامی کے جرائم بہت کم ہیں لیکن اس کے علاوہ دوسرے ممالک میں چونکہ اسلامی حدود جاری ہیں اور سزاؤں کی قانونی حیثیت مسلم نہیں ہے۔ اس لئے وہاں جرائم کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ اب اس کے انسداد کے لئے کوئی خود ساختہ قانون کارگر نہیں ہو سکتا۔

تیسرا بڑا سبب یہ ہے کہ بد قسمتی سے پورے عالم اسلام میں ہر جگہ اقتدار کے منصب پر قابض وہی لوگ رہتے ہیں جو اسلام سے عقیدتاً ناشناسی بلکہ متنفر و بیزار ہیں اور مغربی تہذیب پر بے حد فریفتہ نظر آرہے ہیں۔ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آج مغربی اقوام کی دامنگیری کے بغیر زندگی کے کسی میدان میں ترقی ممکن نہیں زندگی کے چھوٹے بڑے ہر قسم کے معاملات میں عالم اسلام کو مغربی آقاؤں کے دروازوں پر سجدہ ریز ہونا چاہیئے اور انھیں سے تمام مسائل اور مشکلات کا حل ڈھونڈھنا چاہیئے ایسے شکست خوردہ ذہنیت کے لوگ کب یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ اپنے دائرہ اقتدار میں جرائم کے انسداد کے لئے قرآن کریم کی تجویز کردہ سزائیں نافذ کریں۔ اور کثرت زنا کی لعنت اپنے اپنے معاشرے سے ختم کر ڈالیں۔

یہی تین اسباب ہیں جنھوں نے ملکر پورے عالم اسلام کو زناکاری اور فحاشی کا ایک عظیم اڈہ بنا دیا ہے اور ہر جگہ بے حیائی اور زناکاری کی وبا پھیل رہی ہے۔ اسلام کے پورے نظام کے لئے ایسے رسوا کن اور بدنام کنندہ نام لیوا مسلمانوں اور سربراہوں کے حق میں ہم صرف خدائے قہار و جبار سے شکایت کرتے ہیں۔

فقہ جعفری کی رو سے چوری کی سزا

اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹا جانا ہے یہ ایسا عمدہ حکم ہے جسکے بعد نہ صرف چوری کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں بلکہ چور کی ہمیشہ کے لئے

شناخت ہو جاتی ہے جن مقامات پر یہ طریقہ مروج ہے وہاں لوگوں کو چوری ڈکیتی کی ہمت نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ تو چوری کا حکم ہے لیکن سوال یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے کیونکہ قرآن کریم میں صرف اتنا ہے

"السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما"

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دو" اور یہ تفصیل نہیں بتائی گئی کہ ہاتھ کی کتنی مقدار کٹے گی۔ کیونکہ پنجہ بھی ہاتھ ہے کہنی تک بھی ہاتھ ہے اور بازو کے جوڑ تک بھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن تنہا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ کسی بتلانے والے کی ضرورت ہے اور وہ ہیں محمدؐ اور ان کی پاک آل جو علم کے شہر اور در دروازہ ہیں۔ ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آل محمد نے ہاتھ کاٹنے کا حکم کہاں تک کے لئے دیا ہے۔

واقعہ نمبر ا۔

خلیفہ معتصم عباسی کے دربار کا واقعہ

معتصم عباسی کے دربار میں ایک دفعہ اقراری چور پیش کیا گیا خلیفہ نے چاہا کہ اس پر حد شرعی جاری کرے۔ علماء و فقہا کو اپنی مجلس میں جمع کیا اور امام محمد تقی علیہ السّلام کو بھی بلایا

خلیفہ معتصم عباسی نے علماء و فقہاء سے دریافت کیا کہ اس چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے؟

علماء و فقہا :- اس چور کا ہاتھ گٹے سے جدا کیا جائے۔

خلیفہ عباسی :- کیوں؟ اس کی وجہ بتلاؤ۔

علماء و فقہا :- آیت تیمم پڑھی جس میں گٹے تک ہاتھ کا اطلاق ہے آیت ("فامسحوا بوجوھکم وایدیکم")

اس پر کچھ علماء و فقہا نے مخالفت کی اور انھوں نے کہنی سے ہاتھ کاٹا جانے کی رائے دی اور اس ضمن میں یہ آیت تلاوت کی

« فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق

اس آیت میں کہنی تک لفظ ہاتھ بولا گیا ہے۔

اس وقت معتصم امام تقی علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں۔

امام تقی علیہ السلام :- لوگوں نے کہا - اور تم نے سُنا معتصم عباسی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا۔

خلیفہ عباسی :- مجھ کو ان لوگوں کے کہنے سے سروکار نہیں آپ اپنا ارشاد سنائیں۔

امام تقی علیہ السلام :- تمام حاضرین اس معاملہ میں غلطی پر ہیں بلکہ چوری کی حد یہ ہے کہ

" صرف چار انگلیاں جدا کی جائیں - اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے"

خلیفہ عباسی :- کس دلیل سے ؟

امام تقی علیہ السلام :- قرآن میں ہے۔

(ان المساجد للہ)

کہ سجدے کے مقام اللہ کے لئے ہیں۔ اگر اس کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو سجدہ ناقص ہو جائے گا - کیونکہ سجدہ میں پیشانی کے ساتھ جن اعضا کا زمین پر لگنا ضروری ہے ان میں ہاتھ کی ہتھیلی بھی شامل ہے۔

خلیفہ عباسی :- یہ جواب بالکل ٹھیک ہے اور حکم دیا کہ چور کو اس حد کے مطابق سزا دو -!

افسوس! یہ صحیح جواب آپ کی شہادت کا سبب بنا۔ اس فیصلہ کے بعد تمام درباری علماء و فقہا آپ کے دشمن ہو گئے اور طرح طرح سے خلیفہ کو آپ کے خلاف بھڑکانے لگے - جسکی وجہ سے خلیفہ معتصم عباسی نے

زہر کے ذریعہ شہید کرا دیا۔ (منتہی الامال جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

• دوسرا واقعہ

حرث بن حصیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک مقام سے گزر رہا تھا کہ میں نے ایک ایسے حبشی کو دیکھا جس کا داہنا ہاتھ کٹا ہوا تھا میں نے اس سے سوال کیا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا؟ اُس نے جواب دیا اُس نے جو بہترین خلائق ہے۔ یعنی علی ابن ابی طالب علیہ السّلام

میں نے پوچھا تمہارا کیا واقعہ ہے؟

اس نے بیان کیا کہ ہم آٹھ آدمی تھے جن کا کام چوری کرنا تھا۔ بالآخر ہم گرفتار ہو گئے اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لے جائے گئے - آپ نے پوچھا - تم نے چوری کی ہے - ؟

" ہم نے اقرار کیا " پھر پوچھا - جانتے تھے کہ چوری کرنا حرام ہے؟ ہم نے کہا " ہاں "

پس آپ نے فرمان دیا کہ ان کو لے جاؤ اور ان کے ہاتھ جدا کر دو - چنانچہ ہمارے سیدھے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ ڈالی گئیں - اور انگوٹھا مع ہتھیلی کے باقی چھوڑ دیا گیا - اس کے بعد ہم کو ایک گھر میں رکھا گیا جہاں ہماری خوراک گھی و شہد تھی یہاں تک کہ زخم مندمل ہو گئے پھر ہم کو حضرت علی علیہ السّلام کی خدمت میں پیش کیا گیا - آپ نے ہم کو خلعت فاخرہ سے نوازا اور ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد اگر توبہ کر لو تو تم کو جنت میں جگہ ملے گی - اور اگر اسی فعل بد پر قائم رہے تو دست بریدہ جہنم میں جاؤ گے "

(بحار ج ۹ صفحہ ۶۹۸)

دیکھا آپ نے چور کو کس طرح چوری کی سزا کے بعد رکھا اور ان لوگوں سے کس طرح برتاؤ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چور سزا کے بعد کس خوبی کے ساتھ امیر المومنین کو یاد کر رہا تھا۔

• تیسرا واقعہ

دستِ بریدہ اور آتشِ جہنم

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ کی خدمت میں کچھ چور پیش کیے گئے آپ نے ان کے ہاتھ کاٹے اور فرمایا تمھارے جسم کے جو حصے جدا کیے گئے وہ آتشِ جہنم میں چلے گئے اب اگر تم توبہ کرلو تو ان کو جہنم کی آگ سے نکال سکتے ہو ورنہ یہ تم کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لیں گے۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۶۶)

مکرر چوری کی سزا

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السّلام نے یہ فیصلہ کیا کہ

(۱) اگر پہلی چوری کرنے سے اس کا ہاتھ کاٹا جا چکا ہے (یعنی چار انگلیاں) اور اس نے پھر چوری کی تو

(۲) اس کا بایاں پیر کاٹا جانا چاہیے۔

اس کے بعد پھر وہ چوری کرے تو

(۳) اس کو قید کر دیا جائے۔

اس کا داہنا پیر اور بایاں ہاتھ چھوڑ دیا جائے تاکہ اس سے راہ چل سکے، پاخانہ پیشاب کو جا سکے۔ اور کھانا پینا کر سکے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں خدا سے حیا کرتا ہوں کہ اس کو اس طرح کر دوں کہ وہ اپنے اعضاء سے بہرہ مند نہ ہو سکے

اس وقت تک قید خانہ میں رکھو یہاں تک کہ اس کو موت آجائے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے بھی کبھی کسی چور کا ہاتھ پیر کاٹے جانے کے بعد اس کا دوسرا ہاتھ نہیں کاٹا۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۶۵)

توضیح

چور کے داہنے ہاتھ اور بائیں پیر کاٹے جانے کی حکمت مذکورہ حدیث سے معلوم ہوگی۔ اس سلسلہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی بھی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

امام جعفر صادقؑ کی حدیث

ہلال کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مولا فرمائیے۔ چور کا داہنا ہاتھ بایاں پیر کیوں کاٹا جاتا ہے۔ داہنا ہاتھ اور داہنا پیر کیوں نہیں کاٹا جاتا یہ سنکر امام نے فرمایا تم نے کیا اچھا سوال کیا۔ اچھا سنو اگر اس کا داہنا ہاتھ اور داہنا پیر کاٹ دیئے جائیں تو وہ کھڑے ہونے میں قادر نہ رہے گا۔ اور جب اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جاتا ہے تو اس کے جسم کا توازن قائم رہتا ہے اور وہ کھڑا ہو سکتا ہے میں نے عرض کیا آپ پر قربان وہ کیونکر ایسے کھڑا ہو سکتا ہے جب کہ اس کا پیر بھی کاٹ دیا گیا ہو۔ آپ نے فرمایا وہاں سے پیر نہیں کاٹا جاتا ہے جہاں سے تمھارا خیال ہے۔ بلکہ نصف پیر کعب (پشت پائے ابھار) تک کاٹا جاتا ہے اور اس کے پیر کا اتنا حصّہ باقی رہنے دیا جاتا ہے جس کے سہارے کھڑا ہو سکے۔ نماز عبادت وغیرہ بجا لا سکے۔

پھر میں نے پوچھا۔ اور ہاتھ کہاں سے کاٹا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا صرف چار انگلیاں کاٹی جاتی ہیں۔ انگوٹھا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تاکہ نماز میں اس پر سہارا دے سکے۔ اور وضو بجا لا سکے۔

(وافی جزو ۹ صفحہ ۶۵)

مکرّر چوری کی سزا

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک چور پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ کاٹا دوسری دفعہ پھر اس نے چوری کی اور پکڑا گیا تو اس کا پیر کاٹا تیسری دفعہ وہ لایا گیا اور حضرت عمرؓ نے پھر اس کا ہاتھ کاٹنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی علیہ السّلام نے منع کیا اور فرمایا کہ اس کا ہاتھ پیر دونوں کٹ چکے ہیں اب یہ قید کیا جائے گا۔

چوری میں حد واجب ہونے کی حد

ایک چور کسی مکان میں چوری کرنے کی غرض سے داخل ہوا۔ اسباب اکٹھا کیا کہ لے جائے لوگوں کو خبر ہوئی اور انھوں نے آکر اسے پکڑ لیا۔ حضرت علی علیہ السّلام کے سامنے جب اس کا مقدمہ پیش ہوا تو فرمایا اس کا ہاتھ نہیں کٹے گا۔ اگر یہ اسباب گھر کے حدود سے باہر لے آتا تب واجب الحد ہوتا۔ یعنی اس کے ہاتھ کاٹے جاتے (تحفا صفحہ ۸۲)

(نوٹ) حضرت امیر علیہ السلام کم از کم ربع دینار کی چوری پر حد جاری فرما چکے تھے۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۶۱)

ابوالعلا مصری اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا منظوم مکالمہ

ایک مرتبہ ابوالعلا مصری نے سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ کے سامنے چور کی حد

(سزا) پر حسب ذیل الفاظ میں اعتراض کیا۔

ابوالعلا مصری :۔ جس ہاتھ کی دیت پانچسو دینار ہو کیا بات ہے کہ صرف ۱۲ دینار کی خاطر کاٹ ڈالا جائے۔

سید مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے۔ (فوراً جواب دیا)

عزّت اور امانتداری کی وجہ سے اس ہاتھ کی قیمت بڑھی ہوئی تھی لیکن خیانت کی ذلّت نے اس کو سستا کر دیا یہ حکمت باری تعالیٰ ہے۔ جس کو سمجھو۔!

اقرارِ جرم کے شرائط

جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی ملزم اگر اپنے جرم کا اقرار کرے تو اس کو اس طرح دیکھنا چاہیے۔

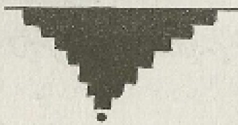
(۱) کہ وہ اپنے ہوش و حواس میں ہے۔

(۲) کہ وہ اپنے اختیار میں ہے۔

(۳) کہ وہ بالغ ہے۔

(۴) مارنے۔ باندھنے یا قید خانہ کے خوف سے یا کسی سختی کے خوف سے یا کسی سختی کے خوف سے اگر اس نے اپنی چوری کا اقرار کر لیا ہے تو اس صورت میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۶۴)



مطابق فقہ جعفریہ:

حدِ سارق یعنی چور کی سزا

تحریر:- محقق اسلام مولانا محمد بشیر انصاری سرپرست تحریک جماعت اسلامی

اللہ تعالیٰ نے انسدادِ جرائم کی خاطر اپنی حکمت کاملہ سے ایسی سزائیں مقرر کی ہیں جن کے ذریعہ معاشرہ صالح رہے اور عبادت خداوندی فراموش نہ ہو سکے عبادت کے ذریعہ انسان کا دل پاکیزہ ہوتا ہے۔ تقویٰ و پرہیزگاری حاصل ہو۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط نماز علانیہ گناہ اور پوشیدہ گناہ سے روکتی ہے اگر مجرم توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ رحیم ہے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

چور کی سزا: جب ثبوت سرقہ کی تمام شرائط مکمل ہو جائیں تو چور کے داہنے ہاتھ کا انگوٹھا چھوڑ کر انگلیاں قطع کی جائیں گی اگر تیسری مرتبہ چوری کرے تو پاؤں کی صرف انگلیاں قطع کی جائیں گی اسی طرح چوتھی مرتبہ پھر بھی باز نہ آئے تو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اگر پھر بھی نہ رُکے تو حبس دوام کر دیا جائے گا۔

۱۔ چور کی سزا میں یہ مصلحت ملحوظ ہے کہ انگلیاں قطع ہونے سے طہارت بول و براز اور وضو کرکے پنجگانہ ادا کر سکتا ہے جو فریضہ واجب ہے اگر پانی نہ مل سکے تو تیمم کر سکتا ہے ایک ہاتھ کی ہتھیلی سے دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر مسح کر سکتا ہے اور پورا ہاتھ کٹ جانے میں ممکن نہیں ہے۔

۲۔ یہ مصلحت بھی ملحوظ ہے کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے روٹی، کپڑا، مکان کا انتظام کر سکتا ہے جو اللہ کی جانب سے اس پر فرض و واجب ہے جو پورا ہاتھ کٹ جانے کی صورت میں ممکن نہیں ہے۔

۳۔ یہ مصلحت بھی ملحوظ ہے کہ اس کے اہل و عیال کے روٹی کپڑے مکان کا بار بیت المال پر نہ پڑے جو اہم ضروریات کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔

۴۔ یہ مصلحت بھی ملحوظ ہے کہ آرام پسند نکمے لوگ ہاتھ کٹوا کر وقتی تکلیف برداشت کرکے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا روٹی کپڑا اور مکان بیت المال پر واجب کرا دیں گے۔

۵۔ یہ مصلحت بھی ملحوظ ہے کہ انگلیاں قطع ہو جانے پر چور ہر وقت پہچانا جائے گا معاشرہ میں بدنام اور رُسوا ہوتا رہے گا۔ چور کہلاتا رہے گا لوگ نفرین کرتے رہیں گے جس کی وجہ سے اعادہ جرم کی جسارت میں حیا و شرم مانع ہوگی دوسروں کو عبرت و نصیحت ہوگی حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ چور کو ایسی سزا دینے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ چور طہارت بول و براز نہ کر سکے۔ نماز نہ پڑھ سکے اللہ تعالیٰ کی زمین پر نہ چل سکے بہت ممکن ہے کہ وہ توبہ کرے اور اللہ اس کی توبہ قبول فرمائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ تو رحیم ہے۔

ہاتھ سے مراد انگلیاں:

قرآن مجید میں ہاتھ کا اطلاق انگلیوں پر کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (سورۂ بقر)

ترجمہ:- پس وائے ہو ان لوگوں پر جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس ذریعہ سے حقیر مال حاصل کر سکیں پس وائے ہو ان کی لکھائی پر اور وائے ہو ان کی کمائی پر اس آیت میں انگلیوں کو ہاتھ کہا گیا ہے کیوں کہ یوں ہاتھ سے نہیں لکھا جاتا بلکہ انگلیوں کے پوروں سے لکھا جاتا ہے لہٰذا اس سے مراد انگلیاں ہیں۔

۲۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں انگلیوں کو ہاتھ کہا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیھن (سورۂ یوسف) زلیخا نے شہر کی ان عورتوں کو کھانے کی دعوت دی جو زلیخا پر عشق بازی کی تہمت لگاتی تھیں ان کے ہاتھوں میں چھری اور لیموں دے دیئے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے سامنے سے گذارا جب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اپنے ہاتھوں کو چھری سے کاٹ ڈالا اس آیت میں ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں۔ انھوں نے چھری سے لیموں کاٹے جو انگلیوں سے پکڑے ہوئے تھے جو ٹے سے پورا ہاتھ نہیں کاٹا۔ لہٰذا ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں۔

۳۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو اپنے لئے سجدہ میں رکھنے کے لئے مخصوص فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (سورہ جن) ترجمہ۔ اور یقیناً مساجد یعنی سجدہ میں رکھے جانے والے اعضاء اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو "عبادت میں" نہ پکارو۔ اس آیت میں مساجد سے سجدہ میں رکھے جانے والے اعضاء پیشانی، دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور پاؤں کے انگوٹھے مراد ہیں جن اعضاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے سجدہ میں زمین پر رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے انھیں قطع نہیں کیا جا سکتا لہٰذا ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں۔ یہ کتاب اللہ سے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اب سُنّتِ رسول میں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ جب تک تم با وضو نہ ہو قرآن مجید کے حروف کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ یہاں ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں کیوں کہ ہمیشہ انگلیوں سے ہی ورق الٹا جاتا ہے اور سطروں پر انگلیاں رکھ کر ہی پڑھا جاتا ہے۔ پورا ہاتھ نہیں رکھا جاتا لہٰذا ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں۔

۲۔ اسماء اللہ اور اسماء انبیاء و آئمہ طاہرین علیہم السلام کو بغیر وضو ہاتھ مت لگاؤ۔ اس جگہ بھی ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں کیوں کہ انگلیوں ہی سے کسی شئے کو مس کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شے کو ہاتھ سے مت چھوؤ۔ اس سے مراد بھی انگلیاں ہی ہوتی ہیں گرم و سرد کا ہاتھوں سے پتہ لگانا بھی انگلی سے مس کرنا ہی مراد ہوتا ہے آیاتِ قطع میں چور کی انگلیوں کو جڑ سے کاٹنے کی تشریح نہیں ہے البتہ کتبِ فقہ میں اس کی تشریح ہے اس صورت میں بھی طہارت و وضو اور نماز ادا کرنا ممکن ہے جڑ سے ہاتھ قطع کرنے میں طہارت وضو نماز ادا کرنا قطعاً نا ممکن ہے فقہ شیعہ میں انگلیوں کو جڑ سے کاٹتا ہے۔ (بحوالہ ندائے شیعہ لاہور)

پہلا مسئلہ

اگر دو آدمی ایک نصاب کو چرائیں تو فتویٰ یہ ہے کہ دونوں سے حد ساقط ہے۔ جب تک کہ دونوں کا حصّہ نصاب کو نہ پہنچے۔

دوسرا مسئلہ

چور کا ہاتھ کاٹنا صاحبِ مال کے مرافعہ پر موقوف ہے اگر وہ مرافعہ نہ کرے تو امام ہاتھ نہ کاٹیں گے۔

اگر صاحبِ مال چور کو مالِ مسروقہ بخش دے یا قطعِ دست کو معاف کرے تو حد ساقط ہے بشرطیکہ مرافعہ (یعنی رجوع دعویٰ) سے پہلے معاف کرے ورنہ ساقط نہیں۔

تیسرا مسئلہ

اگر ایک نصاب کو ایک دفعہ میں چرائے تو قطعِ دست (اجماعاً) واجب ہے اگر کئی دفعہ چُرانے سے ایک نصاب پورا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

چوتھا مسئلہ

باپ اپنے بیٹے کا مال چُرائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ بیٹا چرائے تو کاٹا جائے گا۔

پانچواں مسئلہ

داہنا ہاتھ کاٹنا چاہیئے گو ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھ شل ہوں یا اسے بایاں ہاتھ نہ ہو۔ اگر داہنا ہاتھ یا بایاں ہاتھ کاٹیں۔
بعض نے کہا ہے کہ اس صورت میں بایاں پاؤں کاٹیں۔

چھٹا مسئلہ

چور اگر سلامتی پر غلبہ (یعنی نقضِ امن) کرے تو اس کا دفع کرنا واجب ہے اس صورت میں وہ قتل ہو جائے تو اس کا خون ہدر ہے۔ (یعنی کچھ جرم نہیں ہے) (بحوالہ ہدیۃ المومنین از سید فیض الحسن صاحب)

زکوٰۃ

فقہ جعفری کی رو سے احکام زکوٰۃ

زکوٰۃ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ضرورت مند افراد کی امداد و دستگیری کی جائے اور مستقل جاری رہے۔ اسلامی قانون کی رو سے جب تک زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے مال کی تطہیر نہیں ہوتی۔ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے زمانے میں زکوٰۃ کا نظام اجتماعی تھا۔ کارندوں کے ذریعے جمع کی جاتی اور پھر مقررہ مصارف پر صرف کر دی جاتی تھی چنانچہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے سنت رسول اکرم کے مطابق اپنی نگرانی میں جمع زکوٰۃ کو فوراً تقسیم کرنے کا بندوبست فرمایا چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت میں بڑے محنتی اور مخلص دیانتدار افراد کو اس کام پر مقرر فرمایا۔ یہ افراد بڑی نرم مزاجی کے ساتھ کسی قسم کے جبر و تشدد کے بغیر زکوٰۃ وصول کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کا حکم تھا کہ اس شخص سے زکوٰۃ وصول کرنا جو دے اور جو نہ کہدے کہ اس پر زکوٰۃ نہیں تو اس سے بار دیگر نہ پوچھا جائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے نہ ہی کوئی جبر و تشدد کیا اور نہ ہی لشکر کشی کی ضرورت سمجھی۔ کیونکہ اگر اس دینی فریضے میں جبر کیا جائے تو یہ ظلم کہا جا سکتا تھا۔

واقعہ

مالگذاری سے متعلق حضرت علیؑ کا حکم

اس واقعہ میں آپ کو ایک روایت بتاؤں گا جس سے معلوم ہوگا کہ

دورِ خلافت حضرت علی علیہ السلام میں آپ اپنے ماتحتوں کے ذریعہ کس طرح جزیہ زکوٰۃ وغیرہ وصول کرتے تھے اور اس سلسلہ میں آپ کے کیا احکام تھے۔

کتاب "تاریخ المعاویہ از گویا جہاں آبادی پبلشر گویا جہاں آباد ۳/۳ ای کالونی۔ کراچی (صفحہ۔ ۶۱-۶۳)

"بیہقی نے اپنے "سنن" میں نقل کیا ہے کہ بزرگ سابور جسے عرب بزرم نابلد کہتے ہیں ایک ضلع تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک صاحب کو وہاں کی مالگذاری وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ رخصت کرتے وقت ان سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا دیکھنا ایک درم کو وصول کرنے پر بھی کسی کو کوڑے نہ مارنا اور ہرگز ہرگز رعایا کی ان چیزوں کو بقایا میں نیلام نہ کرنا جو ان کی روزی کا ذریعہ ہوں۔ گرما اور سرما کے لباس اور ان کے مویشی جن سے وہ کاشت اور باربرداری کا کام لیتے ہوں۔ ان کو بھی ہاتھ نہ لگانا اس شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا امیر المومنین پھر تو اسی طرح واپس ہو جاؤں گا جیسے جا رہا ہوں۔ یعنی کچھ وصول نہ ہوگا۔

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا۔

خواہ تم اسی طرح واپس کیوں نہ ہو۔ پھر ارشاد فرمایا "مجھ پر افسوس ہے مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کی زندگی کی اصلی ضرورتوں سے جو بچ جائے اسی کا مطالبہ جائز و وصول کیا جائے"۔ (سنن بیہقی صفحہ ۲۰۵)

چنانچہ جناب امیر علیہ السلام بلا جبر زکوٰۃ جمع کر کے قرآنی مصارف پر صرف کرتے تھے اور اسے محاصل حکومت کی دوسری مدوں میں خلط ملط نہ ہونے دیتے تھے۔

● فقہ جعفریہ کی رو سے احکام زکوٰۃ مطابق با فتویٰ سید روح اللہ الموسوی الخمینی دام اللہ تعالیٰ کی کتاب توضیح المسائل کے صفحہ نمبر ۳۰۳ سے لیکر ۳۲۴ تک میں تحریر کر رہا ہوں۔ یہ نمبر بھی مسئلہ کی صورت میں ان ہی کے چھپے ہوئے ہیں۔

احکامِ زکوٰۃ

(۱) مسئلہ ۱۸۵۳ :۔ زکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے

(۱) گندم (۲) جَو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) سونا (۶) چاندی
(۷) اونٹ (۸) گائے (۹) بھیڑ

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا مالک اُن شرائط کے ساتھ ہو جو بعد میں بیان کی جائیں گی تو اُس چیز کی ایک خاص مقررہ مقدار اُن مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں لائے کہ جن کا حکم دیا گیا ہے۔

(۲) مسئلہ ۱۸۵۴ :۔ سلت جو گندم کی طرح نرم دانہ ہے اور جس کی خاصیت جَو کی ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن علس جو مثل گندم کے ہے اور باشندگانِ صنعا کی غذا ہے، بنا بر احتیاط واجب اس کی زکوٰۃ دینا چاہیئے۔

زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۳) مسئلہ ۱۸۵۵ ۔ زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب کہ مال، مقدار نصاب کے برابر ہو جس کی تفصیل بعد میں بیان کی جائے گی۔ اور اس کا مالک بالغ، عاقل اور آزاد ہو اور اُس مال میں تصرف کر سکتا ہو۔

(۴) مسئلہ ۱۸۵۶ ۔ جب کوئی شخص گائے، بھیڑ، اونٹ یا سونے چاندی کا بارہ مہینوں تک مالک رہ چکا ہو تو اُسے ان چیزوں کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ لیکن بارہویں مہینے کے شروع ہوتے ہی وہ اس مال پر اس طرح تصرف نہیں کر سکتا کہ وہ مال باقی ہی نہ رہ جائے اور اگر تصرف کرے گا تو وہ ضامن ہوگا۔ اور اگر بارھویں مہینہ میں ارادہ اور اختیار کے بغیر شرائط زکوٰۃ میں سے کوئی شرط ختم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۵) مسئلہ ۱۸۵۷ :۔ اگر گائے، بھیڑ، اونٹ اور سونے چاندی کا کوئی مالک درمیانِ سال میں بالغ ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے

(۶) مسئلہ ۱۸۵۸ :۔ گندم اور جَو کی زکوٰۃ اُس وقت واجب ہوتی ہے جبکہ انھیں گندم اور جَو کہا جا سکے اور کشمش کی زکوٰۃ بنا بر احتیاط اس وقت واجب ہوتی ہے جب کہ غورہ (سبز رنگ کا خام پھل جو اکثر کھٹا ہوتا ہے) ہو اور اُس موقع پر جب کہ کھجور درخت کے اوپر مکمل ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن گندم اور جَو کی زکوٰۃ دینے کا موقع اس وقت ہوگا جب کہ فصل تیاری کے بعد کاٹی جائے اور اُن کے دانے بالیوں سے الگ کر لیے جائیں۔ کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ دینے کا موقع اس وقت ہوگا جب کہ یہ خشک ہو جائیں۔

(۷) مسئلہ ۱۸۵۹ :۔ جیسا کہ پہلے مسئلہ میں بیان ہوا اگر گندم، جو، کشمش اور کھجور کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کے وقت اُس کا مالک بالغ ہو جائے تو اُسے زکوٰۃ نکالنی پڑے گی۔

(۸) مسئلہ ۱۸۶۰ :۔ اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا کوئی مالک تمام سال دیوانہ رہا ہو تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ لیکن سال کے کسی حصہ میں دیوانہ رہا ہو اور آخر سال میں صاحبِ عقل و ہوش ہو جائے تو اگر اس کی دیوانگی اس حد تک رہی ہو کہ لوگ یہ سمجھنے لگیں کہ پورے سال میں صاحبِ عقل رہا ہے تو بنا بر احتیاط واجب اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۹) مسئلہ ۱۸۶۱ :۔ اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا کوئی مالک سال کے کچھ حصہ میں مست یا بیہوش ہو جائے تو اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی اور ایسا ہی حکم اُس وقت بھی ہے جب کہ گندم، جو، کھجور، کشمش کی زکوٰۃ واجب ہونے کے وقت وہ مست یا بیہوش ہو۔

(۱۰) مسئلہ ۱۸۶۲ :۔ اگر کسی شخص سے اُس کا کوئی مال غصب کر لیا گیا ہو اور وہ اس پر تصرف کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اسی طرح اگر کسی شخص سے اس کی زراعت غصب کر لی جائے اور جس موقع پر اُس زراعت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہو وہ غصب کرنے والے کے قبضہ میں ہو اور پھر بعد میں زراعت اس شخص کو واپس ملے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۱۱) مسئلہ ۱۸۶۳ :۔ اگر سونا چاندی یا کوئی اور چیز کہ جس پر زکوٰۃ واجب

ہوتی ہے بطورِ قرض لے اور ایک سال اس کے پاس رہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے اور قرض دینے والے پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

گندم، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

(۱۱) مسئلہ ۱۸۶۴: گندم، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ اُس وقت واجب ہوگی جب کہ مقدار نصاب کے برابر پہنچ جائے اور ان سب کا نصاب ہے، جو ۸۴۷ کیلوگرام یا پاکستانی ۲۳ من ۱۴ سیر ہے۔ (موجودہ وزن کے مطابق [illegible] کیلو ۲ من کے برابر ہے)

(۱۲) مسئلہ ۱۸۶۵: انگور، کھجور، جو اور گندم کی زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اور اس کی زکوٰۃ دینے سے پیشتر خود یا اس کے عیال اُس میں سے کھالیں یا مثلاً فقیر کو دے دیں تو جتنی مقدار خرچ کیا ہے اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

(۱۳) مسئلہ ۱۸۶۶: اگر گندم، جو، کھجور اور انگور کی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد اس کا مالک وفات پاجائے تو اس کے مال سے زکوٰۃ دینی چاہیئے لیکن اگر زکوٰۃ واجب ہونے سے پیشتر ہی انتقال ہوجائے تو اُس کے وارثوں میں سے جس کسی کا حصّہ بھی نصاب کے برابر ہو وہ اپنے حصہ کی زکوٰۃ دے گا۔

(۱۴) مسئلہ ۱۸۶۷: اگر کوئی شخص حاکمِ شرع کی جانب سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہو تو وہ گندم اور جو کے ڈھیر لگ جانے اور دانہ صاف ہوجانے پر اور اسی طرح کھجور اور انگور کے خشک ہوجانے پر زکوٰۃ کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ اور اگر مالک ان چیزوں کی زکوٰۃ نہ دے اور وہ چیز کہ جس کی زکوٰۃ واجب ہوگئی ہے تلف ہوجائے تو مالک کو اس کا معاوضہ دینا پڑے گا۔

(۱۵) مسئلہ ۱۸۶۸: اگر کوئی شخص کھجور اور انگور کے درخت یا گندم اور جو کی زراعت کا مالک ہوجائے اور اس کی ملکیت میں آنے کے بعد ان چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو مثلاً یہ کہ کھجور اُس شخص کی ملکیت میں آنے کے بعد زرد یا سرخ ہوجائے تو چاہیئے کہ ان چیزوں کی زکوٰۃ دے۔

(۱۶) مسئلہ ۱۸۶۹: اگر کوئی شخص گندم یا جو۔ کھجور اور انگور کی زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انھیں فروخت کردے تو اُس فروخت کرنے والے

کو ان چیزوں کی زکوٰۃ ادا کرنی پڑے گی۔

(۱۷) مسئلہ ۱۸۷۰: اگر کوئی شخص گندم یا جو یا کھجور یا انگور خرید کرے اور اُسے علم ہو کہ بیچنے والے نے زکوٰۃ دے دی ہے۔ یا شک ہو کہ بیچنے والے نے زکوٰۃ دے دی ہے یا نہیں تو (دونوں صورتوں میں) اُس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر وہ جانتا ہے کہ بیچنے والے نے اس مال کی زکوٰۃ نہیں دی ہے تو اگر حاکمِ شرع مقدار زکوٰۃ کے معاملہ کی اجازت نہ دے تو اُس مقدار کا معاملہ خرید و فروخت باطل ہے اور حاکمِ شرع کو حق حاصل ہے کہ مقدار زکوٰۃ خریدار سے حاصل کرے۔ اور اگر حاکمِ شرع مقدار زکوٰۃ کے معاملہ خرید و فروخت کی اجازت دے تو معاملہ صحیح ہوگا مگر خریدار حاکمِ شرع کو زکوٰۃ کی مقدار کے برابر قیمت ادا کردے اور اگر خریدار مقدار زکوٰۃ کی قیمت بیچنے والے کو دے چکا ہے تو اُس سے واپس لے سکتا ہے۔

(۱۸) مسئلہ ۱۸۷۱: اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش کا وزن گیلا ہونے کی صورت میں ۲۳ من ۱۴ سیر ہو اور خشک ہوجانے کے بعد اس مقدار سے کم ہوجائے تو پھر اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۱۹) مسئلہ ۱۸۷۲: اگر گندم، جو یا کھجور کو خشک ہونے سے پیشتر ہی مصرف میں لائیں تو اگرچہ خشک ہوجانے پر وہ مقدار نصاب کے برابر ہوجاتا مگر اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر احتیاطاً اس کی زکوٰۃ دے دی جائے تو بہت ہی پسندیدہ ہے۔

(۲۰) مسئلہ ۱۸۷۳: ایسی کھجور جو تازہ تازہ کھائی جاتی ہے اور جسے رکھ چھوڑا جائے تو بہت کم ہوجاتی ہے تو اگر ایسی کھجور اس مقدار میں ہو کہ خشک ہونے پر (بھی اس کا وزن) ۲۳ من ۱۴ سیر تک پہنچ جائے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(۲۱) مسئلہ ۱۸۷۴: گندم، جو، کھجور یا کشمش کہ جس کی زکوٰۃ کسی شخص نے دیدی ہے اگر چند سال تک اُس کے پاس رکھا رہے تو اُس پر

دوبارہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲۲) مسئلہ ۔ ۱۸۷۵:۔ اگر گندم، جو، کھجور اور انگور بارش یا نہر کے پانی سے سینچے جائیں یا ان کی سینچائی ملک مصر کی طرح زمین کی رطوبت سے ہوئی ہو تو اس صورت میں ان چیزوں کی زکوٰۃ دسواں حصّہ ہے اور اگر ڈول کے ذریعہ کنوئیں سے پانی کھینچ کر یا اسی طرح کے دوسرے طریقوں سے آب پاشی ہوئی ہو تو پھر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے اور اگر کچھ حصّے کی سینچائی بارش یا نہر کے پانی یا زمین کی رطوبت سے ہوئی ہو اور اتنی ہی مقدار کی آبپاشی کنوئیں اور ڈول یا اسی طرح کے دوسرے ذریعوں سے ہوئی ہو تو نصف (پیداوار) کی زکوٰۃ دسواں حصّہ ہوگی اور بقیہ نصف (پیداوار) کی زکوٰۃ بیسواں حصہ ہوگی یعنی چالیس حصّہ میں سے تین حصے زکوٰۃ کے دیئے جائیں گے۔

(۲۳) مسئلہ ۔ ۱۸۷۶:۔ اگر گندم، جو، کھجور اور انگور کو بارش اور اسی طرح کے دوسرے ذرائع سے سینچا گیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ کنوئیں اور ڈول یا اسی قسم کے طریقوں سے بھی سینچائی کی گئی ہو تو ایسی صورت میں اگر سینچائی اس انداز کی ہو کہ کہا جا سکے کہ ڈول کے ذریعہ ہوئی ہے نہ کہ بارش سے تو زکوٰۃ بیسواں حصّہ ہوگی اور اگر یہ کہا جا سکے کہ سینچائی بارش کے پانی سے ہوئی ہے نہ کہ ڈول کے ذریعہ تو زکوٰۃ دسواں حصّہ ہوگی۔

(۲۴) مسئلہ ۔ ۱۸۷۷:۔ اگر سینچائی کے بارے میں شک ہو کہ بارش کے پانی سے ہوئی ہے یا ڈول کے ذریعہ تو ایسی صورت میں بیسواں حصّہ زکوٰۃ کا واجب ہے۔

(۲۵) مسئلہ ۔ ۱۸۷۸:۔ اگر کسی جگہ گندم، جو، کھجور اور انگور کو بارش یا نہر کے پانی سے سیراب کیا جائے اور کنوئیں اور ڈول یا اسی قسم کے دوسرے ذرائع کی محتاجی نہ ہو اور اس کے باوجود ڈول کے ذریعہ سے آب پاشی ہو اور آبپاشی کے اس طریقہ سے پیداوار کے بڑھنے میں کوئی مدد نہ ملے تو اس صورت میں ان چیزوں کی زکوٰۃ دسواں حصّہ ہوگی۔ اور اگر کنوئیں اور ڈول

یا اسی قسم کے طریقوں سے آبپاشی کی جائے اور بارش یا نہر کے پانی سے آبپاشی کی ضرورت نہ ہونے کے باوجود بارش یا نہر کے پانی سے بھی آب پاشی کی جائے اور پھر بھی پیداوار کے بڑھنے میں کوئی مدد نہ پہنچے تو پھر زکوٰۃ بیسواں حصّہ ہوگی۔

(۲۶) مسئلہ ۔ ۱۸۷۹:۔ اگر کسی زراعت کو کنوئیں اور ڈول یا اسی قسم کے ذرائع سے سیراب کیا جائے اور اس کے پہلو کی زمین پر جو زراعت ہو وہ پہلی زراعت کی رطوبت سے فائدہ حاصل کرے اور اسے مزید سیراب کئے جانے کی ضرورت نہ ہو تو اس صورت میں جس زراعت کی کنوئیں اور ڈول کے ذریعہ سے آبپاشی ہوتی ہے اس کی زکوٰۃ بیسواں حصّہ ہوگی اور اس کے پہلو والی زراعت کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہوگی۔

(۲۷) مسئلہ ۔ ۱۸۸۰:۔ وہ اخراجات جو گندم، جو، کھجور اور انگور کے پیدا کرنے پر کئے جائیں یہاں تک کہ اسباب اور پوشاک جو زراعت کے سلسلہ میں استعمال کی وجہ سے کم ہو گئے ہوں ان کی قیمت سے کچھ حصّہ جو کچھ پیداوار ہوئی ہے اس سے وضع کر سکتا ہے اور اگر ان اخراجات کے وضع کرنے سے قبل پیداوار ۲۳ من ۱۴ سیر پہونچے تو ان اخراجات کے وضع کرنے کے بعد باقی ماندہ کی زکوٰۃ دے۔

(۲۸) مسئلہ ۔ ۱۸۸۱:۔ جب زراعت کے لئے بیج ڈالا جائے تو اس وقت جو بیج کی قیمت ہو اس کو اخراجات میں حساب کر سکتا ہے۔

(۲۹) مسئلہ ۔ ۱۸۸۲:۔ اگر زمین اور آلات زراعت یا ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز خود اس شخص کی ملکیت میں ہو تو اس کے کرایہ کو اخراجات میں شامل نہیں کرے گا۔ اسی طرح زراعت کے سلسلہ میں جو کام وہ خود انجام دے یا کوئی دوسرا بغیر مزدوری کے انجام دے تو اس کے لئے کوئی چیز "پیداوار" سے وضع نہ ہوگی۔

(۳۰) مسئلہ ۔ ۱۸۸۳:۔ اگر کوئی شخص انگور یا کھجور کا درخت

خرید کرے تو اس کی قیمت اخراجات کا جزو نہیں قرار پائے گی لیکن اگر کھجور یا انگور پکنے جانے سے پیشتر ہی خریدے تو جو رقم اس کے لئے صرف کی ہے وہ اخراجات میں شامل ہوگی۔

(۳۱) مسئلہ ۱۸۸۴:۔ اگر کوئی شخص زمین خریدے اور اُس پر گندم یا جَو کی کاشت کرے تو جو رقم اُس نے زمین کے خریدنے پر صرف کی ہے وہ اخراجات کا جزء شمار نہیں ہوگی لیکن اگر (کھڑی) زراعت خرید کرے تو جو رقم اس کے خریدنے پر صرف کی ہے اُسے اخراجات میں شامل کر سکتا ہے اور جو کچھ پیداوار ہوئی ہے اُس سے وضع کر سکتا ہے لیکن غلّہ سے جو بھوسہ حاصل ہو اس کی قیمت اُس رقم سے منہا کر لینی چاہیئے جو اُس نے زراعت کی خریدیر صرف کی ہے مثلاً اگر کسی شخص نے زراعت کو پانچ سو روپیہ میں خرید کیا ہے اور اس زراعت سے حاصل ہونے والے غلّہ کے بھوسہ کی قیمت سَو روپیہ ہے تو صرف چار سو روپیہ اخراجات میں شمار کئے جائیں گے۔

(۳۲) مسئلہ۔ ۱۸۸۵:۔ اگر کوئی شخص بیل اور دوسری ایسی چیزوں کے بغیر جو زراعت کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ زراعت کر سکتا ہے اور اس کے باوجود ان چیزوں کو خرید کرے تو جو رقم ان چیزوں کی خریداری پر لگائی ہے وہ اخراجات میں شمار نہ ہوگی۔

(۳۳) مسئلہ۔ ۱۸۸۶:۔ اگر کوئی شخص بیل اور دوسری ایسی چیزیں جو زراعت کے لئے ضروری ہیں ان کے بغیر زراعت نہ کر سکتا ہو اور ان چیزوں کو خرید کرے اور پھر زراعت میں استعمال کی وجہ سے وہ چیزیں بالکل ختم ہو جائیں تو ان چیزوں کی کل قیمت کو اخراجات کا جزء شمار کر سکتا ہے اور اگر ان چیزوں کی کچھ قیمت کم ہو جائے تو پھر اتنی ہی مقدار کو اخراجات کا جزء قرار دے گا لیکن اگر زراعت کے بعد ان چیزوں کی قیمت میں کچھ بھی کمی واقع نہ ہوئی ہو تو پھر ان چیزوں کی قیمت کا کوئی بھی حصہ اخراجات کا جزء شمار نہ ہوگا۔

(۳۴) مسئلہ۔ ۱۸۸۷:۔ اگر کوئی شخص کسی زمین میں گندم اور جَو کی کاشت

کرے اور اسی زمین میں مثلاً چاول اور لوبیا کی بھی کاشت کرے جس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے تو اُن میں سے ہر ایک چیز کے لئے جو اخراجات کئے ہیں صرف اسی مخصوص چیز کے ضمن میں شمار ہوں گے اور اگر دونوں کے لئے اخراجات کئے ہیں تو ان اخراجات کو دونوں جنسوں پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور اگر دونوں کے اخراجات برابر برابر ہوں تو جس جنس میں زکوٰۃ واجب ہے اس سے نصف اخراجات کو وضع کر سکتا ہے۔

(۳۵) مسئلہ ۱۸۸۸:۔ اگر زراعت کے لئے پہلے سال میں کوئی کام کیا جائے جس سے بعد کے سالوں میں بھی فائدہ پہونچے تو اس کے اخراجات پہلے سال کی پیداوار سے وضع کئے جائیں گے۔ اور اگر اس عمل کو چند سال کے ارادہ سے انجام دیں تو اس کے اخراجات تمام برسوں پر تقسیم کر دیئے جائیں گے

(۳۶) مسئلہ ۱۸۸۹:۔ اگر کوئی شخص چند شہروں میں جن کی فصلیں ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان سے زراعت اور میوہ ایک ہی موقع پر حاصل نہ ہوتا ہو گندم، جَو، کھجور یا انگور کا مالک ہو اور تمام شہروں کی پیداوار ایک سال کی پیداوار شمار ہوتی ہو تو ایسی صورت میں جس فصل کی پیداوار پہلے آجائے اگر وہ نصاب کے برابر یعنی ۲۲ من ۱۰ سیر ہو تو اس کی زکوٰۃ اسی موقع پر دیدے۔ بقیہ فصلوں کی زکوٰۃ جیسے جیسے آتی جائیں ادا کرتا جائے اور جس فصل کی پیداوار پہلے آئی ہے اگر وہ نصاب کے برابر نہیں ہے تو انتظار کرے تاکہ بقیہ فصلوں کی پیداوار بھی آجائے تو اگر ان کو ملا کر نصاب کی مقدار پوری ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر مقدار نصاب پوری نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۳۷) مسئلہ۔ ۱۸۹۰:۔ اگر کوئی انگور یا کھجور کا درخت ایک سال میں دو مرتبہ پھل دیتا ہو تو اگر دونوں کو ملا کر مقدار نصاب پوری ہو جائے تو بنا بر احتیاط اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(۳۸) مسئلہ۔ ۱۸۹۱:۔ اگر کوئی شخص تازہ کھجور یا انگور کی ایک مقدار

رکھتا ہو جو خشک ہونے پر مقدارِ نصاب کے برابر ہو جائے گی اور وہ اُس تازہ کھجور یا انگور سے زکوٰۃ کی نیت سے اتنی مقدار مستحق کو دے دے کہ جو خشک ہونے پر زکوٰۃ کی واجب مقدار کے برابر ہوگی تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳۹) مسئلہ ۱۸۹۲:۔ اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو وہ اس کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور سے نہیں دے سکتا اسی طرح اگر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہوئی ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش سے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا البتہ ان میں سے کسی ایک چیز کو یا کسی دوسری چیز کو زکوٰۃ کی قیمت کی نیت سے دیدے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۴۰) مسئلہ ۱۸۹۳:۔ اگر کوئی شخص مقروض ہو اور ایسے مال کا بھی مالک ہو کہ جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے پوری زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(۴۱) مسئلہ ۱۸۹۴:۔ کوئی ایسا شخص کہ جو مقروض ہو اور گندم جو، کھجور یا انگور بھی رکھتا ہو، اگر ان چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے ہی مر جائے اور اس کے وارث اس کا قرض دوسرے مال سے ادا کر دیں تو پھر جس کسی بھی وارث کا حصّہ ۲۲ من ۱۴ سیر تک پہونچ جائے وہ اپنے حصّہ کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اور اگر ان چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہونے سے پیشتر اُس کا قرض ادا نہ کریں تو اس صورت میں اگر میّت کا مال صرف اس کے قرض کے برابر ہو تو ان چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اور اگر میّت کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو، تو اس صورت میں کہ اس کا قرضہ اتنا ہو کہ اُسے ادا کرنا چاہیں تو گندم جو، کھجور یا انگور کی کچھ مقدار بھی قرض خواہ کو دینی پڑے تو ان چیزوں میں سے جو کچھ قرض خواہ کو دیا جائے گا اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور بقیہ مال وارثوں کا ہوگا۔ اور جس کسی وارث کا حصہ مقدارِ نصاب کے برابر ہوگا وہ

وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(۴۲) مسئلہ ۱۸۹۵:۔ اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش کہ جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اچھی بھی ہوں اور بُری بھی تو چاہیئے کہ ہر ایک کی زکوٰۃ عین اُسی قسم سے ادا کرے اور دونوں اچھی اور بُری قسموں کی زکوٰۃ صرف بُری قسم سے ادا نہیں کی جاسکتی ہے۔

سونے کا نصاب

(۴۶) مسئلہ ۱۸۹۶:۔ سونے کے دو نصاب ہیں۔

پہلا نصاب (۱) ۶ تولہ (پاکستانی) ہے پس جس وقت سونا ۶ تولہ کے برابر پہونچ جائے اور دوسری شرائط بھی موجود ہوں جو بیان ہو چکی ہیں تو اس کا چالیسواں حصّہ جو ۱ ۴/۵ ماشہ (۱۴ ۲/۵ رتی) کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے۔ اور اگر سونا اس مقدار کو نہ پہونچے تو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

سونے کا دوسرا نصاب (۲) ۱۴ ۲/۵ ماشہ یعنی اگر ۶ تولہ پر ۱۴ ۲/۵ ماشہ اور زیادہ ہو جائے تو چاہیئے کہ تمام ۷ تولہ ۲ ۲/۵ ماشہ کی زکوٰۃ چالیسواں حصّہ دے اور اگر ۶ تولہ پر زیادتی ۱۴ ۲/۵ ماشہ سے کم ہو تو صرف ۶ تولہ کی زکوٰۃ ادا کرے اور (۱۴ ۲/۵ ماشہ سے کم) جو زیادتی ہوئی ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اسی طرح جو بھی زیادتی ہو جائے یعنی اگر ۱۴ ۲/۵ ماشہ کا اضافہ ہوتا رہے تو اس تمام سونے کی زکوٰۃ ادا کرے۔ اور اگر (۱۴ ۲/۵ ماشہ سے) کم زیادتی ہو تو جو مقدار زیادہ ہوئی ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۴۷) مسئلہ ۱۸۹۷:۔ چاندی کے دو نصاب ہیں۔

اس کا پہلا نصاب ۔ ۴۲ تولہ ہے یعنی اگر کسی کے پاس ۴۲ تولہ چاندی ہو اور زکوٰۃ کی دوسری شرطیں بھی پائی جاتی ہوں جن کا بیان کیا جاچکا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ جو ایک تولہ ۴ ۴/۵ رتی ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر

چاندی اس مقدار کو نہ پہونچے تو اس کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔

چاندی کا دوسرا نصاب ۸ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ یعنی اگر ۴۲ تولہ پر ۸ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ اور زیادہ ہو جائے تو کل ۵۰ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ کی زکوٰۃ جس طرح کہ بیان کیا گیا ہے ادا کرے اور اگر ۸ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ سے کم زیادتی ہوئی ہو تو صرف ۴۲ تولہ کی زکوٰۃ ادا کرے اور اس زیادتی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔ اس طرح جو بھی اضافہ ہوتا رہے یعنی اگر چاندی ۸ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ کے حساب سے بڑھتی رہے تو تمام مقدار کی زکوٰۃ ادا کرے ۔ اور اگر اضافہ کم مقدار میں ہو تو جو مقدار زیادہ ہوئی ہے اور ۸ تولہ ۴ ۴/۵ ماشہ سے کم ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس کچھ سونا یا چاندی ہے اور وہ اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دیدے تو جو زکوٰۃ اس پر واجب ہے وہ اس نے ادا کر دی بلکہ کبھی کبھی تو واجب مقدار سے زیادہ ادا کر دے گا مثلاً اگر کسی شخص کے پاس ۴۴ تولہ چاندی ہے اور وہ اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیدے تو اس طرح اس نے ۴۲ تولہ چاندی کی زکوٰۃ جو اس پر واجب تھی وہ ادا کر دی اور ۲ تولہ چاندی کی جو زکوٰۃ اس پر واجب نہ تھی وہ بھی دیدی ۔

(۴۸) مسئلہ ۔ ۱۸۹۸ :۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا یا چاندی نصاب کی مقدار میں ہو تو اگرچہ وہ اس کی زکوٰۃ ادا کر چکا ہو مگر جب تک کہ وہ پہلے نصاب کی مقدار سے کم نہ ہو ہر سال اس کی زکوٰۃ دیتا رہے ۔

(۴۹) مسئلہ ۔ ۱۸۹۹ :۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے کہ وہ سکہ دار ہو اور اس سے لین دین کا رواج ہو اور اگر اس کے سکہ کے نقوش مٹ بھی گئے ہوں تب بھی اس کی زکوٰۃ دی جائے ۔

(۵۰) مسئلہ ۔ ۱۹۰۰ :۔ سکہ دار سونا چاندی جیسے عورتیں زینت کے لئے استعمال کریں اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ رائج کیوں نہ ہو ۔

(۵۱) مسئلہ ۔ ۱۹۰۱ :۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہے مگر

ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کی مقدار میں نہ ہوں مثلاً ۲۱ تولہ چاندی اور ۵ ۱/۴ تولہ سونا رکھتا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔

(۵۲) مسئلہ ۔ ۱۹۰۲ :۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب کہ کوئی شخص گیارہ مہینوں تک مقدار نصاب کا مالک رہا ہو اور اگر گیارہ مہینے کے درمیان ہی میں وہ سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی ۔

(۵۳) مسئلہ ۔ ۱۹۰۳ :۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہے اور وہ اسے گیارہ مہینوں کے درمیان ہی میں دوسرے سونے چاندی یا کسی اور چیز سے بدل لے یا اسے پگھلا دے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔ لیکن اگر زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ان کاموں کو کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۵۴) مسئلہ ۔ ۱۹۰۴ :۔ اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں نقد سونے، چاندی کو پگھلا دے تو اسے اس کی زکوٰۃ دینا پڑے گی اور اگر پگھلانے کی وجہ سے اس کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو پگھلانے سے پیشتر جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہی زکوٰۃ ادا کرے ۔

(۵۵) مسئلہ ۔ ۱۹۰۵ :۔ اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی اچھا اور خراب دونوں ہوں تو اچھے اور خراب سونے چاندی کی زکوٰۃ عین اسی مال سے دے لیکن بہتر ہے کہ اچھے اور خراب دونوں کی زکوٰۃ اچھے سونے اور چاندی سے ادا کرے ۔

(۵۶) مسئلہ ۔ ۱۹۰۶ :۔ اگر کسی سونے اور چاندی میں معمول سے زیادہ کوئی دوسری دھات ملی ہوئی ہو تو اگر اس میں خالص سونا اور چاندی نصاب کی مقدار کے برابر ہو جو بیان کی جا چکی ہے ۔ تو اس کی زکوٰۃ دینا چاہیئے اور اگر شک ہو کہ خالص سونا اور چاندی نصاب کی مقدار کے برابر ہے یا نہیں تو پھر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ۔

(۵۷) مسئلہ ۱۹۰۷ :- اگر کسی شخص کے پاس ایسا سونا چاندی ہو کہ عام دستور کے مطابق اس میں کوئی دھات ملی ہوئی ہو تو وہ اُس کی زکوٰۃ ایسے سونے چاندی سے نہیں دے گا کہ جس میں عام دستور سے زیادہ کوئی دھات ملی ہوئی ہو البتہ اگر اتنی مقدار میں دے کہ اُسے یقین ہو جائے کہ اس میں سونے اور چاندی کی اتنی خالص مقدار موجود ہے کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہو گئی ہے وہ اس کے برابر ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ

(۵۸) مسئلہ ۱۹۰۸ :- اُونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ میں اُن شرطوں کے علاوہ جو بیان کی گئیں دو مزید شرطیں ہیں۔

پہلے یہ کہ جانور تمام سال بے کار رہے اور اگر پورے سال میں ایک دو دن اس سے کام بھی لیا گیا ہو تو بنا بر احتیاط ان کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے یہ کہ پورے سال میں صحرائی گھاس پھوس چرتا رہے پس اگر پورے سال تک یا سال کے کسی حصہ میں اُسے مالک گھاس کھلائے یا ایسی زراعت سے جو مالک یا کسی اور کی ملکیت ہو چرائی کرے تو پھر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اور اگر پورے سال میں ایک دو دن مالک کا بھی چارہ کھائے تو بنا بر احتیاط اُن کی زکوٰۃ واجب ہے۔

(۵۹) مسئلہ ۱۹۰۹ :- اگر کوئی شخص اُونٹ، گائے اور بھیڑ کے لئے کوئی ایسی چراگاہ خرید کرے جس کو کسی نے کاشت نہ کیا ہو، یا کرایہ پر لے یا اُس چراگاہ میں چرانے کے لئے کوئی محصول ادا کرے تو ان کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

اُونٹ کا نصاب

(۶۰) مسئلہ ۱۹۱۰ :- اُونٹ کے بارہ نصاب ہیں۔

- پہلا نصاب پانچ اُونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اُونٹوں کی اتنی تعداد نہ ہو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔
- دوسرا نصاب دس اونٹ ہیں۔ اور ان کی زکوٰۃ ۲ بھیڑ ہے۔
- تیسرا نصاب پندرہ اونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ۳ بھیڑ ہے۔
- چوتھا نصاب بیس اونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ۴ بھیڑ ہے۔
- پانچواں نصاب پچیس اُونٹ ہیں۔ اور ان کی زکوٰۃ ۵ بھیڑ ہے۔
- چھٹا نصاب چھبیس اُونٹ ہیں۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک اونٹ ہے۔ جو عمر کے لحاظ سے دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- ساتواں نصاب چھتیس ۳۶ اُونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایک اُونٹ ہے جو عمر کے لحاظ سے تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- آٹھواں نصاب چھیالیس اُونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایک اُونٹ ہے۔ جو عمر کے لحاظ سے چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- نواں نصاب اکسٹھ اُونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایک اونٹ ہے جو عمر کے لحاظ سے پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- دسواں نصاب چھتر اُونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ دو اُونٹ ہیں۔ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔
- گیارہواں نصاب اکیانوے اونٹ ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایسے دو اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔
- بارہواں نصاب ایک سو اکیس یا اس سے زیادہ اونٹ ہیں تو اس صورت میں چاہیئے کہ چالیس چالیس کر کے حساب کریں اور ہر چالیس اُونٹوں پر ایک اونٹ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دیں یا پچاس پچاس کر کے حساب کریں اور ہر پچاس اُونٹوں پر ایک اونٹ جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ میں دیں۔ یا چالیس اور پچاس کے عدد سے حساب کریں لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا چاہیئے۔

کر کچھ باقی نہ بچے اور اگر باقی رہے تو وہ زیادہ نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہیں تو اسے سو اونٹوں کی زکوٰۃ میں دو ایسے اونٹ دینے چاہئیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ میں ایک اونٹ دینا چاہیئے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔[1]

(۶۱) مسئلہ۔ ۱۹۱۱:۔ دو نصابوں کے درمیانی عدد پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے پس اگر اونٹوں کی تعداد پہلے نصاب یعنی پانچ سے آگے بڑھ جائے تو جب تک کہ دوسرے نصاب یعنی دس تک نہ پہنچ جائے تو صرف پانچ اونٹوں کی ہی زکوٰۃ ادا کی جائے گی اور اسی طرح بعد کے نصابوں میں بھی اسی حکم کا لحاظ رکھا جائے گا۔

گائے کا نصاب

(۶۲) مسئلہ۔ ۱۹۱۲:۔ گائے کے دو نصاب ہیں۔

پہلا نصاب تیس ۳۰ ہے تو جب گائے کی تعداد تیس ۳۰ تک پہنچ جائے اور جن شرائط زکوٰۃ کو بیان کیا جا چکا ہے وہ بھی موجود ہوں تو ایک بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے۔ اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور ان کی زکوٰۃ ایک بچھڑی ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ تیس اور چالیس کے درمیانی عدد پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مثلاً اگر کسی شخص کے پاس ۳۹ گائیں ہیں تو وہ صرف تیس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اور اسی طرح اگر چالیس گائے سے زیادہ ہو مگر ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچی ہو تو صرف چالیس گائے کی زکوٰۃ دینی چاہیئے اور جب گائے کی تعداد ساٹھ ۶۰ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ پہلے نصاب کا دوگنا ہے لہٰذا دو بچھڑے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں زکوٰۃ میں دے اسی طرح جتنی بھی زیادہ ہوتی جائیں تو یا تیس تیس کر کے حساب کرے یا چالیس چالیس کر کے حساب کرے یا تیس اور چالیس

[1] زکوٰۃ میں دیئے جانے والے اونٹ کو مادہ ہونا چاہیئے۔

کر کے حساب کرے اور بتائے ہوئے قاعدے کے مطابق ان کی زکوٰۃ دے۔ لیکن حساب اس طرح کرنا چاہیئے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر باقی بچے تو وہ نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر کسی کے پاس ستر گائیں ہیں تو اسے تیس اور چالیس دونوں سے حساب کرنا چاہیئے تیس گائے کے لئے تیس کی زکوٰۃ (یعنی ایک بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔) دے اور چالیس گائے کے لئے چالیس کی زکوٰۃ (یعنی ایک بچھڑی جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو) دے کیونکہ اگر تیس ۳۰ تیس کر کے حساب کیا جائے گا تو دس گائیں بچ جائیں گی جن کی زکوٰۃ ادا نہ ہو سکے گی۔

بھیڑ کا نصاب

(۶۳) مسئلہ۔ ۱۹۱۳:۔ بھیڑ کے لئے پانچ نصاب ہیں۔

- پہلا نصاب۔ چالیس بھیڑیں ہیں اور ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑ کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے زکوٰۃ واجب ہوگی۔
- دوسرا نصاب ایک سو اکیس بھیڑیں ہیں اور ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔
- تیسرا نصاب دو سو ایک بھیڑیں ہیں اور ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔
- چوتھا نصاب تین سو ایک بھیڑیں ہیں جن کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔
- پانچواں نصاب چار سو اور اس سے زیادہ بھیڑیں ہیں کہ جن کا حساب سو سو کر کے کرنا چاہیئے اور ہر سینکڑے پر ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دے۔

یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ زکوٰۃ انھیں بھیڑوں میں سے دے بلکہ دوسری بھیڑ بھی دے سکتا ہے۔ یا بھیڑ کی قیمت کے برابر رقم دینا کافی ہے۔ لیکن اگر بھیڑ کی زکوٰۃ کسی اور جنس سے دینا چاہے تو کافی ہے البتہ ایسا کرنا اس وقت بے اشکال ہے جبکہ فقرا کے لئے بہتر ہو۔

(۶۴) مسئلہ۔ ۱۹۱۴:۔ دو نصابوں کے درمیانی عدد پر زکوٰۃ واجب

نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس پہلے نصاب یعنی چالیس سے زیادہ بھیڑیں ہیں تو جب تک انکی تعداد دوسرے نصاب یعنی ایک سو اکیس کے برابر نہ پہونچے تو صرف چالیس بھیڑ کی زکوٰۃ ادا کرے گا اور زیادہ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اسی طرح بعد کے نصابوں میں بھی اسی حکم کا خیال رکھا جائیگا۔

(۶۵) مسئلہ۔ ۱۹۱۵:۔ اونٹ، گائے اور بھیڑ جو نصاب تک پہونچ جائیں ان کی زکوٰۃ واجب ہوگی چاہے وہ اونٹ گائے اور بھیڑ نر ہوں یا مادہ یا اُن میں سے بعض نر ہوں اور بعض مادہ۔

(۶۶) مسئلہ۔ ۱۹۱۶:۔ زکوٰۃ میں گائے اور بھینس ایک ہی جنس میں شمار ہوں گی اور اسی طرح عربی اونٹ یا غیر عربی اونٹ بھی ایک ہی جنس کے شمار ہوں گے اور اسی طرح بکری، بھیڑ یا ان کی اور قسمیں جو خوب وغیرہ میں پائی جاتی ہیں زکوٰۃ کے معاملہ میں کوئی فرق نہیں رکھتیں

(۶۷) مسئلہ۔ ۱۹۱۷:۔ اگر زکوٰۃ میں بھیڑ دے تو وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ اور بکری دے تو وہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو

(۶۸) مسئلہ۔ ۱۹۱۸:۔ جس بھیڑ کو زکوٰۃ میں دیا جائے اگر اس کی قیمت دوسری بھیڑوں کے مقابلہ میں معمولی کم ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ ایسی بھیڑ زکوٰۃ میں دے کہ جسکی قیمت تمام بھیڑوں سے زیادہ ہو اور یہی حکم گائے اور اونٹ کے لئے بھی ہے۔

(۶۹) مسئلہ۔ ۱۹۱۹:۔ اگر چند لوگ (بھیڑ وغیرہ میں) شریک ہوں تو جس کسی کا حصہ پہلے نصاب کے برابر پہونچ جائے وہ زکوٰۃ ادا کرے اور جس کسی کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۷۰) مسئلہ۔ ۱۹۲۰:۔ اگر ایک شخص کئی جگہوں پر گائے یا اونٹ یا بھیڑ رکھتا ہے تو اگر ہر جگہ کے اونٹ یا بھیڑ کو ملا کر نصاب کے برابر پہونچ جائے تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔

(۷۱) مسئلہ۔ ۱۹۲۱:۔ اگر کسی شخص کے پاس جو گائے، بھیڑ اور

اونٹ ہیں وہ سب بیمار یا عیب دار ہوں تب بھی ان کی زکوٰۃ دے۔

(۷۲) مسئلہ۔ ۱۹۲۲:۔ اگر کسی شخص کے پاس گائے بھیڑ اور اونٹ ہیں جو سب کے سب بیمار، عیب دار یا بوڑھے ہیں تو ان کی زکوٰۃ انھیں میں سے دے سکتا ہے۔ لیکن اگر سبھی تندرست بے عیب اور جوان ہیں تو اُن کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھا جانور نہیں دے سکتا بلکہ اگر اُن میں کچھ تندرست اور کچھ بیمار ہوں، یا ایک گلّہ عیب دار اور دوسرا بیمار ہو یا کچھ بوڑھے ہوں اور کچھ جوان تب بھی احتیاط واجب یہی ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست، بے عیب اور جوان جانور نکالے۔

(۷۳) مسئلہ۔ ۱۹۲۳:۔ اگر کوئی شخص گیارہ مہینے تمام ہونے سے پہلے اپنی گائے بھیڑ اور اونٹ کو کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب پورا ہے اُسی نصاب کے برابر اُسی جنس سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑ دے کر دوسری چالیس بھیڑ لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۷۴) مسئلہ۔ ۱۹۲۴:۔ اگر کوئی شخص گائے بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ کسی اور مال سے دیدے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہوگی۔ ہر سال اُن کی زکوٰۃ دیتا رہے۔ اور اگر انھیں جانوروں میں سے زکوٰۃ دیدے اور اس طرح وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو پھر اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مثلاً کسی شخص کے پاس چالیس بھیڑ ہیں اگر انکی زکوٰۃ کسی اور مال سے دے دیا ہے تو جب تک بھیڑ کی تعداد چالیس سے کم نہ ہوگی ہر سال ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دیتا رہے گا۔ اور اگر خود بھیڑ ہی میں سے زکوٰۃ دے دیتا ہے۔ تو جب تک دوبارہ اُن کی تعداد چالیس تک نہ پہونچے گی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

زکوٰۃ کا مصرف

(۷۵) مسئلہ۔ ۱۹۲۵:۔ انسان زکوٰۃ کو آٹھ جگہوں پر صرف کر سکتا ہے۔

پہلے فقیر: اور فقیر وہ شخص ہے جو اپنے اور اپنے عیال کے سال بھر کے اخراجات کی قدرت نہ رکھتا ہو اور جس شخص کے پاس کوئی صنعت ہو۔ یا ہنر یا جائداد یا کوئی سرمایہ ہو کہ جس کے ذریعہ وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورا کر سکے۔ تو وہ فقیر نہیں ہے

دوسرے مسکین: اور مسکین وہ شخص ہے جو فقیر سے بھی زیادہ سخت زندگی بسر کرتا ہے۔

تیسرے وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امام کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے اور اس کی حفاظت، حساب کتاب اور امام یا نائب امام اور فقراء تک پہونچانے پر مقرر ہو وہ بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

چوتھے ان کافروں کو بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے کہ جو زکوٰۃ ملنے سے دین اسلام کی طرف مائل ہوں یا جنگ میں مسلمانوں کو مدد پہونچائیں۔ زکوٰۃ کا

پانچواں مصرف غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے ان کی خریداری کرنا ہے۔

چھٹے وہ مقروض بھی زکوٰۃ کا مستحق ہے جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔

ساتواں مصرف "فی سبیل اللہ" ہے یعنی زکوٰۃ سے ایسے کام کرنا جس میں عام دینی منفعت ہو جیسے مسجد بنانا یا پل بنانا اور راستوں کا درست کرنا کہ جس کا فائدہ عام مسلمانوں کو پہونچتا ہے اور اسی طرح ہر وہ کام جس سے اسلام کو فائدہ پہونچے خواہ وہ کسی انداز میں ہو۔

آٹھویں "ابن السبیل" یعنی وہ مسافر جو بے خرچ ہو جائے وہ بھی زکوٰۃ کا مستحق ہوگا۔ ان سب کے احکام آگے بیان ہوں گے۔

(۷۶) مسئلہ۔ ۱۹۲۶:۔ احتیاط واجب اس میں ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ میں سے نہ لیں اور اگر ان کے پاس کچھ رقم یا مال موجود ہے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات میں کمی ہو رہی ہو اتنی ہی مقدار میں زکوٰۃ وصول کریں۔

(۷۷) مسئلہ۔ ۱۹۲۷:۔ ایسا شخص کہ جو اپنے سال بھر کے اخراجات رکھتا

ہے اور اس میں سے کچھ خرچ کر ڈالے۔ اور پھر بعد میں شک ہو کہ جو کچھ بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے لئے اخراجات کے لئے کافی ہوگا یا نہیں تو وہ شخص زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۷۸) مسئلہ۔ ۱۹۲۸:۔ اگر کوئی شخص کسی صنعت یا ہنر یا جائداد کا مالک ہو یا تاجر ہو کہ جس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو تو اس کے سال بھر کے اخراجات میں جو کمی واقع ہو رہی ہے وہ اس کمی کو زکوٰۃ سے پورا کر سکتا ہے اور ضروری نہیں ہے کہ وہ اپنے اخراجات پورا کرنے کے لئے آلات، جائداد یا اصل سرمائے کو خرچ کرے۔

(۷۹) مسئلہ۔ ۱۹۲۹:۔ وہ فقیر جو اپنے اور اپنے عیال کے سال بھر کے اخراجات نہ رکھتا ہو مگر وہ ایک مکان کا مالک ہے جس میں وہ رہتا ہے یا اس کے پاس کوئی سواری ہے تو وہ اس کے باوجود زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ جب کہ وہ ان چیزوں کے بغیر زندگی نہ گزار سکتا ہو۔ خواہ حفاظت عزت کے لئے کیوں نہ ہو۔ اسی طرح گھر کے سازوسامان برتن گرمی اور جاڑے کے لباس اور ایسی دوسری ضرورت کی چیزیں رکھنے کے باوجود زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اگر کوئی محتاج ان چیزوں کو نہ رکھتا ہو اور اسے ان کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ سے خرید سکتا ہے۔

(۸۰) مسئلہ۔ ۱۹۳۰:۔ اگر کسی فقیر کے لئے کوئی ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو تو بنا بر احتیاط واجب وہ ہنر سیکھے اور زکوٰۃ پر زندگی نہ گزارے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول رہے اس وقت تک زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۸۱) مسئلہ۔ ۱۹۳۱:۔ اگر کوئی شخص پہلے محتاج رہا ہو اور اب بھی وہ اپنے آپ کو محتاج کہتا ہو تو اگرچہ اس کے کہنے پر اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

(۸۲) مسئلہ۔ ۱۹۳۲:۔ اگر کوئی شخص پہلے فقیر نہ تھا اور اب اپنے آپ کو فقیر بتائے، یا یہ کہ معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے فقیر رہا ہے یا نہیں؟ تو ایسی

صورت میں اگر اس کی ظاہری حالت سے اس کے فقیر ہونے پر گمان ہو جائے تو اُسے زکوٰۃ دی جانی چاہیئے۔

(۸۳) مسئلہ ۱۹۳۳:۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ دینا چاہے۔ اور کوئی ایسا محتاج بھی ہو جو اس کا مقروض ہو تو جو قرض اس محتاج کے ذمے واجب الادا ہے اُسے زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے۔

(۸۴) مسئلہ۔ ۱۹۳۴ :۔ اگر کوئی محتاج مر جائے اور اُس پر کسی کا قرض رہا ہو تو وہ شخص قرض کو زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے۔

(۸۵) مسئلہ۔ ۱۹۳۵:۔ اگر کوئی شخص کسی محتاج کو زکوٰۃ دے تو یہ بتانا ضروری نہیں کہ "یہ زکوٰۃ ہے" بلکہ اگر کوئی محتاج زکوٰۃ لینے میں شرم محسوس کرے تو مستحب ہے کہ اس انداز میں کہ جسے جھوٹ نہ کہا جا سکے زکوٰۃ کو ہدیہ کے نام سے دیدے اور ارادہ زکوٰۃ کا کرے۔

(۸۶) مسئلہ - ۱۹۳۶:۔ اگر کوئی شخص کسی کو محتاج سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ محتاج نہیں یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دیدے جو غیر محتاج ہے تو جو کچھ دیا گیا ہے اس سے بری الذمہ نہ ہو گا بلکہ اس صورت میں اُس غیر محتاج سے زکوٰۃ واپس لے کر مستحق کو پہونچانی چاہیئے اور اگر مال محفوظ نہ رہا ہو تو جس شخص کو مال دیا گیا تھا اگر اس کے علم میں تھا یا اُسے گمان تھا کہ "یہ زکوٰۃ" ہے تو اُس سے اس کا عوض لینا چاہیئے اور مستحق کو پہونچانا چاہیئے۔ اور اگر اسے زکوٰۃ بتا کر نہیں دیا گیا ہے تو وہ مال اُس سے واپس نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ زکوٰۃ نکالنے والا خود دوبارہ اپنے مال سے مستحق کو ادا کرے گا۔ ہر صورت میں زکوٰۃ نکالنے والے کو احتیاط لازم ہوگا کہ وہ دوبارہ اپنے مال سے زکوٰۃ نکال دے اور جس شخص کو شبہ میں دے دیا تھا اُس سے مطالبہ نہ کرے۔

(۸۷) مسئلہ۔ ۱۹۳۷:۔ اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا ہے تو اپنے سال بھر کے اخراجات رکھنے کے باوجود اپنے قرض کی ادائیگی

کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے بشرطیکہ جو قرض لیا تھا اُسے گناہ میں خرچ کیا ہو اور اگر گناہ میں خرچ کیا ہو تو اُس گناہ سے توبہ کر چکا ہو اس صورت میں اُسے فقراء کے حصہ میں سے دیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

(۸۸) مسئلہ۔ ۱۹۳۸:۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو زکوٰۃ دے جو مقروض تھا اور وہ اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا تھا اور بعد میں معلوم ہو کہ اس شخص نے قرض کی رقم گناہ میں خرچ کی تھی تو اگر وہ شخص محتاج ہو تو جو کچھ اُسے دیا گیا ہے اُسے زکوٰۃ میں محسوب کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس محتاج نے قرض کی رقم، شراب نوشی، یا کھلم کھلا گناہ میں صرف کی ہے اور اپنے گناہ سے توبہ بھی نہیں کی ہے تو بنا بر احتیاط واجب جو کچھ دیا گیا ہے اُسے زکوٰۃ میں محسوب نہ کیا جائے۔

(۸۹) مسئلہ۔ ۱۹۳۹ :۔ اگر مقروض اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگرچہ وہ محتاج نہ ہو تب بھی قرض دینے والا اس قرض کو محسوب کر سکتا ہے۔

(۹۰) مسئلہ ۱۹۴۰:۔ ایسا مسافر کہ جس کا خرچ ختم ہو چکا ہو یا جس کی سواری ناکارہ ہو گئی ہو تو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر نہ ہو اور اس کے لئے یہ بھی ممکن نہ ہو کہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے اپنے آپ کو منزل مقصود تک پہونچائے تو چاہے وہ اپنے وطن میں محتاج نہ بھی ہو تب بھی وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر کسی دوسری جگہ پر قرض کے ذریعہ یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے اخراجات پورا کر سکتا ہے تو صرف اتنی ہی مقدار میں زکوٰۃ لے گا۔ جس سے اُس دوسری جگہ تک پہونچ سکے۔

(۹۱) مسئلہ۔ ۱۹۴۱ :۔ ایسا مسافر کہ جس کا خرچ ختم ہو گیا تھا اور وہ زکوٰۃ لے کر وطن پہونچا ہے تو اگر مال زکوٰۃ میں سے کچھ بچ رہا ہو اور اس بچے ہوئے مال کو بہ آسانی صاحب مال یا اُس کے نائب تک نہ پہونچا سکتا ہو تو حاکم شرع کو لے جا کر دے اور بتا دے کہ یہ زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کے شرائط

(۹۲) مسئلہ - ۱۹۴۲ :- جو شخص زکوٰۃ لے اُس کا شیعہ اثنا عشری ہونا ضروری ہے اور اگر شرعی طریقے سے کسی کا شیعہ ہونا ثابت ہو اور اُسے زکوٰۃ دے دی جائے اور وہ زکوٰۃ تلف ہو گئی اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ شیعہ نہ تھا تو دوبارہ زکوٰۃ دینا ضروری نہیں ہے۔

(۹۳) مسئلہ - ۱۹۴۳ :- اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ محتاج ہو تو اُسکے ولی کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ اِس ارادہ سے کہ جو کچھ اُس ولی کو دیا جا رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگا۔

(۹۴) مسئلہ - ۱۹۴۴ :- اگر کسی محتاج بچے یا دیوانے کے ولی تک نہ پہنچا سکتا ہو تو خود یا کسی دوسرے امین شخص کے ذریعے زکوٰۃ کو بچہ یا دیوانے شخص پر خرچ کرے اور جب اُن پر زکوٰۃ صرف ہو تو زکوٰۃ کی نیت کرے۔

(۹۵) مسئلہ - ۱۹۴۵ :- ایسے محتاج کو جو گداگری کرتا ہو (یعنی در بدر کی بھیک مانگتا رہو) زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن جو زکوٰۃ کو گناہ میں خرچ کرتا ہے اُسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہیئے۔

(۹۶) مسئلہ - ۱۹۴۶ :- احتیاط واجب ہے کہ جو شخص علانیہ گناہ کبیرہ بجا لاتا ہے اُسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۹۷) مسئلہ - ۱۹۴۷ :- اگر کوئی شخص مقروض ہے اور اپنا قرض ادا نہیں کر سکتا ہے تو اگر چہ اس شخص کے اخراجات خود زکوٰۃ دینے والے پر واجب کیوں نہ ہوں، اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن اگر بیوی نے اپنے خرچ کے لئے قرض لیا ہو تو شوہر اس کے قرض کو زکوٰۃ سے نہیں ادا کر سکتا۔ بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص بھی کہ جس کا خرچ زکوٰۃ دینے والے پر واجب ہے۔ اپنے اخراجات کے لئے قرض لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے قرض کو زکوٰۃ سے ادا نہ کرے۔

(۹۸) مسئلہ - ۱۹۴۸ :- کوئی شخص ایسے لوگوں کے اخراجات زکوٰۃ سے نہیں دے گا کہ جن کے اخراجات مثل اولاد کے اُس پر واجب ہیں لیکن اگر وہ شخص جس پر ان کے اخراجات واجب ہیں انھیں خرچ نہ دے تو دوسرے لوگ اُن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

(۹۹) مسئلہ - ۱۹۴۹ :- اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو زکوٰۃ دے کہ وہ اپنی بیوی نوکر اور ماما پر صرف کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۱۰۰) مسئلہ - ۱۹۵۰ :- اگر کسی شخص کے بیٹے کو علمی دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو باپ اُن کتابوں کو خریدنے کے لئے بیٹے کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

(۱۰۱) مسئلہ - ۱۹۵۱ :- باپ بیٹے کو زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ کسی عورت سے نکاح کرلے اس طرح بیٹا بھی باپ کو شادی کرنے کے لئے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

(۱۰۲) مسئلہ ۱۹۵۲ :- ایسی عورت کو کہ جس کے اخراجات اُس کا شوہر پورا کرتا ہے، یا یہ کہ شوہر اُس کے اخراجات پورا نہیں کرتا اور بیوی اسے خرچ دینے پر مجبور کر سکتی ہو، دونوں صورتوں میں اُسے زکوٰۃ نہیں ملے گی۔

(۱۰۳) مسئلہ ۱۹۵۳ :- وہ عورت کہ جس سے متعہ کیا گیا ہو اگر محتاج ہو تو خود متعہ کرنے والا اور دوسرے لوگ بھی اُسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر شوہر نے نکاح کے ضمن میں شرط قبول کی ہو کہ وہ اس کے اخراجات پورا کرے گا۔ یا کسی اور دوسرے سبب سے اس عورت کے اخراجات اس پر واجب ہوں تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی خواہ وہ اس عورت کے اخراجات پورا کر سکتا ہو یا یہ کہ عورت خرچ دینے پر اس کو مجبور کر سکتی ہو۔

(۱۰۴) مسئلہ - ۱۹۵۴ :- بیوی اپنے محتاج شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے

اگرچہ شوہر زکوٰۃ کو خود اس عورت کے اخراجات پر کیوں نہ صرف کرے۔

(۱۰۵) مسئلہ - ۱۹۵۵: سیّد غیر سیّد سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسری رقوم اُس کے اخراجات کے لئے کافی نہ ہوں اور زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو غیر سیّد سے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو صرف اتنی ہی مقدار میں زکوٰۃ لے جو اس کے روزانہ اخراجات کے لئے ناگزیر ہوں۔

(۱۰۶) مسئلہ - ۱۹۵۶: جس شخص کے متعلق معلوم نہ ہو کہ سیّد ہے یا نہیں تو اُسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیّت

(۱۰۷) مسئلہ - ۱۹۵۷: انسان کو زکوٰۃ بقصدِ قربت یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے دینی چاہیئے اور نیت میں معین کرے کہ جو کچھ زکوٰۃ میں دے رہا ہے وہ زکوٰۃ مال ہے یا زکوٰۃ فطرہ لیکن مثلاً اگر گندم اور جو کی زکوٰۃ اُس پر واجب ہے تو ضروری نہیں کہ معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ گندم کی زکوٰۃ ہے یا جو کی۔

(۱۰۸) مسئلہ - ۱۹۵۸: اگر کسی شخص پر کئی مال کی زکوٰۃ واجب ہے اور کوئی سا مال زکوٰۃ میں دیدے اور کسی ایک مال کی زکوٰۃ کی نیت نہ کرے تو اگر وہ مال اُن میں سے کسی ایک خاص جنس سے ہو تو اُسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ اور اگر وہ مال اُن میں سے کسی ایک کی جنس سے نہ ہو تو وہ زکوٰۃ ان سب مال پر تقسیم ہو جائے گی۔ پس اگر کسی شخص پر ۴ بھیڑ اور ۲ تولہ سونے کی زکوٰۃ واجب ہے اور مثلاً وہ ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دیدے اور ان میں سے ایک مال کی زکوٰۃ کی نیت نہ کرے تو وہ زکوٰۃ بھیڑ کی زکوٰۃ شمار ہوگی اور اگر چاندی کی کچھ مقدار دیدے اور ان میں سے کسی کی نیت نہ کرے تو وہ دونوں پر تقسیم ہو جائے گی۔

(۱۰۹) مسئلہ - ۱۹۵۹: اگر کوئی شخص وکیل بنائے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے تو وہ وکیل محتاج کو جس وقت زکوٰۃ دے تو مالک کی جانب سے نیت کرنے کافی ہے۔

(۱۱۰) مسئلہ - ۱۹۶۰: اگر مالک یا اس کا وکیل بغیر قصد قربت کے زکوٰۃ محتاج کو دیدیں اور قبل اس کے کہ وہ مال صرف ہو خود مالک زکوٰۃ کی نیت کرے تو وہ زکوٰۃ میں محسوب ہو جائے گا۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱۱۱) مسئلہ - ۱۹۶۱: جب کہ گندم اور جو کے دانے بالیوں سے الگ کر لئے جائیں اور خرما اور انگور خشک ہو جائیں تو اس کی زکوٰۃ اسی وقت محتاج کو دے دینی چاہیئے۔ یا اپنے مال سے الگ کر دینی چاہیئے۔ سونے، چاندی گائے، بھیڑ، اور اونٹ کی زکوٰۃ بارہواں مہینہ تمام ہونے کے بعد محتاج کو دیدینی چاہیئے یا اپنے مال سے الگ کر دینی چاہیئے لیکن اگر کسی مخصوص محتاج کا انتظار ہو یا کسی ایسے محتاج کو دینا چاہیئے جو دوسروں پر برتری رکھتا ہو تو پھر اُسے اپنے مال سے الگ نہ کرے۔

(۱۱۲) مسئلہ - ۱۹۶۲: زکوٰۃ الگ کر دینے کے بعد ضروری نہیں ہے کہ فوراً مستحق کو پہونچا دے لیکن جن (مستحقین) کو زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ اگر اُن تک پہونچایا جا سکتا ہو تو احتیاط مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

(۱۱۳) مسئلہ - ۱۹۶۳: جو شخص زکوٰۃ کو مستحق تک پہونچا سکتا ہے اور نہ پہونچائے اور اس کی کوتاہی سے وہ ضائع ہو جائے تو اس کا معاوضہ اُسے دینا ہوگا۔

(۱۱۴) مسئلہ - ۱۹۶۴: اگر کوئی شخص زکوٰۃ مستحق تک پہونچا سکتا ہو اور نہ پہونچائے اور اس کی حفاظت میں کوتاہی برتے بغیر وہ مال ضائع ہو جائے تو اگر زکوٰۃ دینے میں اتنی تاخیر ہوئی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے

کہ اس نے زکوٰۃ فوراً ادا کی ہے تو اُسے اس کا معاوضہ دینا چاہیئے۔ اور اگر اسی قدر تاخیر نہ ہوئی ہو مثلاً دو تین گھنٹوں کی تاخیر ہوئی ہو اور اسی دو تین گھنٹوں میں مال ضایع ہو گیا تو اگر اس وقت مستحق موجود نہیں تھا تو پھر اس شخص پر کوئی معاوضہ واجب نہ ہو گا۔ اور اگر مستحق موجود تھا تو بنابر احتیاط واجب اس زکوٰۃ کا معاوضہ دے۔

(۱۱۵) مسئلہ۔ ۱۹۶۵:۔ اگر زکوٰۃ عین اُسی مال سے الگ کر دی ہے تو بقیہ مال پر تصرف کر سکتا ہے اور اگر زکوٰۃ کسی دوسرے مال سے نکالی ہے تو تمام مال پر تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۱۶) مسئلہ۔ ۱۹۶۶:۔ جو زکوٰۃ علیحدہ کر دی گئی ہے اُسے اپنے لئے اُٹھا کر اس کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں رکھی جا سکتی۔

(۱۱۷) مسئلہ۔ ۱۹۶۷:۔ جو زکوٰۃ علیحدہ کر دی گئی ہے اُس سے اگر کوئی منفعت حاصل ہو تو وہ منفعت بھی مستحق کے لئے ہے مثلاً بھیڑ جو زکوٰۃ کے لئے الگ کر دی گئی ہے اگر اُس سے بچہ پیدا ہو تو وہ مستحق کا مال ہو گا۔

(۱۱۸) مسئلہ۔ ۱۹۶۸:۔ جس وقت کہ زکوٰۃ کا مال الگ کر رہا ہو اور کوئی مستحق بھی موجود ہو تو بہتر ہے کہ اُسے زکوٰۃ دیدی جائے سوائے اس صورت میں کہ کوئی دوسرا شخص نگاہ میں ہو کہ جس کو کسی وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر سمجھے۔

(۱۱۹) مسئلہ۔ ۱۹۶۹:۔ اگر کوئی شخص عین اُس مال سے کہ جو زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ اپنے لئے تجارت کرے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر حاکم شرع کی اجازت سے زکوٰۃ کی مصلحت کے لئے تجارت کرے تو تجارت صحیح ہوگی اور نفع زکوٰۃ کے ساتھ شامل ہو گا۔

(۱۲۰) مسئلہ۔ ۱۹۷۰:۔ اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پیشتر کوئی چیز زکوٰۃ کے طور پر کسی محتاج کو دیدے تو اس کا شمار زکوٰۃ میں نہ ہو گا۔ البتہ زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد، جو چیز محتاج کو دی ہے اگر وہ باقی رہے اور وہ محتاج بھی اپنی محتاجی پر باقی رہے تو اس چیز کو زکوٰۃ

میں محسوب کر سکتا ہے۔

(۱۲۱) مسئلہ۔ ۱۹۷۱:۔ کوئی فقیر کسی شخص کے متعلق جانتا ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی ہے اور پھر اُس سے کوئی چیز زکوٰۃ کے طور پر لے اور وہ مال اُس سے ضایع ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔ پھر جب اُس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اور اگر وہ محتاج بھی اپنی محتاجی پر باقی ہو تو محتاج کو دی ہوئی چیز کا معاوضہ زکوٰۃ میں محسوب کر سکتا ہے۔

(۱۲۲) مسئلہ ۱۹۷۲:۔ جب کوئی فقیر کسی شخص کے متعلق یہ نہ جانتا ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی ہے اور اُس سے کوئی چیز زکوٰۃ کے طور پر لے اور وہ اُس سے ضایع ہو جائے تو پھر وہ محتاج اس کا ضامن نہ ہو گا اور نہ ہی اس چیز کا دینے والا اس کے عوض کو زکوٰۃ میں محسوب کرے گا۔

(۱۲۳) مسئلہ۔ ۱۹۷۳:۔ مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اُونٹ کی زکوٰۃ آبرو مند محتاجوں کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو غیروں پر، اور اہل علم و کمال کو بے علم و کمال پر اور دست سوال نہ پھیلانے والوں کو دست سوال پھیلانے والوں پر مقدم قرار دے لیکن کسی اور وجہ سے کسی دوسرے محتاج کو دینا بہتر ہو تو مستحب ہے کہ اُسی کو زکوٰۃ دے۔

(۱۲۴) مسئلہ۔ ۱۹۷۴:۔ بہتر ہے کہ زکوٰۃ کو علانیہ اور صدقہ مستحب کو چھپ کر مستحق کے حوالے کرے۔

(۱۲۵) مسئلہ۔ ۱۹۷۵:۔ اگر کوئی شخص کسی شہر میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے مگر کوئی مستحق موجود نہیں ہے اور زکوٰۃ کے دوسرے معینہ مصارف پر بھی صرف نہیں کر سکتا ہے اور یہ بھی اُمید نہ ہو کہ بعد میں کوئی مستحق مل سکے گا تو پھر زکوٰۃ کو دوسرے شہر میں لے جائے اور زکوٰۃ کے جو مصارف مقرر ہیں ان پر خرچ کرے لیکن دوسرے شہر تک زکوٰۃ لے جانے کے اخراجات خود اس شخص کے ذمے ہوں گے البتہ اگر زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ضامن نہیں ہو گا۔

(۱۲۶) مسئلہ ۔ ۱۹۷۶ :۔ اگر خود زکوٰۃ دینے والے کے شہر میں مستحق مل سکتا ہو اور وہ زکوٰۃ کسی دوسرے شہر میں لے جانا چاہے تو لے جا سکتا ہے لیکن دوسرے شہر تک زکوٰۃ لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے گا۔ اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو اس کا ضامن بھی ہوگا مگر یہ کہ حاکم شرع کی اجازت سے لے گیا ہو۔

(۱۲۷) مسئلہ ۔ ۱۹۷۷ :۔ زکوٰۃ میں دی جانے والی گندم، جو، کشمش اور کھجور کے ناپنے تولنے کی اجرت خود زکوٰۃ دینے والے کے ذمہ ہوگی۔

(۱۲۸) مسئلہ ۔ ۱۹۷۸ :۔ اگر کسی شخص کو ایک تولہ ۳/۵ ماشہ یا اس سے زیادہ چاندی زکوٰۃ کی دینی ہو تو وہ ایک محتاج کو ایک تولہ ۳/۵ ماشہ سے کم چاندی کی مقدار دے سکتا ہے۔ اور اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثل گندم اور جو کے دینا ہو اور اس کی قیمت ایک تولہ ۳/۵ ماشہ چاندی کے برابر پہونچ جائے تب بھی وہ شخص ایک محتاج کو اس سے کم مقدار میں دے سکتا ہے۔

(۱۲۹) مسئلہ ۔ ۱۹۷۹ :۔ مکروہ ہے کہ کوئی شخص مستحق سے خواہش کرے کہ جو زکوٰۃ اُسے ملی ہے وہ اس کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق خود جو چیز زکوٰۃ میں ملی ہے اُسے صحیح قیمت سے بیچنا چاہے تو زکوٰۃ کا دینے والا اس کے خریدنے میں دوسروں پر مقدم ہوگا۔

(۱۳۰) مسئلہ ۱۹۸۰ :۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو زکوٰۃ اُس پر واجب الادا تھی وہ ادا کی یا نہیں تو وہ اُس زکوٰۃ کو ادا کرے۔ اگرچہ اُس کا شک کئی سال پہلے کی زکوٰۃ کے متعلق کیوں نہ ہو۔

(۱۳۱) مسئلہ ۱۹۸۱ :۔ محتاج زکوٰۃ کی مقدار سے کم پر مصالحت نہیں کر سکتا اور نہ ہی (زکوٰۃ) میں کوئی چیز اس کی معمولی قیمت سے زیادہ گراں قبول کر سکتا ہے اور یہ بھی نہیں کر سکتا کہ زکوٰۃ کو مالک سے لے کر پھر اُسے بخش دے لیکن اگر کسی شخص کو بہت زیادہ زکوٰۃ دینی ہو اور وہ محتاج ہو گیا ہو اور وہ واجب الادا زکوٰۃ کو نہ دے سکتا ہو اور یہ امید بھی نہ ہو کہ وہ

صاحب حیثیت ہو جائے گا اور اگر وہ توبہ کرنی چاہے تو فقیر اُس سے زکوٰۃ لے کر اُس کو بخش سکتا ہے۔

(۱۳۲) مسئلہ ۱۹۸۲ :۔ کوئی بھی شخص زکوٰۃ سے قرآن یا دینی کتاب یا دعاؤں کی کتاب خرید کر وقف کر سکتا ہے اگرچہ اپنی اولاد پر وقف کرے یا ان لوگوں کے لئے وقف کرے جن کے اخراجات اُس پر واجب ہیں اور اس وقف کا متولی خود بھی بن سکتا ہے۔ اور اپنی اولاد کو بھی بنا سکتا ہے۔

(۱۳۳) مسئلہ ۔ ۱۹۸۳ :۔ کوئی بھی شخص زکوٰۃ سے کوئی جائداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں پر وقف نہیں کر سکتا جن کے اخراجات اس شخص پر واجب ہوں، کہ وہ اس وقف کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کریں۔

(۱۳۴) مسئلہ ۔ ۱۹۸۴ :۔ کوئی محتاج حج و زیارات پر جانے کے لئے یا اسی قسم کے دوسرے کاموں کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر اُس نے اپنے سال بھر کے اخراجات کی مقدار کے برابر زکوٰۃ لے لی ہو تو زیارات یا اسی طرح کے دوسرے کاموں کے لئے زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۳۵) مسئلہ ۔ ۱۹۸۵ :۔ اگر کوئی مالک کسی محتاج کو اپنا مال زکوٰۃ مستحقین میں دینے کے لئے وکیل کرے تو اگر اس محتاج کو گمان ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ خود محتاج اس زکوٰۃ سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں محتاج اس زکوٰۃ سے کچھ نہ لے گا۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ مالک کا ارادہ یہ نہیں تھا تو وہ بھی زکوٰۃ میں سے لے سکتا ہے۔

(۱۳۶) مسئلہ ۱۹۸۶ :۔ اگر کوئی محتاج زکوٰۃ میں اونٹ، گائے، بھیڑ، سونا اور چاندی حاصل کرے تو اگر وہ شرطیں جو زکوٰۃ کے واجب ہونے کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں ان میں جمع ہو جائیں تو محتاج بھی ان چیزوں کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(۱۳۷) مسئلہ ۱۹۸۷ :۔ اگر دو آدمی کسی ایسے مال میں کہ جسکی زکوٰۃ

واجب ہو چکی ہو شریک ہوں اور ان میں سے ایک شریک اپنے حصہ کی زکوٰۃ دیدے اور بعد میں دونوں مال کو تقسیم کر لیں تو جس شخص نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اس کے دوسرے شریک نے اپنے حصہ کی زکوٰۃ نہیں دی ہے تو پھر اس کے لئے اپنے حصہ کے مال پر تصرف کرنے میں بھی اشکال ہے۔

(۱۳۸) مسئلہ ۔ ۱۹۸۸ :۔ اگر کسی شخص پر خمس اور زکوٰۃ دونوں واجب الادا ہے اور کفارہ، نذر اور اسی قسم کی دوسری چیزیں بھی واجب ہیں اور وہ مقروض بھی ہے اور وہ ان سب کی ادائیگی کی قدرت بھی نہیں رکھتا ہے۔ تو جس مال پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکا ہے اگر بعینہٖ موجود ہے تو پہلے اس کا خمس اور زکوٰۃ ادا کرے اور اگر وہ مال موجود نہ رہا ہو تو اختیار ہے کہ چاہے تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرے۔ یا کفارہ، نذر، اور قرض وغیرہ ادا کرے۔

(۱۳۹) مسئلہ ۔ ۱۹۸۹ :۔ ایسا شخص کہ جس کے ذمہ خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہو اور نذر یا اسی قسم کی دوسری چیزیں بھی اس پر واجب ہوں اور قرض بھی رکھتا ہو اور اسی حال میں مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کی ادائیگی کے لئے کافی نہ ہو تو اس صورت میں وہ مال کہ جس کا خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر بعینہٖ موجود ہے تو پہلے خمس اور زکوٰۃ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اگر وہ مال کہ جس کا خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکا ہے باقی نہ رہا ہو تو پھر اس مرنے والے کے تمام مال کو خمس، زکوٰۃ، قرض، نذر اور اسی قسم کی دوسری چیزوں پر تقسیم کر دینا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ اس شخص پر ۴۰ روپیہ خمس واجب ہے۔ اور ۲۰ روپیہ کسی کا قرض ہے اور اس کا کل مال ۳۰ روپیہ ہے تو ۲۰ روپیہ خمس میں اور دس روپیہ قرض میں ادا کرنا چاہیئے۔

(۱۴۰) مسئلہ ۔ ۱۹۹۰ :۔ ایسا شخص کہ جو تحصیل علم میں مشغول ہو

اور اگر تحصیل علم نہ کرے تو وہ اپنی روزی کما سکتا ہے تو جو علم وہ حاصل کر رہا ہے اگر واجب یا مستحب ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا نہ واجب ہو اور نہ مستحب تو اس صورت میں اسے زکوٰۃ دینے میں اشکال ہے۔

فقہ جعفری کی رو سے دیگر جرموں کی سزا

کتاب القصاص

الدیات

اس حصہ میں بارہ فصلیں مختلف جرم اور اس کی سزا کے متعلق تحریر کی گئی ہیں۔ یہ دیات ہم کتاب ہدیۃ المومنین المعروف بہ کتاب "شریعت الرسولؐ"، از تالیف جناب مولوی سیّد فیض حسین صاحب ناشر پیر محمد ابراہیم ٹرسٹ سراج الدولہ روڈ بہادر آباد کراچی صفحہ ۳۱۳ سے ۳۴۱ تک حرف بحرف تحریر کر رہے ہیں۔ جس سے آپ کو فقہ جعفریہ کی رو سے مزید سزاؤں کا علم ہو جائیگا۔

پہلی فصل قتل کے بیان میں!

قتل کی کئی قسمیں ھیں۔ اول قتل عمد یعنی ایک فعل سے قتل کا ارادہ کیا جائے جیسے کوئی ایسے فعل سے جو قتل کے لئے موضوع ہے کسی آدمی کے قتل کا ارادہ کرے گو اس فعل سے بطور نادر قتل ہوتا ہو یا ارادے سے ایسا فعل

فعل کرے جس سے اکثر آدمی قتل ہوتے ہوں گو قتل کا ارادہ نہ ہو۔ دوسرے شبہ عمد
یعنی ایک فعل عمداً کرے (جس سے آدمی اکثر قتل نہیں ہوتا اور قصد میں خطا ہو
(یعنی قتل کا قصد نہ ہو اور کوئی قتل ہو جائے) جیسے کسی کو تادیب کیلئے
طمانچہ مارے اور وہ مرجائے، تیسرے قتل خطا یعنی فعل اور قصد
دونوں میں خطا واقع ہو جیسے کسی پرندہ پر تیر لگائے اور وہ کسی آدمی پر پڑے
(اور وہ قتل ہو) اسی طرح زخم کے اقسام ہیں۔ قتل عمد میں قصاص
ثابت ہے بشرطیکہ قاتل بالغ و عاقل ہو اور مقتول کی جان محترم ہو (یعنی
اس کا قتل کسی سبب سے واجب ہو۔) اور اسلام اور آزادی میں قاتل کے برابر
ہو خواہ قاتل اپنے ہاتھ سے قتل کرے مثل ذبح کرنے یا گلا گھونٹنے کے یا کوئی سامان
قتل کا کرے جیسے تیر لگائے یا پتھر مارے یا لاٹھی سے اس قدر مارے جس سے
اس کے برابر کا آدمی زندہ نہیں رہتا یا شیر کے روبرو ڈالدے اور شیر اس
کو پھاڑ ڈالے۔ اگر کسی کو زخمی کرے اور اس زخم کی سرایت سے وہ مرجائے
تو یہی حکم ہے۔ اطراف انسان (یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ) کا قصاص اور اس کا خون بہا
جان کے قصاص اور خون بہا میں داخل ہے۔ اگر کوئی کسی کو زخمی کرے پھر قتل
کرے پس اگر زخمی کرنے میں اور قتل میں فرق ہوا ہو تو قصاص بھی اسی
طرح ہوگا (یعنی قاتل کو پہلے زخمی کریں پھر قتل کریں) اگر فرق نہ ہو تو
فقط جان کا قصاص لیں اگر کوئی کسی کو کسی کے قتل پر مجبور کرے تو قاتل سے قصاص
لیں۔ اگر کوئی حکم کرے تو بھی یہی حال ہے اور حکم کرنے والے (یا مجبور کرنے
والے) کو دائم الحبس کریں۔ ہر چند آقا کے حکم سے غلام قتل کرے۔ اگر
کوئی کسی کو پکڑے رہے اور دوسرا اسے قتل کرے اور تیسرا اسے دیکھتا
رہے تو قاتل کو قتل کریں۔ اور پکڑنے والے کو دائم الحبس اور دیکھنے والے
کی آنکھیں نکال ڈالیں۔

دوسری فصل قصاص کی شروط کے بیان میں!

پہلی شرط حریت بشرطیکہ قاتل آزاد ہو یعنی غلام اور مکاتب اور ام ولد کے

اور مدبر کے عوض میں آزاد سے قصاص نہ ہوگا بلکہ خون بہا اس کی ایسی قیمت
کے برابر لیا جائے گا جو قیمت کہ روز قتل کی ہو مگر مرد آزاد کے خون بہا سے
تجاوز نہ کیا جائے گا (اسی طرح) کنیز کا خون بہا زن آزاد کے خون بہا
سے متجاوز نہ ہوگا (اسی طرح غلام ذمی کا خون بہا مرد آزاد ذمی کے خون بہا
سے اور کنیز ذمیہ کا خون بہا زن آزاد ذمیہ کے خون بہا سے زیادہ نہ لیا
جائے گا) مرد آزاد کو مرد آزاد کے عوض میں قتل کریں اور زن آزاد کے عوض
میں آدھا خون بہا مرد آزاد کو دیکر قتل کریں زن آزاد زن آزاد کے عوض
میں اور مرد آزاد کے عوض میں قتل کی جائے گی مگر قصاص کی حالت میں
عورت سے کچھ نہ لیا جائے گا۔ اسی طرح زخمی کرنے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ
کاٹنے کا حال ہے اور جب تک عورت کے اعضا کا خون بہا مرد کے خون بہا کی
تہائی کو نہ پہونچے تب تک دونوں کے اعضاء کا خون بہا مساوی ہے جب
اس کی تہائی کو پہونچے تو وہاں سے عورت کے اعضاء کا خون بہا مرد کے
اعضاء کے خون بہا سے نصف ہو جائے گا۔ اس صورت میں مرد سے عورت
کا قصاص لیں اور مرد کے خون بہا کی زیادتی مرد کو دی جائے مگر عورت سے
مرد کا فقط قصاص لیں اور کچھ نہ لیں۔ غلام کو غلام کے اور کنیز کے
عوض میں قتل کریں۔ اور کنیز کو کنیز اور غلام کے عوض میں۔ اگر غلام
کسی آزاد کو قتل کرے تو مقتول کے وارث کو اختیار ہے خواہ اسے قتل
کرے یا اپنا غلام بنالے۔ اور اس غلام کے آقا کو کچھ اختیار نہیں۔ اگر
غلام کسی آزاد کو زخمی کرے تو زخمی کو اختیار ہے کہ خواہ قصاص لے یا اسے
اپنا غلام بنالے بشرطیکہ اس زخم کا خون بہا غلام کی قیمت کے برابر
ہو اگر کم ہو تو بہ نسبت قیمت کے غلام ہوگا۔ (جیسے آدھا غلام یا پاؤ غلام)
یا غلام کو بیچ کر اپنے زخم کا خون بہا وصول کرے۔ (اس صورت میں) اسکے
آقا کو جائز ہے کہ زخم کا خون بہا اپنے پاس سے دے کر اپنے غلام کو چھڑالے
اگر غلام اپنے آقا کو قتل کرے تو مقتول کا وارث اسے قتل کر سکتا ہے

اگر غلام کسی غلام کو عمداً قتل کرے تو قصاص کیا جائے۔ اگر خطا سے قتل کرے تو قاتل کے آقا کو جائز ہے کہ اپنے غلام کی قیمت دے کر غلام کو چھڑا لے یا غلام کو سپرد کر دے اس صورت میں اس غلام کی قیمت مقتول کی قیمت سے زیادہ ہو تو زیادتی واپس لے سکتا ہے کم ہو تو واجب نہیں مکاتب مشروط اور مکاتب مطلق جب تک کہ کچھ ادا نہ کرے مثل غلام کے ہے اگر کچھ ادا کرے تو آزاد کے عوض میں قتل ہوگا مگر غلام کے عوض میں قتل نہ ہوگا بلکہ جس قدر آزاد ہوا ہے اتنے میں مزدوری کر کے خون بہا ادا کرے اور باقی میں فروخت کیا جائے یا مقتول کے آقا کا غلام بنایا جائے اگر خطا سے قتل کرے تو اس کے حصہ آزادی پر جتنا خون بہا واجب ہے وہ امام ادا کریں گے باقی میں آقا کو اختیار ہے کہ حصۂ غلامی کی قیمت دے کر اسے چھڑا لے یا سپرد کر دے۔ اگر ایک آزاد دو آزادوں کو قتل کرے تو وہ دونوں کے عوض میں قتل ہوگا۔ اگر ایک غلام دو آزادوں کو تعاقب سے (یعنی ایک کے بعد ایک کو) قتل کرے تو دونوں مقتولوں کا عوض اسمیں مشترک ہے بشرطیکہ اس کے بارے میں پہلے مقتول کے لئے حکم نہ ہو چکا ہو ورنہ دوسرے مقتول کے لئے ہوگا۔ (اس کا فائدہ اس وقت ہے کہ جب کسی مقتول کا وارث اسے غلام بنانا چاہے) دوسری شرط اسلام ہے بشرطیکہ قاتل مسلمان ہو یعنی مسلمان کافر کے عوض میں قتل نہ ہوگا گو وہ کافر ذمی ہو بلکہ اسے تعزیر دی جائے اور وہ ذمی کا خون بہا ادا کرے۔ ذمی کو مرد ذمی اور زن ذمیہ کے عوض میں اس کا بقیہ خون بہا اسے دیکر قتل کریں اور ذمیہ کو ذمیہ اور ذمی کے عوض میں قتل کریں اور اس سے کچھ نہ لیں۔ اگر ذمی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو وہ اور اس کا مال اولیائے مقتول کے سپرد کیا جائے خواہ وہ قتل کریں یا غلام بنا لیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کے چھوٹے بچے بھی مملوک بنائے جائیں اگر وہ قتل کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر مسلمان کا حکم جاری ہوگا اگر ذمی کسی مسلمان کو خطا سے قتل کرے تو اپنے مال سے خون بہا ادا کرے اگر مال نہ ہو تو اس کا عاقلہ امام ہے نہ اقربا۔ تیسری شرط یہ ہے کہ قاتل مقتول کا باپ نہ ہو

یعنی باپ فرزند کے عوض میں قتل نہ ہوگا بلکہ اس سے خون بہا لیں اور تعزیر دیں اور وہ کفارہ بھی ادا کرے اگر فرزند باپ کو قتل کرے تو وہ قصاص میں قتل ہوگا اگر ماں بچے کو قتل کرے تو وہ بھی قتل ہوگی چوتھی شرط عقل ہے یعنی دیوانہ یا بچہ کسی کو قتل کرے تو قصاص نہیں بلکہ ان کے عاقلہ سے خون بہا لیا جائے (عاقلہ کا ذکر آگے ہے) کیونکہ ان کا فعل عمدی بھی خطا ہے۔ اگر کوئی بالغ کسی بچہ کو قتل کرے تو قصاص ہوگا اور عاقل دیوانے کو قتل کرے تو اس سے خون بہا لیا جائے گا بشرطیکہ قاتل نے بقصد دفع نہ کیا ہو ورنہ دیوانے کا خون ہدر ہے (یعنی دیوانہ کسی پر حملہ کرے اور وہ دفع کے قصد سے بشرط ضرورت دیوانہ کو مار ڈالے تو کچھ جرم نہیں) اندھا مثل بینا کے ہے۔ علی الاقوی پانچویں شرط یہ ہے کہ مقتول معصوم الدم ہو (یعنی اس کا قتل کسی سبب سے واجب یا جائز نہ ہو) جیسے کوئی مرتد کو قتل کرے یا ایسے شخص کو جس کا قتل شرعاً مباح ہو تو کچھ جرم نہیں (بشرطیکہ ارتداد وغیرہ کا ثبوت بہم پہنچ جائے)۔

تیسری فصل اشتراک کے بیان میں!

جب چند آدمی ملکر ایک مرد مسلمان آزاد کو قتل کریں تو مقتول کے وارث کو جائز ہے کہ اس کے عوض میں اس کو قتل کرے بشرطیکہ ان سب کا خون بہا خون بہائے مقتول کے وضع کرنے کے بعد انھیں پہونچا دے (جیسے چار آدمیوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اس کا خون بہا ایک ہزار دینار ہے ہر ایک کے ذمے اڑھائی سو اور ہر ایک قاتل کا خون بہا بھی ایک ہزار دینار ہے پس ہر ایک کے خون بہا سے اڑھائی سو دینار وضع کر کے ساڑھے سات سو دینار ہر ایک کو دے کر قتل کریں۔ مقتول کے وارث کو یہ بھی جائز ہے کہ ان میں سے بعض کو قتل کرے اور بعض کو چھوڑ دے۔ اس صورت میں جو قاتل رہا ہو ان میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ جو اس کے ذمے مقتول کا خون بہا ہے وہ ان بعض

کو دے جو قتل ہوتے ہیں۔ پس ان بعض کا خون بہا جو قتل ہوتے ہیں حصۂ خون بہائے مقتول کے دفع کرنے کے بعد پورا ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ وارث مقتول بھرتی کر دے اور زیادہ ہو تو خود لے۔ (جیسے ایک عورت اور تین مردوں نے ملکر ایک مرد کو قتل کیا مقتول کا وارث قصاص میں فقط عورت کو قتل کرنا چاہتا ہے اس صورت میں خون بہا کی بچت ہو گی) قطع اطراف (یعنی دست و پا وغیرہ) کے قصاص کا بھی یہی حکم ہے اگر دو عورتیں ایک مرد کو قتل کریں تو دونوں قصاص میں قتل ہوں گی اور انھیں کچھ دینے کی ضرورت نہیں اگر دو سے زیادہ عورتیں ایک مرد کو قتل کریں تو ان سب کو ان کا بقیہ خون بہا دیکر قتل کر سکتے ہیں، وارث مقتول کو جائز ہے کہ بعض کو قتل کرے اور بعض اپنے حصہ کا خون بہا دیں اگر ایک مرد اور ایک عورت ملکر ایک مرد کو قتل کریں تو وارث مقتول دونوں کو قتل کر سکتا ہے مگر مرد کو اس کا بقیہ خون بہا پہلے پہونچائے اگر فقط مرد کو قتل کرے تو عورت اپنے حصہ کا خون بہا اس مرد کو جو قتل ہوتا ہے دے اگر فقط عورت کو قتل کرے تو مرد سے آدھا خون بہا خود لے۔ اگر ایک غلام اور آزاد مل کر ایک مرد آزاد کو قتل کریں تو وارث مقتول دونوں کو قتل کر سکتا ہے۔ مگر آزاد کو آدھا خون بہا پہلے دے۔ اگر فقط آزاد کو قتل کرے تو غلام کا آقا آدھا خون بہا آزاد کو دے۔ یا غلام کو اسے سپرد کرے اگر غلام کی قیمت نصف خون سے زیادہ ہو تو زیادتی واپس لے۔ اگر فقط غلام کو قتل کرے اور اس کی قیمت نصف خون بہا سے زیادہ ہو تو زیادتی واپس لے۔ اگر فقط غلام کو قتل کرے اور اس کی قیمت نصف خون بہا سے زیادہ ہو تو وہ آزاد جو قتل سے بچ گیا ہے وہ زیادتی اس آقا کو دے اگر زیادتی آدھے خون بہا کے برابر ہے تو بہتر ورنہ اس کی بھرتی مقتول کے اولیاء کو دے، اگر ایک غلام اور ایک عورت مل کر ایک مرد آزاد کو قتل کریں تو ولی مقتول دونوں کو قصاص میں قتل کر سکتا ہے۔ اگر غلام کی قیمت اس کے ذمے کے خون بہا سے زیادہ

ہے تو زیادتی غلام کے آقا کو پہونچائے اور جائز ہے کہ عورت کو قتل کرے اور غلام کو اپنا غلام بنائے بشرطیکہ اس کی قیمت اس کے ذمہ کے خون بہا کے برابر یا کم ہو اگر زیادہ ہو تو زیادتی اس کے آقا کو پہونچائے اگر فقط غلام کو قتل کرے اور اس کی قیمت نصف خون بہا کے برابر یا کم ہو تو ولی مقتول عورت کے ذمہ کا نصف خون بہا عورت سے لے اگر قیمت نصف خون بہا سے زیادہ ہو تو عورت غلام کے آقا کو وہ زیادتی دے پس اگر زیادتی بھی نصف خون بہا کے برابر ہو تو خیر ورنہ جو بچ رہے وہ مقتول کے ورثہ کو دے۔

چوتھی فصل

اُن امور کے بیان میں جن سے قتل ثابت ہوتا ہے

وہ تین امر ہیں۔ پہلا امر اقرار ہے اگر بالغ و عاقل ایک مرتبہ کسی کو قتل کرنے کا اقرار کرے تو کافی ہے اگر ایک شخص اقرار کرے کہ میں نے عمداً قتل کیا ہے دوسرا کہے کہ میں نے قتل کیا ہے پھر پہلا شخص اپنے اقرار سے پلٹ جائے تو دونوں سے قصاص ساقط ہے اور مقتول کا خون بہا (اس صورت میں) بیت المال سے دیا جائیگا اگر ایک شخص قتل عمد کا اقرار کرے دوسرا کہے کہ میں نے خطا سے قتل کیا ہے تو ولی مقتول کو اختیار ہے کہ جسکی چاہے تصدیق کرے، مگر جب ایک کی تصدیق کرے گا تو دوسرے پر کچھ دعویٰ نہ چلے گا۔ دوسرا امر بیّنہ ہے یعنی دو مرد عادل (کی گواہی) اور ایک مرد اور دو عورتوں سے یا ایک مرد اور ایک قسم سے وہ جرم ثابت ہوگا جسمیں خون بہا واجب ہے جیسے قتل خطا یا ایسا زخم جس سے ہڈی کٹے۔ تیسرا امر قسامہ وہ لوث سے قائم ہوتا ہے یعنی ایسی نشانیاں پائی جائیں جن سے مدعی کی سچائی پر گمان غالب ہو۔ جیسے ایک گواہ ایسی صورت میں مدعی اپنے دعوے کا ثبوت اس طرح کرے کہ وہ اور اس کی قوم کے لوگ پچاس قسمیں کھائیں (اگر پچاس آدمی قوم میں نہ ہوں تو جسقدر

ہوں مگر قسمیں کھائیں تا پچاس قسمیں پوری ہوں) اگر بالکل قوم نہ ہو تو خود مدعی پچاس قسمیں کھائے۔ اگر مدعی قسمیں نہ کھائے تو ملزم (اپنی برائت میں) اور اسکی قوم پچاس قسمیں کھائے اگر قوم نہ ہو تو خود ملزم پچاس قسمیں کھائے اگر قسم سے انکار کرے تو قتل ثابت ہوگا۔ جن اعضاء کا پورا خون بہا واجب ہے ان کا حکم بھی مثل جان کے ہے۔ اگر خون بہا کم ہو تو اسکے حساب سے قسمیں بھی کم ہوں گی۔ اگر ایک فاسق یا بچے اور کافر گواہی دیں تو لوث ثابت نہ ہوگا۔ اگر فاسقوں یا عورتوں کی ایک جماعت گواہی دے بشرطیکہ سازش کا مظنہ نہ ہو تو لوث ثابت ہے۔ اگر بہت سے کافر یا بچے گواہی دیں تو لوث ثابت نہیں مگر جس وقت کی خبر حد تواتر کو پہنچے (تو اس خبر کا یقین ہو جائے گا) اگر مقتول کی لاش ایک قوم کے گھر میں یا ان کے محلے میں یا ان کے گاؤں میں ملے تو ان پر لوث ثابت ہے اگر دو گاؤں کے بیچ میں لاش ملے تو جس سے نزدیک ہو اس گاؤں والوں پر لوث ہے اگر دونوں سے برابر ہو تو دونوں گاؤں والے لوث میں برابر ہیں اگر کسی کی لاش صحرائے وسیع میں ملے اور اس کا حال معلوم نہ ہو یا کسی لشکر یا بازار میں ملے تو بیت المال سے خون بہا دیا جائے گا۔ اور جب لوث نہ ہو تو یہ دعویٰ بھی مثل اور دعاوی کے ہوگا۔

پانچویں فصل!

کیفیت قصاص کے بیان میں

قتل عمد میں قصاص واجب ہے اور خون بہا بغیر صلح ثابت نہیں ہوتا۔ اسی طرح زخموں کا حکم ہے بغیر شمشیر یا مثل شمشیر کے اور کسی طرح قصاص جائز نہیں اور فقط گردن مارنا چاہیئے اگر عضو کے قصاص میں سرایت

ہو تو قصاص کرنے والا ضامن نہیں بشرطیکہ تعدی نہ کی ہو اگر قصاص لینے کے کئی آدمی مستحق ہوں تو سب کے جمع ہوئے تک قصاص موقوف رہے گا اگر ورثہ خون بہا طلب کریں اور قاتل ادا کرے تو دوسرے ورثہ کو جائز ہے کہ جو خون بہا اپنے حصہ کا بعض ورثہ نے لیا ہے اپنے پاس سے قاتل کو پھیر دیں اور قصاص لیں اگر بعض ورثہ معاف کر دیں تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر قاتل قصاص سے پہلے مر جائے تو اس کے ترکہ سے خون بہا لیا جائے۔ اگر کسی مقتول کا ہاتھ پہلے قصاص میں کٹ چکا ہو یا اس کا ہاتھ کاٹ کر کوئی خون بہا دے چکا ہو تو ایسے مقتول کے وارث کو جائز ہے کہ قاتل سے قصاص لے مگر پہلے ہاتھ کا خون بہا قاتل کو پہنچائے اگر مقتول کا ہاتھ (قتل سے پہلے) بغیر قصاص کے کاٹا گیا ہو یا اس کی دیت نہ ملی ہو تو قاتل کو بھی کچھ نہ ملے گا۔ اعضا کا قصاص بھی اس شخص کے لئے ثابت ہوگا جس کے لئے جان کا قصاص ثابت ہے عورت سے مرد کا فقط قصاص لیں اور کچھ نہ لیں اور عورت کا قصاص جب مرد سے لیں تو نصف خون بہا مرد کے عضو کا مرد کو دیں (ثلث سے زیادہ میں (جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔) عضو کے قصاص میں صحت عضو کا اعتبار ہوگا یعنی عضو صحیح سوکھے ہوئے عضو کے عوض میں نہ کاٹا جائے گا ہاں خشک عضو کو صحیح عضو کے عوض میں کاٹیں گے بشرطیکہ عضو خشک کاٹنے کے قابل ہو۔ زخم کے قصاص میں طول و عرض برابر ہونا چاہیئے نہ عمق بلکہ عمق میں مسمی کافی ہے۔ مثل موضحہ کے (موضحہ ایسے زخم کو کہتے ہیں جو ہڈی ظاہر کر دے) ایسے زخم میں قصاص ثابت ہے جسمیں (بسبب عدم خوف ہلاکت کے) تغریر نہ ہو اور جس زخم میں تغریر ہے اسمیں قصاص نہیں جیسے مامومہ اور جائفہ اور شکست استخوان (مامومہ وہ زخم ہے کہ جو ایسے مقام پر واقع ہو جہاں دماغ کی تھیلی ہے۔ اسے ام الراس کہتے ہیں اور جائفہ وہ زخم ہے جو جوف میں پہنچے) کافر ذمی کے عضو کا قصاص مسلمان سے نہ ہوگا۔ اور نہ غلام کے عضو کا آزاد سے وہ ناک جو قوت شا

رکھتی ہے اس ناک کے عوض میں جو نہیں سونگھ سکتی کاٹی جائیگی اسی طرح سُننے
والا کان بہرے کان کے عوض میں کاٹا جائیگا۔ مرد کا ذکر نامرد کے ذکر کے
عوض میں نہ کاٹا جائیگا۔ کانے کی جو آنکھ اچھی ہے اچھی آنکھ کے عوض میں نکالی
جائیگی ہرچند وہ اندھا ہو جائے۔ اگر کوئی بچے کا دانت اکھیڑ دے تو ایک
برس تک انتظار کریں اگر دوسرا دانت (اسکی جگہ پر) نکل آئے تو مجرم سے
ایک دانت کا خون بہا لیا جائے ورنہ قصاص میں اس کا دانت بھی اکھیڑ
دیا جائے جو مجرم حرم میں پناہ لے جائے اس کے کھانے پینے میں تنگی کریں
تا حرم سے باہر آئے اور اس سے قصاص لیں اگر کوئی حرم میں کسی کو زخمی
یا قتل کرے تو وہیں قصاص ہوگا اگر کوئی پہلے کسی کا ہاتھ کاٹ ڈالے پھر
کسی کی انگلیاں کاٹ ڈالے تو شخص اول کی طرف سے قصاص لیں اور دوسرا
اپنی انگلیوں کا خون بہا لے اگر پہلے کسی کی انگلیاں کاٹے اور پھر کسی کا ہاتھ
تو پہلے کے قصاص میں انگلیاں کاٹی جائیں پھر دوسرا شخص قصاص بھی لے
اور انگلیوں کا خون بہا بھی لے۔

چھٹی فصل!

(جان کے خون بہا کے بیان میں!)

قتل عمد میں مرد آزاد مسلمان کا خون بہا ایک سو اونٹ ہیں جو پنج سالہ
ہوں یا دو سو منڈ گائیں (یعنی ہر گائے اتنی بڑی ہو جیسے عرف میں گائے
کہیں) یا دو سو لباس جنہیں برد یمانی کے چار سو کپڑے ہوں یا ایک ہزار بکرے
یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم۔ ایک برس کے اندر قاتل کے مال سے یہ
خون بہا لیا جائیگا۔ (قتل عمد میں) بے رضامندی طرفین خون بہا ثابت نہیں
ہوتا۔ شبہ عمد کے خون بہا میں اونٹ دینا چاہیئے تو (وہ بھی سو ہیں مگر

فرق اتنا ہے کہ) ان میں تینتیس اونٹنیاں دو برس کامل کی ہوں اور تینتیس
اونٹنیاں پوری تین برس کی اور چونتیس اونٹنیاں پانچ برس کی حاملہ ہونی
چاہئیں (شبہ عمد میں) باقی اقسام خون بہا مثل عمد کے ہیں۔ یہ دو برس
کے اندر قاتل کے مال سے وصول کیا جائیگا۔ قتل خطا کے خون بہا میں
اونٹ دینا چاہیئے تو بیس اونٹنیاں یک سالہ اور بیس اونٹ دو برس
کے اور تیس اونٹنیاں دو برس کی اور تیس اونٹنیاں کامل تین برس
کی چاہئیں۔ باقی قسمیں خون بہا کی وہی ہیں جو ذکر ہوئیں۔ قتل خطا
میں عاقلہ کے مال سے (جس کا ذکر آئندہ ہے۔) تین برس میں خون بہا
وصول کیا جائے۔ عورت کا خون بہا مرد کے خون بہا کا آدھا ہے۔ مرد ذمی
کا خون بہا آٹھ سو درہم ہیں اور زن ذمیہ کا چار سو درہم غلام کا خون بہا
اس کی قیمت ہے بشرطیکہ مرد آزاد کے خون بہا سے زیادہ نہ ہو ورنہ
زیادتی ساقط ہوگی۔ اور کنیز کا خون بہا اس کی قیمت ہے بشرطیکہ
زن آزاد کے خون بہا سے زیادہ نہ ہو اگر زیادہ ہو تو زن آزاد کے خون بہا
سے زیادہ نہ ہو اگر زیادہ ہو تو وہ زن آزاد کے خون بہا کے برابر لیا
جائیگا۔ اعضائے مملوک کا خون بہا اس کی قیمت کی نسبت سے ہے
پس آزاد کے جس عضو میں پورا خون بہا ہے غلام کے اس عضو میں پوری قیمت ہے
مگر (اس صورت میں) مالک زخمی غلام کو زخمی کرنے والے کے سپرد کئے بغیر
یہ خون بہا طلب نہیں کر سکتا آزاد کے جس عضو میں خون بہا کم ہے اس کے حساب
سے غلام کے عضو کے لئے غلام کی قیمت میں سے کم ہوگا۔ جس عضو میں
خون بہا مقرر نہیں اسمیں ارش (یعنی جرمانہ حسب رائے حاکم شرع)
ثابت ہوگا۔ غلام کسی کو زخمی کرے تو اس کا خون بہا اسی سے متعلق ہے
(یعنی زخمی اسے اپنا غلام بنائے گا۔) آقا پر اس کا خون بہا نہیں
ہاں آقا کو جائز ہے کہ زخم کا خون بہا خود دے کر اپنا غلام چھڑا لے۔

ساتویں فصل

اُن اُمور کے بیان میں جن سے آدمی خون بہا کا ضامن ہوتا ہے

وہ دو امر ہیں اوّل مباشرت یعنی خود ایک کام کرے جس سے بغیر قصد کوئی تلف ہو جیسے طبیب علاج کرے اور اس علاج کے سبب سے کوئی مر جائے یا کوئی سونے میں کروٹ بدلے اور کوئی شخص اس کے نیچے دب کے مر جائے یا کوئی چیز اپنے سر پر اٹھائے اور وہ کسی پر گرے اور وہ مر جائے یا وہ چیز تلف ہو لیں اس کا اُٹھانے والا ضامن ہے اگر کوئی دوسرا گرائے تو گرانے والا ضامن ہے اگر تین آدمی ایک دیوار گرائیں اور وہ تینوں میں سے کسی پر گرے اور وہ مر جائے تو باقی دو پر دو ثلث خون بہا واجب ہے۔ اگر کسی کو اپنے گھر سے رات کو نکال دے تو اس کا ضامن ہے ہاں اگر اس کا اپنی موت سے مرنا یا کسی آدمی کا اس کو قتل کرنا گواہوں سے ثابت کر دے تو یہ شخص بری ہو جائے گا۔

دوسرا امر سبب ہے۔ جیسے کوئی غیر کی ملک میں کنواں کھود دے اور اس میں گر کے مر جائے۔ یا پتھر نصب کرے یا کوئی شئے پھنسانے والی رستے میں ڈال دے (اور ان چیزوں سے کوئی مر جائے) تو وہ شخص ضامن ہے اگر یہ کام اپنی ملک میں کرے تو ضامن نہیں اگر کوئی کسی قوم کے گھر میں اجازت سے جائے اور انکا کتا اسے پھاڑ ڈالے تو وہ قوم اس کے زخم کے خون بہا کی ضامن ہے اگر بے اجازت جائے تو ضامن نہیں۔ اگر کوئی کسی جانور پر سوار ہو کر چلائے اور وہ جانور کسی کو ہاتھوں سے زخمی کرے تو سوار ضامن ہے۔ اسی طرح جانور کے کھینچنے والے کا حکم ہے اگر کسی جانور کو کھڑا کرے اور وہ جانور کسی کو اپنے ہاتھ پاؤں سے زخمی کرے تو کھڑا کرنے والا ضامن ہے اگر کوئی دوسرا شخص اس جانور کو مارے اور وہ جانور ہاتھ پاؤں سے کسی کو زخمی کرے تو

مارنے والا ضامن ہے، اگر دو شخص سوار ہوں تو دونوں ضامن ہیں اگر اس جانور کا مالک ساتھ ہو تو مالک ضامن ہے نہ سوار۔ اگر سوار کو جانور گرا دے تو مالک ضامن ہے بشرطیکہ مالک نے اس جانور کو بھگایا ہو ورنہ ضامن نہیں اگر مباشر اور سبب جمع ہوں تو مباشر ضامن ہے۔

آٹھویں فصل

خون بہائے اعضاء کے بیان میں

سر کے بالوں یا ڈاڑھی کے بالوں کے لئے پورا خون بہا ہے بشرطیکہ پھر بال نہ اُگیں اگر اُگیں تو ارش لازم ہے عورت کے سر کے بالوں میں عورت کا پورا خون بہا واجب ہے (بشرطیکہ پھر بال نہ اُگیں) اگر اُگیں تو مہر کے برابر دیت واجب ہے دونوں ابروؤں کا خون بہا پانچ سو دینار ہیں ایک ابرو میں اس کا آدھا۔ پلک کے بالوں میں ارش ہے اسی طرح باقی تمام بالوں کا حکم ہے۔ ہر ایک آنکھ کے لئے آدمی کا آدھا خون بہا لازم ہے اور ہر پلک میں ربع کانے کی اچھی آنکھ کے لئے پورا خون بہا ہے بشرطیکہ پیدائش سے کانا ہو یا پیدائش کے بعد خدا کی طرف سے آنکھ گئی ہو۔ کانے کی وہ آنکھ جو ضایع ہے کوئی نکال ڈالے تو ثلث خون بہا دے۔ ناک کے لئے پورا خون بہا لازم ہے اسی طرح ناک کی نوک کے لئے اس طرح اگر ناک توڑے اور وہ بگڑ جائے۔ ہاں اگر پھر درست ہو اور کچھ عیب نہ ہو تو سو دینار واجب ہے۔ اگر کسی کی ناک کو شل کر دے تو دو ثلث خون بہا دے ناک کے دونوں سوراخوں میں جو پردہ ہے اسے کاٹے تو آدھا خون بہا دے (اسی طرح) ناک کے ہر پردہ کے کاٹنے میں آدھا خون بہا واجب ہے، ہر کان کے لئے آدھا خون بہا آدمی کا لازم ہے۔ کان کے ہر جزو کے واسطے کان کا خون بہا تقسیم کر کے اس کے حساب سے

دے۔ کان کی لو کے لئے کان کے خون بہا کی تہائی لازم ہے لو کے چیرنے کا بھی یہی
حکم ہے ہر لب کے لئے (آدمی کا) آدھا خون بہا لازم ہے اور بعض لب میں
اس کے حساب سے دینا چاہیئے اگر اوپر کی طرف لب اٹھ جائے تو شیخ ابوجعفر
طوسی علیہ الرحمتہ نے کہا ہے کہ ایک لب کا خون بہا لازم ہے اگر دونوں لب
ڈھیلے ہو جائیں تو (آدمی کے) خون بہا کی دو تہائیاں لازم ہیں زبان صحیح اور
زبان طفل کے لئے پورا خون بہا واجب ہے اگر زبان کا کوئی جز کاٹ ڈالے تو اس کا
اعتبار حروف معجمہ پر ہے۔ وہ اٹھائیس حروف ہیں پس کل خون بہا اٹھائیس
حرفوں پر تقسیم کیا جائے اور جتنے حروف نہ بولے جائیں اتنا خون بہا لیا
جائے۔ گونگے کی زبان کے لئے ثلث خون بہا لازم ہے اور اس کے جز کے لئے
مساحت کے حساب سے خون بہا لیا جائے۔ اگر (زخمی) دعویٰ کرے کہ
زخم کے سبب سے گویائی جاتی رہی ہے تو قسامہ سے اس کے دعویٰ کی تصدیق
ہوگی (قسامہ کا بیان گزر چکا ہے) کل دانتوں کے لئے (آدمی کا) پورا خون بہا
لازم ہے وہ اٹھائیس ہیں۔ (یہ تعداد بنا بر مشہور ہے ورنہ اکثر بتیس
دانت ہوتے ہیں) ان میں سے بارہ آگے کے دانت ہیں جن میں سے ہر ایک
دانت کے لئے پچاس دینار واجب ہیں اور موخرہ (یعنی پیچھے کے) سولہ دانت
ہیں ہر ایک کے لئے پچیس ۲۵ دینار لازم ہیں (بشرطیکہ مرد کے دانت ہوں۔)
اگر کوئی علیحدہ دانت نکلا ہو تو اصل دانت کا ثلث خون بہا واجب ہے۔ اگر
وہ اصل دانت سے ملا ہوا ہو تو خاص اس کے لئے کچھ نہیں اگر کسی کا دانت
کسی کی ضرب سے سیاہ ہو جائے یا پھٹ جائے اور نہ گرے تو ایک دانت کی
دو ثلث دیت لازم ہے اگر بچے کا دانت جو سخت نہ ہوا ہو کوئی توڑ ڈالے اور
وہ پھر نکل آئے تو ارش لازم ہے ورنہ ایک سخت دانت کا خون بہا لیا جائے
اگر کسی کی گردن توڑے اور وہ کج گردن ہو جائے تو پورا خون بہا دے۔ اگر
کسی کی گردن پر ایسا زخم لگائے جس سے وہ کوئی چیز نگل نہ سکے جب بھی
یہی حکم ہے اگر گردن پھر اچھی ہو جائے تو ارش لازم ہے اگر کسی کی ڈاڑھی کے دونوں

طرف کے مقام توڑ ڈالے تو ایک پورا خون بہا واجب ہے۔ بشرطیکہ وہ مقام دانتوں
سے خالی ہو جیسے طفل یا وہ شخص جس کے منہ میں دانت نہ ہوں اگر دانتوں سمیت
توڑے تو دو خون بہا دے ہر ہاتھ کے لئے (آدمی کا) آدھا خون بہا لازم ہے۔
اس کی حد پہونچے تک ہے ہاتھ کے شل کرنے میں ہاتھ کے خون بہا کے دو
ثلث واجب ہیں اور خشک ہاتھ قطع کرنے میں اچھے ہاتھ کا ثلث خون بہا
لازم ہے اسی طرح دست زائد کے لئے دونوں ہاتھوں کی ہر انگلی کے
واسطے (آدمی کے) خون بہا کا دسواں حصہ واجب ہے ہر انگلی کا خون بہا
تین پوروں پر تقسیم ہوگا اور انگوٹھے کا دو پوروں پر۔ زائد انگلی کے لئے اچھی انگلی کا
ثلث خون بہا لازم ہے اسی طرح انگشت شل کا حکم ہے۔ اگر کوئی اچھی انگلی
کو شل کر دے تو انگلی کے خون بہا کے دو ثلث دے۔ ناخن اکھیڑنے میں
دس دینار واجب ہیں۔ بشرطیکہ پھر وہ ناخن نہ آئے یا سیاہ ناخن آئے
اگر سفید ناخن آئے تو پانچ دینار واجب ہیں۔ پیٹھ کے توڑنے میں پورا
خون بہا لازم ہے اگر کسی کی پیٹھ پر کوئی صدمہ پہونچائے جس سے وہ کبڑا ہو جائے
یا بیٹھ نہ سکے جب بھی یہی حکم ہے۔ اگر پیٹھ درست ہو جائے تو ثلث
خون بہا دے اگر پیٹھ کے توڑنے سے چلنا اور جماع کرنا موقوف ہو جائے
تو دو خون بہا لازم ہے اگر کوئی پیٹھ کے مہرے کا مغز جسے حرام مغز کہتے
ہیں کاٹ ڈالے تو ایک پورا خون بہا دے۔ عورت کے ہر پستان کے واسطے
عورت کا آدھا خون بہا لازم ہے۔ اسی طرح ہر پستان کا حکم ہے (اگر کسی
زخم یا صدمہ سے) دودھ بند ہو جائے یا دودھ کا نکلنا متعذر ہو تو ارش
لازم ہے مرد کے ہر پستان کے لئے شیخ ابوجعفر طوسی کے نزدیک آدھا خون
بہا لازم ہے اور ابن بابویہ کے نزدیک خون بہا کا آٹھواں حصہ عضو تناسل
کے لئے پورا خون بہا لازم ہے اسی طرح حشفہ کا حکم ہے نامرد کے عضو تناسل
کے واسطے ثلث خون بہا واجب ہے دونوں خصیوں کے لئے پورا خون بہا واجب ہے
اور ایک کے لئے آدھا۔ اگر کوئی کسی کو صدمہ پہونچائے جس سے فتق ہو جائے

تو چار سو دینار دے اگر وہ آدمی پاؤں کھلے رکھے اور چل نہ سکے تو آٹھ سو دینار واجب ہیں فرج کے دونوں کناروں میں سے ہر ایک کے لئے عورت کا آدھا خون بہا لازم ہے سوراخ بول وحیض کو ایک کر دے تو (عورت کا) پورا خون بہا دے اگر شوہر اپنی زوجۂ بالغہ سے مقاربت کرے جس سے سوراخ بول وحیض ایک ہو جائے تو خون بہا ساقط ہے۔ اگر زوجۂ نابالغہ سے ہو تو مہر کے ساتھ خون بہا بھی واجب ہے۔ اور نفقہ بھی یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک مر جائے۔ اگر غیر شخص جبراً مقاربت کرے (اور دونوں سوراخ ایک ہو جائیں۔) تو علاوہ سزائے زنا بالجبر کے) مہر اور پورا خون بہا لازم ہے۔ اگر عورت راضی ہو تو فقط خون بہا دے جس عورت سے جبراً زنا کیا ہے باکرہ ہو تو ارش بکارت بھی لازم ہے ہر سرین کے واسطے آدھا خون بہا واجب ہے اور ہر پاؤں کے لئے آدھا، پنڈلی اور قدم کا جوڑ پاؤں کی حد ہے۔ پاؤں کی انگلیاں مثل ہاتھوں کی انگلیوں کے ہیں، ہر پنڈلی اور ہر ران کے لئے آدھا خون بہا لازم ہے پسلی کی ہر ہڈی توڑنے میں پچیس دینار واجب ہیں بشرطیکہ وہ قلب سے ملی ہوں اگر بازوؤں کے نزدیک ہوں تو ہر استخوان کے لئے دس دینار، ریڑھ کی ہڈی توڑ دے تو پورا خون بہا دے بشرطیکہ پاخانہ نہ رک سکے اس مقام کے توڑنے کا یہی حکم ہے جو ذکر اور خصیوں کے بیچ میں ہے بشرطیکہ پاخانہ اور پیشاب نہ رک سکے اگر پسلی کی ہڈی توڑے پھر وہ بغیر عیب کے درست ہو جائے تو چالیس دینار دے اگر کسی کے پیٹ پر اس قدر لاتیں مارے کہ حدث صادر ہو تو اس کے پیٹ پر بھی لاتیں ماریں یا ثلث خون بہا کے برابر فدیہ لیا جائے۔ اگر کوئی کسی عورت کا بجبر انگلی دفع کرے یہاں تک کہ مثانہ پھٹ جائے اور پیشاب نہ رک سکے تو اس پر ایک خون بہا اور مہر مثل واجب ہے ہر عضو کی ہڈی توڑنے میں اس عضو کے خون بہا کا پانچواں حصہ لازم ہے۔ اگر بغیر عیب کے درست ہو جائے تو ہڈی توڑنے کا جو خون بہا ہے اس کے پانچ حصے کر کے چار حصے دے ہڈی کے

زخم میں ہڈی توڑنے کا جو خون بہا ہے اس کا ربع واجب ہے اور ہڈی کے کچلنے میں اس عضو کے خون بہا کی تہائی واجب ہے اگر وہ پھر بغیر عیب کے درست ہو جائے تو اس تہائی کے پانچ حصوں میں سے چار حصے دے اگر کسی کی ہڈی عضو سے اس طرح جدا کر دے کہ وہ عضو بیکار ہو جائے تو اس عضو کے خون بہا کی دو تہائیاں ادا کرے پھر وہ عضو بغیر عیب کے اچھا ہو جائے تو اس میں سے پانچ حصے کر کے چار حصے پہونچائے۔

نویں فصل

منفعتوں کے خون بہا کے بیان میں

اگر کسی کی عقل بالکل زائل کر دے تو ایک پورا خون بہا دے اگر عقل کم ہو تو ارش لازم ہے اگر پھر وہ عقل عود کرے تو خون بہا واپس نہ ہوگا۔ سماعت کے بالکل زائل کرنے میں پورا خون بہا واجب ہے اور ایک کان کی سماعت کے لئے آدھا اگر ایک کان کی سماعت کم کر دے تو دوسرے کا پھر قیاس کیا جائے اور دو کانوں کی سماعت میں جس قدر دور اور نزدیک کا تفاوت ہے اس کے حساب سے خون بہا لیا جائے اگر دونوں کانوں کی سماعت کم کر دے تو اس کے ہم سن پر قیاس کریں، ہر آنکھ کی بینائی زائل کرنے میں آدھا خون بہا واجب ہے اور ایک آنکھ کی بینائی کم کرنے میں اس کے حساب کے موافق واجب ہے۔ اسی طرح دونوں آنکھوں کی بینائی کم کرنے کا حکم ہے اور اس صورت میں اس کے ہم سن پر قیاس کیا جائے گا۔ قوت شامہ زائل کرنے میں پورا خون بہا واجب ہے۔ اگر ناک کاٹ ڈالے اور اس سے قوت شامہ جاتی رہے تو دو خون بہا واجب ہیں۔ قوت شامہ کم کرنے میں جس قدر حاکم شرع مناسب جانے ارش دینا ہوگا، مزہ زائل کرنے میں ایک خون بہا

لازم ہے اور اس کے کم کرنے میں ارش اگر کسی کو ایسا صدمہ پہونچائے کہ جماع کے وقت انزال نہ ہو سکے تو ایک خون بہا واجب ہے۔ اگر سلسلۃ البول کی بیماری ہو جائے تو پورا خون بہا لازم ہے۔ آواز بند کر دینے میں ایک خون بہا واجب ہے۔

دسویں فصل

زخموں کے خون بہا کا بیان

شجاج یعنی جو زخم سر سے مخصوص ہیں وہ آٹھ ہیں۔ اول خارصہ یعنی وہ زخم جس سے پوست پھٹ جائے اس کے لئے ایک اونٹ واجب ہے دوسرا دامیہ یعنی وہ زخم جو تھوڑا سا گوشت میں در آئے اس کے لئے دو اونٹ لازم ہیں تیسرا متلاحمہ یعنی جو زخم کہ گوشت میں بہت در آئے اس کے لئے تین اونٹ واجب ہیں چوتھا سمحاق۔ یعنی وہ زخم جو ہڈی کے پردے تک پہونچے اس کے واسطے چار اونٹ لازم ہیں۔ پانچواں موضحہ یعنی وہ زخم جس سے ہڈی کی سفیدی نظر آئے اس کے لئے پانچ اونٹ لازم ہیں۔ چھٹا ہاشمہ یعنی وہ زخم جو ہڈی توڑ دے اس کے واسطے دس اونٹ واجب ہیں ساتواں منقلہ یعنی وہ زخم جس سے ہڈی اکھیڑنے کی ضرورت ہو اس کے لئے پندرہ اونٹ لازم ہیں۔ آٹھواں ماموہ یعنی ایسے مقام تک زخم واقع ہو جہاں دماغ کی تھیلی ہے اس کے لئے (آدمی کا) ثلث خون بہا واجب ہے اسی طرح جائفہ کا حکم ہے یعنی جو زخم کہ جوف تک پہونچے۔ جو زخم کہ ناک میں دھنس جائے اس کے واسطے ثلث خون بہا لازم ہے۔ پھر درست ہو جائے تو خمس خون بہا دے۔ اگر ناک کے کسی پردہ پر زخم لگائے کہ دونوں سوراخوں کے بیچ میں جو پردہ ہے وہاں تک پہونچے

تو خون بہا کا دسواں حصہ دے دونوں لبوں کے چیر ڈالنے میں ثلث خون بہا واجب ہے بشرطیکہ دانت نظر آئیں اگر پھر درست ہو جائیں تو خون بہا کا پانچواں حصہ لازم ہے ایک لب کے چیرنے میں ثلث کا نصف واجب ہے اگر کسی نے منہ پر اس طرح مارے کہ منہ سرخ ہو جائے تو ڈیڑھ دینار دے اگر منہ سبز ہو جائے تو تین اگر سیاہ ہو جائے تو چھ دینار لازم ہیں۔ اگر بدن پر اس طرح مارے تو اس کا آدھا واجب ہے منہ کے زخم سر کے زخم کے برابر ہیں بدن میں جس عضو کا خون بہا سر کے برابر ہے اس کے زخموں میں برابر ہے اور کم میں کم خون بہا اور قصاص میں خون بہا کے ثلث کو پہونچنے تک عورت اور مرد برابر ہیں اور وہاں سے عورت کا خون بہا آدھا ہوگا۔ مرد کے جس عضو میں مرد کا خون بہا لازم ہے عورت کے اس عضو میں عورت کا خون بہا لازم ہے۔ اسی طرح ذمی اور غلام کا حال ہے مرد آزاد کے جس عضو میں کم خون بہا مقرر ہے عورت اور ذمی کے اس عضو میں ان کے خون بہا کی مناسبت سے اور غلام کے اس عضو میں اس کی قیمت کی مناسبت سے کمی ہوگی۔ جس کا ولی کوئی نہیں اس کا ولی امام ہے خواہ قصاص لے یا خون بہا مگر معاف نہیں کرے گا

گیارھویں فصل

حمل کے خون بہا کے بیان میں

جب نطفہ رحم میں ٹھہرے تو اس کا خون بہا بیس دینار ہیں۔ اور خون ہو جائے تو چالیس دینار جب گوشت کا ٹکڑا بن جائے تو ساٹھ دینار جب ہڈی ہو تو اسّی دینار اور خلقت پوری ہو اور روح نہ پھری ہو تو سو دینار واجب ہیں ان حالتوں کے بیچ میں اس کے حساب سے ہے ذمی کے حمل کا خون بہا اس کے باپ کے خون بہا کا دسواں حصہ ہے اور حمل مملوک کا خون بہا اس کی

ماں کی قیمت کا دسواں حصہ ہے خواہ لڑکے کا حمل ہو یا لڑکی کا۔ جب پیٹ کے بچے میں روح پھرے اور وہ لڑکا ہو تو اس کے لئے مرد کا خون بہا پورا واجب ہے اور لڑکی ہو تو آدھا۔ اگر کوئی شخص کسی عورت کو مار ڈالے اور اس کے ساتھ اس کے پیٹ میں کا بچہ بھی مر جائے تو عورت کے لئے پورا کا خون بہا اور بچہ کے لئے آدھا مرد کا خون بہا اور آدھا عورت کا خون بہا لازم ہے بشرطیکہ بچہ کا حال معلوم نہ ہو۔ اگر عورت خود اپنا حمل گرا دے تو اس بچے کے وارثوں کو اس کا خون بہا دے اس میں سے ماں کا حصہ ساقط ہے۔ اگر کوئی کسی جماع کرنے والے کو اس طرح ڈرا دے کہ فرج کے باہر اس کا انزال ہو تو دس دینار دے حمل کا خون بہا وہی اقربا لیں گے جو درجات کے لحاظ سے مال کی میراث لیتے ہیں حمل کے زخموں اور اعضاء کا خون بہا اس کی ذات کے خون بہا کی مناسبت سے ہے اگر حاملہ کو اس طرح مارے کہ وضع حمل ہو جائے اور بچہ (زندہ) پیدا ہو کر اسی صدمہ سے مر جائے تو مارنے والا قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ بشرطیکہ عمداً مارا ہو ورنہ اس سے پورا خون بہا لیا جائے گا۔ آزاد مسلمان کی میت کا سر کاٹنے میں سو دینار واجب ہیں۔ اور اس کے اعضا کے قطع کرنے میں اس کے خون بہا کے حساب سے لیا جائے گا۔

اسی طرح اس کے زخمی کرنے کا حال ہے یہ خون بہا کار ہائے خیر میں صرف کیا جائے۔

بارہویں فصل ١٢

حیوان کو صدمہ پہنچانے کے بیان میں

جو شخص کسی حلال جانور کو ذبح سے تلف کر دے تو مالک کو اس کا ارش

(یعنی جرمانہ) دے (اور وہ جانور بھی پہونچا دے) اگر بغیر ذبح کے تلف کر دے تو اور تلف کی قیمت ادا کرے۔ اس جانور کے اعضا کے قطع کرنے میں یا کسی عضو کے توڑنے میں ارش لازم ہے اگر ایسے حرام جانور کو جس پر تذکیہ ہو سکتا ہے ذبح سے تلف کرے تو ارش لازم ہے اسی طرح اس کے قطع اعضا کا حال ہے بشرطیکہ حیات مستقرہ باقی ہو اگر اس جانور کو بغیر ذبح تلف کرے تو قیمت دے اور جس جانور کا تذکیہ نہیں ہوتا اس کے لئے قیمت دینا لازم ہے پس شکاری کتے کے لئے چالیس درہم واجب ہیں اور جو کتا باغ کی (رکھوالی) بکریوں کی حفاظت کرتا ہے اس کے لئے بیس درہم اور سگ زراعت کے واسطے ایک قفیز گیہوں لازم ہیں۔ (قفیز ایک پیمانہ ہے بارہ صاع کا جس کے احتیاطاً بیالیس سیر ہوتے ہیں)

تیرہویں فصل ١٣

عاقلہ کے بیان میں

ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ قتل خطا کا خون بہا (قاتل کے) عاقلہ پر واجب ہے، عاقلہ عصبہ اور آزاد کرنے والے اور ضامن جریرہ اور امام ہیں (ضامن جریرہ کی تعریف کتاب میراث میں بیان ہو چکی) عصبہ وہ لوگ ہیں جو قاتل سے ماں باپ کی طرف سے یا فقط باپ کی طرف سے قرابت رکھتے ہوں اور تحقیق یہ ہے کہ باپ دادا اور اولاد عاقلہ میں داخل ہیں اور خود قاتل اس میں شریک نہیں عورت اور بچہ اور دیوانہ بھی عاقلہ میں شریک نہیں عاقلہ عمد میں خون بہا نہ دیں گے اور نہ غلام مدبر اور نہ ام ولد کی طرف سے اور ایسے زخم میں جو موضحہ سے کم ہو اور نہ ایسے قتل خطا میں جو قاتل کے اقرار سے ثابت ہو اور نہ صلح میں اور نہ خودکشی میں اور نہ ایسے زخم و قتل میں جو جانور

سے واقع ہو اور نہ مال کے تلف کرنے میں ذمی کا عاقلہ امام ہے۔ بشرطیکہ خود ذمی نادار نہ ہو۔ کل خون بہا تمام اقربا سے یعنی ہر ایک سے تھوڑا برعایت الاقرب فالاقرب وصول کیا جائے گا۔ اور اس کا تقرر کہ ہر ایک سے کتنا لیا جائے امام یا نائب امام پر موقوف ہے۔ پھر یہ خون بہا عاقلہ قاتل سے نہ لیں اگر قرابت داروں سے وصول کرنے کے بعد بھی خون بہا پورا نہ ہو تو آقا سے لیں (جس نے قاتل کو آزاد کیا ہے) اگر جب بھی پورا نہ ہو تو آقا کے اقربا سے اور اس پر بھی پورا نہ ہو تو آقا کے آقا سے اسی طرح بڑھتے جائیں۔ اگر ان تمام گروہ سے خون بہا پورا نہ ہو تو امام پر بھرتی واجب ہے۔ اگر عاقلہ زیادہ ہوں تو سب حصے پھیلا دیئے جائیں۔ اگر عاقلہ میں سے بعض لوگ غائب ہوں تو حاضرین مختص نہ ہوں گے۔ اگر باپ اپنے فرزند کو (خواہ وہ بیٹا ہو یا بیٹی) قتل کرے تو باپ سے اس کا خون بہا لے کر مقتول کے اور وارثوں کو دیں۔ اگر باپ کے سوائے کوئی وارث نہ ہو تو وہ خون بہا امام علیہ السلام لیں گے۔

(غیبت امام میں مجتہد جامع الشرائط کی خدمت میں پہونچانا چاہیئے)

اگر باپ (اپنے فرزند کو) خطا سے قتل کرے تو خون بہا باپ کے عاقلہ پر واجب ہے۔

قسم کھلانے کا طریقہ

جس کی تعلیم حضرت علیؑ نے فرمائی

حضرت نے مظالم کے موقعہ پر اس قسم کی تعلیم دی ہے۔ قسم کھانے والا کہے

اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِنْ حَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ اِنْ کَانَ کَذَا

یعنی میں اللہ کی طاقت و قوت سے باہر ہوں اگر یہ فعل اس طرح واقع ہوا ہو۔ کذا کی جگہ اس فعل کا ذکر کرے جس کا انکار ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر

اس طرح سے جھوٹی قسم کھائی گئی تو جلدی عذاب الٰہی میں وہ شخص گرفتار ہو جائے گا۔ برخلاف اس کے اگر کہا باللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو کان کذا۔ تو نتیجہ برآمد نہ ہوگا کیونکہ اس نے توحید کا اقرار کر لیا ہے۔ (قضاء ۱۲)

یہاں پر امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک واقعہ درج کرنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

امالی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ منصور عباسی نے اپنے حاجب ربیع سے کہا کہ جعفر بن محمدؑ کو حاضر کرو خدا کی قسم میں ان کو قتل کر دوں گا۔

ربیع کہتا ہے کہ میں نے کسی کو ان حضرت کے بلانے کے لئے بھیجا جب آپ تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی۔ فرزند رسولؐ! آپ کو جو کچھ وصیت کرنا ہو کر لیں کیونکہ خلیفہ نے آپ کو قتل کرنے کی غرض سے بلایا ہے۔

حضرت نے فرمایا "تم خلیفہ سے میرے داخلہ کا اذن لو جب حضرت اندر داخل ہوئے اور آپ کی نظر منصور پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے لبوں کو جنبش ہے اور آپ زیر لب کچھ پڑھ رہے ہیں جوں ہی منصور کے قریب پہونچے وہ سروقد تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اور معانقہ کیا اور اپنے پہلو میں اس نے جگہ دی۔ اور کہا آپ کے جو کچھ ضروریات ہوں بیان فرمائیے۔ آپ نے بعض مومنین کی درخواستیں جو مختلف مطالب پر مشتمل تھیں اس کو دیں جن کو پڑھ کر اس نے تمام کاموں کے کئے جانے کا حکم نافذ کیا پھر اس نے کہا کہ آپ اپنی حاجت بیان فرمایئے تاکہ میں اس کو پورا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ میری کوئی حاجت نہیں سوائے اس کے کہ مجھ کو بے کار مت بلایا کرو۔ اور نہ زیادہ آزار نہ پہنچاؤ۔

یہ سُنکر منصور نے کہا " میں اس کے لئے مجبور ہوں کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ ہمارے خلاف اموال و اسلحہ جمع کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم سے یہ کس نے کہا ہے؟ اس نے ایک بوڑھے شخص کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اس خبر کا راوی ہے۔

حضرت نے اس پیر مرد سے پوچھا۔ کہ تو نے یہ خبر خلیفہ کو پہونچائی ہے۔

پیر مرد نے جواب دیا "ہاں،، فرمایا" تو قسم کھا سکتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔

آپ نے خلیفہ سے کہا کہ اس سے قسم کھلواؤ۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کو قسم کھانے کا حکم دیا لیکن جونہی اس پیرمرد نے قسم کے الفاظ شروع کیے آپ نے فرمایا ٹھہر جا۔ پھر آپ نے منصور سے کہا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے والد علی بن الحسین علیہ السلام سے اور اپنے جد امام حسینؑ سے اور انھوں نے حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام سے سنا ہے کہ جو بندہ قسم کھانے سے قبل خدا کو اس کے صفات جلال و کمال کے ساتھ یاد کرے اور اس کو عیوب و نقائص سے منزہ کرے تو خداوند عالم اس کو عذاب عاجل نہیں کرے گا۔ چاہے اس نے کیسی ہی جھوٹی قسم کیوں نہ کھائی ہو کیونکہ اس نے قسم سے پہلے خدا کی ثنا و صفت بیان کی ہے۔ ہاں اگر اس کو قسم کھانا ہے تو میں جن الفاظ میں کہوں یہ کہہ کر تیرے سامنے قسم کھائے اور اس کا نتیجہ دیکھیے۔ منصور نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا یوں کہو۔ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْ حَوْلِ اللّٰہِ وَقُوَّتِہٖ وَمُلْتَجِیٌٔ اِلٰی حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ اِنْ لَّمْ اَسْمَعْہُ مِنْکَ کَذَا۔ یعنی میں الٰہی قوت و طاقت سے بری ہوں اور اپنی قوت و طاقت کے پناہ میں ہوں۔ اگر میں نے آپ سے یہ بات نہ سنی ہو۔ یہ سنکر اس پیرمرد نے کچھ تامل کیا اس وقت منصور کے ہاتھ میں ایک عمود تھا اس پیرمرد کے سر پر وہ بلند کیا اور کہا جس طرح امام کہتے ہیں قسم کھا ورنہ تیرا سر پاش پاش کر دوں گا۔ ناچار اس نے امام کے بتائے ہوئے الفاظ قسم اپنی زبان پر جاری کیے لیکن ابھی پورے الفاظ ادا بھی نہیں ہوئے تھے کہ کتے کی طرح اس کی زبان باہر نکل آئی اور اسی وقت تڑپ کر مر گیا۔

یہ دیکھ کر حضرت اٹھ کھڑے ہوئے۔

ربیع کہتا ہے کہ اس وقت منصور نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس واقعہ کا ذکر نہ کرنا ورنہ لوگوں کے مبتلائے فتنہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

جب حضرت گھر پر تشریف لے آئے تو ربیع حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی کہ منصور نے تو آپ کو قتل کرنے کے لئے بلایا تھا یہ کیا تھا کہ آپ کو دیکھتے ہی اس کا ارادہ بدل گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل رات میں نے

اپنے جد حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں فرزندم! تم کو منصور سے کوئی خطرہ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! فرمایا جب وہ تم کو بلائے اور تمھاری نگاہ اس کے اوپر پڑے تو یہ دعا پڑھنا:-

بِسْمِ اللّٰہِ اَسْتَفْتِحُ وَبِسْمِ اللّٰہِ اَسْتَنْجِحُ وَبِمُحَمَّدٍ اَتَوَجَّہُ اَللّٰہُمَّ ذَلِّلْ لِیْ صُعُوْبَۃَ اَمْرِیْ وَکُلَّ صُعُوْبَۃٍ وَسَہِّلْ لِیْ حُزُوْنَۃَ اَمْرِیْ وَکُلَّ حُزُوْنَۃٍ وَاکْفِنِیْ مُؤْنَۃَ اَمْرِیْ وَکُلَّ مُؤْنَۃٍ۔ (بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۱۵۲)

حضرت علیؑ کے تاریخ ساز فیصلے

آنحضرتؐ نے اپنی حیات ہی میں اعلان کر دیا تھا کہ "تم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے علیؑ ہیں" علم فقہ میں انسان اس وقت تک طاق نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو جملہ علوم میں مہارت حاصل نہ ہو۔ اس لئے علامہ محمد بن یوسف گنجی شافعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کی بارگاہ سے علیؑ کو یہ سند ملنا قضاوت کی سند نہ تھی بلکہ اس کی سند تھی کہ علیؑ تمام صحابہ پر جملہ علوم و فنون میں فوقیت رکھتے ہیں اور بقول حضرت عمرؓ علیؑ ابن ابی طالب اپنے اس عظیم مرتبہ پر جتنا بھی فخر کریں وہ کم ہے جیسا کہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نقل کرتے ہیں۔" ابوبکر انباری نے اپنی کتاب امالی میں روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؑ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت ان کے پاس اور بھی لوگ تھے جب آپ اٹھ کر چلے گئے تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ علیؑ میں ناز و فخر کرنے کا جذبہ ہے حضرت عمرؓ نے کہا کہ بالکل ٹھیک ہے۔ علیؑ جیسے انسان کو فخر کرنا ہی چاہیے۔

کیونکہ خدا کی قسم اگر ان کی تلوار نہ ہوتی تو عمارت اسلام کا ستون کھڑا نہ ہوتا نیز ان کو تمام اُمّت محمدیؐ میں سب سے بڑا قاضی مانا جاتا ہے۔" (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۱/۲۹)
آپؑ کے مشہور مخالف امیر معاویہ اپنی مخالفت کے باوجود مسائل مشکلہ حضرت علیؑ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ کی شہادت ہو گئی تو ان کو یہ اقرار کرنا پڑا کہ "علیؑ کی موت سے علم و فقہ کی بستی اُجڑ گئی" (استیعاب ۲/۲۵)
اگر آپ ہمارے اس نظریہ سے موافقت کریں تو پھر وہ لسان وحی کے فرمان پر تو آپ کو سر تسلیم خم کرنا ہی پڑے گا۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کے در ہیں (صحیح ترمذی) صواعق محرقہ فصل ۲ باب ۹ آنحضرتؐ نے علیؑ مرتضیٰ کو دریوں ہی نہیں کہہ دیا تھا بلکہ اس کے ثبوت میں علیؑ نے آنحضرتؐ کے سامنے مشکل سے مشکل مقدمات کو اپنے ناخن فکر سے حل کر دیا تھا۔

خود حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ جب مجھ کو سرورِ کائنات نے یمن روانہ کیا تو میں نے سرکار دوعالم سے کہا کہ آپ اس اہم کام میں میری رہبری فرمائیں تاکہ میں آپ کے اعتماد پر پورا اُتر سکوں اور جس کام کے لئے آپ مجھ کو یمن بھیج رہے ہیں ان کو آپ کی مرضی کے مطابق سرانجام دے سکوں اس پر جناب رسولِ خداؐ نے مجھ کو اپنے سینہ سے لگا کر کچھ ارشاد فرمایا۔ اور کہا جاؤ خدا تمہارے زبان و دل کو ثابت رکھے گا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس روز کے بعد کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنا میرے لئے دشوار نہیں ہوا۔ (مسند احمد بن حنبل ۱/۲۶۶)
جناب امیر علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت سے لے کر اپنی زندگی کے آخری ایام تک اتنے قضایا حل کئے ہیں جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ تاہم میری تعلیم اور رہبری کی پہنچ تک جو کچھ مجھ کو احادیث اور تاریخ کی کتابوں سے مل سکا اس کو ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں جن کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ زندگی کا کوئی شعبہ اور دن رات ہونے والے مقدمات کا کوئی پہلو

ایسا نہیں جس پر حضرت علیؑ کے ناطق فیصلے روشنی نہ ڈال رہے ہوں ملاحظہ فرمائیے

علیؑ کا فیصلہ خُدا کا فیصلہ ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبیؐ کریم نے ایک اعرابی سے چار سو درہم پر ایک ناقہ خریدا جب اعرابی مال (درہم) لے چکا تو چلانے لگا کہ درہم اور ناقہ میرے ہیں اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آ گئے رسول اللہؐ نے ان سے فرمایا کہ میرے اور اس مرد اعرابی کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا معاملہ ظاہر ہے یہ اعرابی دلیل مانگتا ہے لہٰذا آپ کو دلیل پیش کرنی چاہئے کہ آپ نے اس کو چار سو درہم دئیے پھر حضرت عمرؓ آ گئے اور انھوں نے بھی وہی کہا جو حضرت ابو بکرؓ نے کہا تھا۔
اتنے میں حضرت علی علیہ السلام آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ رسولؐ نے اس اعرابی سے پوچھا کیا تو اس آنے والے نوجوان کا فیصلہ مانے گا اس نے کہا ہاں پھر اس اعرابی نے کہا "ناقہ بھی میرا ہے اور درہم بھی میرے ہیں اگر حضرت محمدؐ کچھ دعویٰ کرتے ہیں تو ان کو اپنے دعویٰ پر دلیل لانی چاہیئے۔ حضرت علیؑ نے تین بار مسلسل فرمایا اے اعرابی ناقہ کو چھوڑ دے۔ اور رسولؐ کے معاملہ سے باز آ۔ لیکن اعرابی نہ مانا۔ تو آپ نے اس کو ایک ضرب لگائی اور قتل کر دیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام سرورِ کائنات سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں۔
"یا رسولؐ ہم آپ پر وحی نازل ہونے کی تو تصدیق کرتے ہیں اور دلیل نہیں طلب کرتے تو کیا چار سو درہم پر آپ کی تصدیق نہ کریں گے۔ اس فیصلہ پر حضرت محمد مصطفیٰؐ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ ہے خُدا کا فیصلہ نہ کہ وہ جس کو تم لوگوں نے کہا تھا۔ (قضاء امیر المومنین ص ۱۴۳) اور کتاب المرتضےٰ از سید علی جعفری صفحہ نمبر ۱۷۱۔

علیؑ کا ہاتھ اور نبیؐ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے!

حضرت عمرؓ، حضرت ابوبکرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابوہریرہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے سامنے کچھ خرمے رکھے ہوئے تھے میں نے آنحضرتؐ پر سلام کیا آپؐ نے جواب سلام دیا اور اپنے دست مبارک سے مٹھی بھر کے خرمے عطا فرمائے میں نے ان خرموں کو جو گنا تو تہتر دانے نکلے اس کے بعد میں آنحضرتؐ سے رخصت ہوکر علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں آیا آپ کے آگے بھی خرمے رکھے تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیا اور مجھ کو دیکھکر ہنسے پھر مٹھی بھر خرمے آپ نے بھی مجھ کو عنایت فرمائے ان کو میں نے گنا تو دیکھا کہ وہی تہتر دانے نکلے یہ دیکھکر میرا تعجب بڑھ گیا اور میں نبیؐ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے سامنے خرمے رکھے تھے آپ نے مٹھی بھر خرمے مجھکو عطا فرمائے تھے میں نے ان کو جب گنا تو تہتر دانے نکلے اس کے بعد میں علیؑ کے پاس گیا ان کے آگے بھی خرمے رکھے تھے انہوں نے بھی مٹھی بھر خرمے مجھکو دیئے ان کو جو گنا تو وہ بھی تہتر دانے برآمد ہوئے یہ سنکر رسول اللہؐ نے تبسم فرمایا اور کہا اے ابوہریرہ! تم کو نہیں معلوم کہ میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔

(ینابیع المطالب تالیف گنجی شافعی صفحہ ۱۲۹)

میں انکی مدد اسلئے کر رہا ہوں کہ وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے (علیؑ)

حضرت علیؑ اور حضرت عثمانؓ بن حنیف کی ایک گفتگو!

ایک دفعہ حضرت علی علیہ السلام کے ایک معتمد صحابی حضرت عثمانؓ بن حنیف نے آپؑ سے فرمایا کہ دولت کی مساوی تقسیم کا اصول نافذ کر کے اہم شخصیتوں کو عوام کی سطح پر لا کر حبشیوں ایرانیوں کا مرتبہ بلند کر کے غلاموں کو ان کے آقاؤں کے برابر دولتمند بنا کے انکی جاگیریں چھین کر اور ان کے رتبے کے مطابق ان کو ملنے والی تمام خصوصی مراعات کو یک قلم منسوخ کر کے آپؑ نے اپنے لئے پریشانیاں بڑھائی ہیں۔ انھوں نے مزید عرض کی کہ میرے مولا یہی وجہ ہے کہ دولتمند اور با اثر عرب آپ کے خلاف ہیں اور امیر معاویہ کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں۔ یہ غریب بے بس لوگ۔ مثلاً ایرانی اور حبشی غلام آپ کے کسی کام نہیں آسکتے اور آپ کی کسطرح مدد کر سکتے ہیں آپؑ نے

جواب دیا کہ میں کسی طرح بھی دولتمندوں کو سرمایہ داروں اور با اثر افراد کو ایک مسلمان ریاست کے اس مسلم معاشرے کے استحصال کی اجازت نہیں دے سکتا اور نہ ہی دولت اور مواقع کی غیر منصفانہ تقسیم کے نظام کی اجازت دے سکتا ہوں میں ایک لمحے کے لئے بھی اسکو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ عوام کی دولت ہے عوام میں ہی واپس جانا چاہیئے یہ سرمایہ دار اور با اثر لوگ کسی قسم کی دولت پیدا نہیں کرتے بلکہ انھوں نے صرف عوام سے یہ دولت ان کا خون چوس چوس کر اکھٹی کی ہے اور حکومت کو ٹیکس ادا کرنے کے بعد کچھ ان کے پاس باقی رہ جاتا ہے وہ ادا شدہ ٹیکس سے کئی گنا زیادہ ہے اگر یہ تمام نجی املاک ہوتیں تو میں ان کو بخوشی اسی طرح تقسیم کر دیتا جہاں تک ان کی نفرت اور ناراضگی کا تعلق ہے میں ان کی اس ناراضگی پر خوش ہوں جہاں تک ان بے بس و لاچار افراد کی خدمات کی افادیت کا تعلق ہے تو یاد رکھو کہ میں ان کی مدد ان کی خدمات حاصل کرنے کے لئے نہیں کر رہا ہوں میں بہت اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ لوگ میری خدمت نہیں کر سکتے میں ان کی مدد اس لئے کر رہا ہوں کہ وہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے اور وہ بھی ویسے ہی انسان ہیں جیسا میں۔ خدا میرے فرض کی اسی طرح ادائیگی میں مدد فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ یہ تھا وہ عظیم عمل جو آپ نے خود اپنی خلافت ظاہری کے زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بیت المال میں رقم جمع نہیں کی بلکہ روزانہ اسکو اس کے حق داروں تک پہونچا دیا اور اتنی سختی سے اس مال کی جانچ پڑتال کی کہ غیر مستحق ہاتھ اس مال کے نزدیک تک نہیں آتے تھے۔ اپنے کیا غیر عرب کیا عجم غلام کیا آقا مسلمان کیا غیر مسلم سب کے سب کو برابر انصاف ملتا تھا اور ہر شہری انصاف کے سایہ میں زندگی بسر کر رہا تھا کاش ایسا یہاں بھی ہو جائے۔

حاکم وقت کیلئے ایک عظیم مثال

اسلام میں سربراہ ایسے ہوتے ہیں

جب آپ خلیفہ تھے تو غلام کے ساتھ تشریف لے گئے تاکہ کپڑا خرید کر اپنے اور غلام (قنبر) کے لئے ایک ایک جوڑا بنوالیں۔ دکان پر پہونچکر غلام سے کہا کہ اپنے اور میرے لئے کپڑا پسند کر لو۔ غلام نے اپنے لئے سستا کپڑا خریدا اور امیر المومنینؑ کے لئے عمدہ کپڑا خریدا۔ پھر درزی کی دکان پر تشریف لائے۔ اور اس سے فرمایا سستا کپڑا میرے لئے اور عمدہ کپڑا غلام (قنبر) کے لئے قطع کر کے جوڑے تیار کر دو۔ غلام نے عرض

کی حضور آپ امیر المومنین ہیں۔ اچھا لباس آپ پہنیں دو مرا میرے لئے بنوالیں حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا۔ میں بوڑھا ہوں اور تم جوان ہو لہٰذا تمہیں اچھے لباس کی ضرورت ہے۔ دیکھا آپ نے اس جملہ سے غلام کو غلامی کا احساس بھی نہیں ہونے دیا اور عوام کو ایک درس دے دیا۔

(کتاب احسن الکلام از اسان سعدی صفحہ ۸۸)

خَلیفتہ المسلمین کا رہن سہن

امام قرشی سوید بن غفلہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں حضرت علیؑ کے ہاں گیا۔ آپ کے گھر میں ایک پرانے بوریئے کے سوا مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ خلیفۃ المسلمین امیر المومنینؑ۔ امام المتقینؑ۔ وصی رسول اللہؐ حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام اسی بوریہ پر لیٹے ہوئے تھے۔

میں نے عرض کیا یا امیر المومنینؑ آپ مسلمانوں کے حاکم اور بیت المال کے مختار ہیں۔ بادشاہوں کے سفیر، ایلچی اور نمائندے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کے ہاں بوریہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ فرمایا سوید! عاقل ایسے گھر سے محبت نہیں رکھتا جسے چھوڑ دینا ہو۔ میری نظروں کے سامنے ہمیشگی کا گھر ہے۔ اور میں اپنا سامان اسی میں منتقل کر چکا ہوں اور عنقریب خود بھی وہیں جانے والا ہوں۔

سوید کہتے ہیں کہ آپ کے جملوں نے مجھے رُلا دیا!!!

(۲)
دو شخص اور ایک کنیز کا فیصلہ

حضرت عمرؓ کے پاس دو شخص آئے اور ایک کنیز کے متعلق سوال کیا حضرت عمرؓ دونوں کو ساتھ لے کر مسجد میں ایک شخص (حضرت علیؑ) کے پاس آئے جہاں حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے حلقہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور پوچھا "کنیز کے طلاق کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے"؟ حضرت علیؑ نے اپنا سر اُٹھایا اور کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں آدمیوں سے کہا "دو طلاقیں" تو ان دونوں میں سے ایک نے کہا "واہ واہ ہم تو آپ کے پاس اس لئے آئے تھے کہ آپ امیر المومنین ہیں اور فیصلہ کریں گے لیکن آپ ہم کو اس شخص کے پاس لائے جس نے صرف اشارہ ہی سے جواب دے دیا اور آپ اس فیصلہ سے راضی ہو گئے حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ وہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا یہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں جن کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر ساتوں آسمان اور زمین ایک پلڑے پر اور علیؑ کا ایمان دوسرے پلڑے پر رکھ دیا جائے اور تولا جائے تو علیؑ کے ایمان کا پلڑا جھک جائے گا۔

(کتاب المرتضیٰ از سید علی جعفری صفحہ نمبر ۹۲)

(۳)
اصلی اور نقلی ماں کی پہچان

حضرت عمرؓ کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں دو عورتیں ایک بچہ کی دعویدار تھیں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کی طرف رجوع کیا۔ حضرت علیؑ نے ایک آری لانے کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر حضرت علیؑ نے بتایا کہ اس بچہ کے دو حصہ کر کے دونوں عورتوں میں بانٹ دیئے جائیں۔

ان عورتوں نے جب یہ سُنا تو ایک بول اٹھی کہ خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے۔ سالم بچہ

دوسری کو دے دیا جائے دوسری عورت خاموش رہی اس پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بچہ پہلی عورت کا ہی ہے اگر دوسری عورت کا ہوتا تو وہ بھی ماں کی ممتا سے تڑپ اٹھتی یہ سنکر دوسری عورت نے اقرار کر لیا کہ واقعی یہ بچہ میرا نہیں ہے۔

(ارجح المطالب صفحہ ۲۸)

(۴) ماں کا اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کرنا

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے دوران ایک جوان کو اپنی ماں کے خلاف فریاد کرتے ہوئے دیکھا پوچھنے پر اس جوان نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ میری ماں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے اور اب میری فرزندی سے بھی انکاری ہے حضرت عمرؓ کے بلانے پر وہ عورت اپنے چار بھائیوں اور چالیس اہل قبیلہ کو ساتھ لے آئی سب نے قسم کھا کر بیان کیا کہ یہ عورت کنواری ہے اور جوان اس کو بدنام کرنے کے لئے اس پر تہمت لگاتا ہے حضرت عمرؓ نے اس جوان کو کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ ابھی خلیفہ وقت کے آدمی اس جوان کو کھینچ کر لے جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت علیؑ مل گئے۔ اس جوان نے حضرت سے فریاد کی۔ ..... اسکی ماں نے گواہوں سمیت حضرت علیؑ کے سامنے پہلے بیانات دہرائے اس پر حضرت علیؑ نے فریقین سے یہ اقرار لیا کہ جو فیصلہ وہ کریں گے وہ سب کو منظور ہوگا اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس عورت کا نکاح اس جوان سے کر دیا ہے اس کا مہر چار سو درہم میں اپنی گرہ سے ادا کروں گا چنانچہ وہ رقم اپنے غلام قنبر سے منگوا کر جوان کو دیا اور اس سے کہا کہ یہ رقم اپنی عورت کے دامن میں ڈال دو جب یہ عجیب و غریب فیصلہ اس عورت نے سنا تو اس نے ایک اذیت ناک چیخ کے ساتھ فریاد کرتے ہوئے کہا۔ کہ کیا آپ مجھکو جہنم کا کندہ بنانا چاہتے ہیں بخدا کی قسم یہ جوان میرا ہی اپنا بیٹا ہے۔ اور اس معاملہ میں میری کوئی خطا نہیں ہے۔ یہ سب کارروائی میرے بھائیوں کی ہے جنہوں نے پہلے تو میری شادی ایک کمینہ انسان سے کر دی اب جب یہ بچہ جوان ہوا تو انھوں نے اور اہل قبیلہ نے اس کو جائیداد کی خاطر اپنے خاندان سے الگ کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور مجھ کو مجبور

کر کے یہ بیان دلوایا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا "لولا علی لھلک عمرؓ" یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

(۵) چھ ماہ میں بچہ اگر پیدا ہو تو جائز ہے

ایک مرد حضرت عمرؓ کے پاس شکایت لے کر آیا کہ اسکی عورت نے شادی کے چھ ماہ کے بعد ہی بچہ جنم دیا ہے خلیفہ وقت نے عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؑ کو جب یہ پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ فرمان خداوندی کے مطابق حمل اور دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوتے ہیں جس میں سے دودھ پلائی کا زمانہ ۲ سال یعنی ۲۴ مہینے کا ہے بس حمل کی کم سے کم مدت ۶ چھ ماہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا قسم بخدا یہ بات اب تک میری سمجھ میں نہیں آئی تھی اس کے بعد انھوں نے عورت کو پلٹانے کا حکم دیا لیکن وہ عورت اس وقت سنگسار کی جا چکی تھی۔ وہ بچہ جب جوان ہوا تو اس کے باپ نے اس کا اعتراف کیا وہ بالکل اپنے باپ کا ہم شکل تھا۔

(موطا امام مالک جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)

(۶) اچھی بیٹی دکھا کر بدصورت بیٹی سے دھوکہ سے شادی کر دینا

ایک شخص کی دو بیٹیاں تھیں ایک اپنی قوم کی عورت سے اور دوسری غیر قوم کی عورت سے اس نے ایک جوان سے اپنی قوم کی عورت والی بیٹی کا رشتہ کر دیا لیکن دھوکہ سے دوسری قوم کی عورت والی بیٹی سے اس کا نکاح پڑھوا دیا۔ مرد کو ہمبستری کے بعد اس دھوکہ کا پتہ چلا حضرت علیؑ کے پاس یہ مقدمہ امیر معاویہ نے بھیجا حضرت علیؑ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ مرد مہر ادا کر چکا ہے لہذا لڑکی کا باپ دوسری لڑکی کو اتنے جہیز کے ساتھ رخصت کرے جتنا داماد نے مہر ادا کیا ہے اور جوان پہلی بیوی کو چھوڑ دے پھر عدت گزارنے کے بعد دوسری کو بیاہ لائے اس کے بعد باپ کو دھوکہ دہی کے جرم میں سزا دی جائے۔

(مستدرک جلد ۳ صفحہ ۶۰۳)

(۷) سانسیں گنو اور اس کے مطابق دیت دو

ایک شخص نے دوسرے شخص کے سینہ پر گھونسہ مارا۔ مضروب نے دعویٰ کیا کہ اسکی ضرب سے میری سانس بگڑ گئی ہے۔

آپ نے فیصلہ کیا کہ اس کی نفس شماری کی جائے اور وہ اس طرح کہ سانس کبھی تو داہنے نتھنے میں رہتی ہے اور کبھی بائیں نتھنے میں رہتی ہے لیکن جس وقت پو پھٹتی ہے اس وقت سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک داہنے نتھنے میں رہتی ہے لہٰذا فجر کے وقت سے سورج نکلنے تک مدعی کو بٹھا کر اس کی سانسیں گنو پھر دوسرے روز اس کے سن و سال کے انسان کی سانسیں بھی اسی طرح گنو اس کے بعد اگر مدعی کی سانسیں کم ہوں تو اسی کی نسبت سے اس کو دیت دو۔ (بحوالہ قصاص ص۱۵)

(۸) سترہ اونٹوں کی عجیب و غریب تقسیم

(حساب کا عجوبہ فیصلہ)

بحوالہ کتاب ناسخ التواریخ ج ۳ / ۵۷، تین آدمیوں میں سترہ ۱۷ اونٹوں کی تقسیم پر جھگڑا ہونے لگا کیونکہ ہر آدمی کی خواہش یہ تھی کہ بغیر کاٹے ہوئے اونٹ تقسیم ہو جائیں۔

ان اونٹوں میں ایک کا نصف حصّہ تھا دوسرے کا $\frac{1}{3}$ (حصہ ثلث) تھا تیسرے کا نواں حصہ ($\frac{1}{9}$) تھا سترہ ۱۷ کا عدد مذکورہ حصوں پر بغیر کسر کے صحیح طور سے تقسیم نہیں ہو سکتا جب کوئی چارہ کار باقی نہ رہا سوائے اس کے کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے جب اس مقدمہ کو حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا تم اجازت دو تو میں بغیر اونٹ ذبح کئے فیصلہ کر دونگا اور فیصلہ میں آسانی

اور تم لوگوں کی سمجھ میں لانے کے لئے تم لوگ اگر اجازت دو تو اس میں ایک اونٹ اپنا تمہارے اونٹوں میں شامل کر دوں۔ ان لوگوں نے کہا کیا مضائقہ ہے چنانچہ آپ نے اپنا ایک اونٹ بھی ان سترہ اونٹوں میں ملا دیا۔ اب اٹھارہ اونٹ ہو گئے۔ تب آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے شخص کا نصف حصہ ہے یعنی اٹھارہ کا آدھا کتنا ہوا؟ اس نے کہا نو ۹! اس پر آنجناب نے کہا تم نو ۹ اونٹ لے لو۔ پھر آپ نے دوسرے سے کہا تمہارا حصّہ ثلث ($\frac{1}{3}$) ہے تو اٹھارہ کا ثلث کیا ہوا؟ اس نے کہا چھ ۶ تو فرمایا تم چھ اونٹ لے لو۔ اس نے چھ اونٹ لے لئے پھر تیسرے کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تمہارا مال نواں حصّہ ہے ($\frac{1}{9}$) یعنی اٹھارہ کا $\frac{1}{9}$ کتنا ہوا؟ اس نے کہا دو (۲) فرمایا! تم دو اونٹ لے لو۔ یہ سب سترہ ہوئے۔

اس کے بعد حضرت نے جو ایک اونٹ بچ گیا تھا اس کو خود لے لیا کیونکہ یہ اونٹ آپ نے اس میں فیصلہ کرنے کے لئے شامل کیا تھا۔ اس میں سے کسی کو کوئی شکایت نہ ہوئی۔

(۹) خوبصورت باپ کا بدصورت بچہ

حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مرتبہ ایک سیاہ بچہ لایا گیا جس کا باپ اس کو اپنانے سے انکار کرتا تھا خلیفہ نے اس کو سزا دینا چاہا۔ حضرت علیؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم نے اس بچہ کی ماں سے حیض کی حالت میں نزدیکی کی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا بس اسی وجہ سے اللہ نے اس کو کالا کر دیا ہے حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ سنکر ارشاد فرمایا۔ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔

(فضائل عشرہ از قضا امیرالمومنینؑ تالیف محمد تقی ص ۴۴)

(۱۰) آٹھ درہم کی تقسیم کا فیصلہ

دو شخص اکٹھا سفر پر روانہ ہوئے راستہ میں کہیں بیٹھے کہ باہم کھانا کھائیں

ایک نے اپنے توشہ سے پانچ روٹیاں نکالیں اور دوسرے نے تین۔ اسی اثنار میں ایک شخص کا ان کے پاس سے گزر ہوا اور اس نے ان پر سلام کیا انھوں نے اسکو بھی دسترخوان پر دعوت دی چنانچہ وہ بھی بیٹھ گیا اور شریک طعام ہوا جب وہ کھا چکا تو اس نے اپنی جیب سے آٹھ درہم نکال کر ان لوگوں کے سامنے پیش کئے اور اپنے کھانے کا حساب چکانا چاہا۔ اب پہلے دونوں شخصوں میں ان درہموں کی تقسیم پر جھگڑا ہو گیا۔ جس کی تین روٹیاں تھیں وہ یہ کہتا تھا کہ ہم کو یہ آٹھ درہم آپس میں آدھوں آدھ تقسیم کرنا چاہیے دوسرا کہتا تھا کہ تمہاری تین روٹیاں تھیں اور میری پانچ لہٰذا اسی حساب سے پانچ درہم میرے تین تمہارے ہوئے جب یہ معاملہ حضرت علیؑ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ بہتر ہے تم دونوں آپس میں صلح کر لو۔ کیونکہ ایسی معمولی باتوں میں تم لوگوں کو نزاع کرنا زیب نہیں دیتا لیکن حضرت کی فہمائش کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ تب آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا یہ جو شکایت لے کر آیا تھا کہ اگر تو واقعی فیصلہ حق چاہتا ہے تو تجھ کو صرف ایک درہم ملے گا اور باقی سات درہم تیرے ساتھی کو۔ یہ سنکر وہ حیران ہوا۔ بولا۔ سبحان اللہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا ابھی بتلائے دیتا ہوں۔ کیا تیری تین اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں تھیں۔ جمع کرنے سے یہ آٹھ روٹیاں ہو گئیں۔ اب ان روٹیوں کے برابر برابر تین ٹکڑے کر دیئے جائیں تو آٹھ روٹی کے ۲۴ ٹکڑے ہوئے۔ تم میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ سب نے برابر کھایا ہے۔ تمہاری تین روٹیاں تھیں جس کے ۹ ٹکڑے ہوئے اور اس کی ۵ روٹیاں تھیں اس کے ۱۵ ٹکڑے ہوئے۔ ۸ ٹکڑے تم نے کھائے ۹ ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا تمہارا بچ گیا اسی طرح ۱۵ ٹکڑوں میں سے ۸ ٹکڑے اس نے کھائے ۷ ٹکڑے اس کے حصہ میں تیسرے کے بچ گئے۔ لہٰذا ایک درہم ایک ٹکڑے کا تم لو۔ اور سات درہم سات ٹکڑوں کا یہ لے کیونکہ تیسرے آدمی کو ۷ ٹکڑے اس کے حصہ میں سے ملے اور ایک ٹکڑا تیسرے کے حصہ میں ہے۔ جب یہ فیصلہ سنا تو وہ بول اٹھا

یا علیؑ اب میں راضی ہوں (ذخائر العقبیٰ ص ۸۴ کافی)

(۱۱) فقہ کی ایک نادر مثال!

ایک شخص اپنے غلام کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کی "یا حضرتؑ میرے غلام نے میری اجازت کے بغیر شادی کر لی ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا تم کو اختیار ہے کہ ان دونوں کے درمیان جدائی کرا دو۔ اس شخص نے اپنے غلام سے کہا۔ "اے خبیث اپنی بیوی کو طلاق دے"

اس پر جنابؑ امیر نے غلام سے فرمایا کہ "اگر تو طلاق دینا چاہتا ہے تو دے ورنہ نہ دے"

یہ سنکر وہ شخص حیران ہوا اور اس نے پوچھا۔

مولا یہ کیا معاملہ ہے مجھ سے فرماتے ہیں ان میں جدائی ڈالدو اور غلام سے کہتے ہیں کہ چاہے طلاق دو یا نہ دو"

فرمایا۔ "جب تو نے یہ کہا کہ "طلاق دے"

اس کے معنی یہ ہوئے کہ تو نکاح پر راضی تھا" (کیونکہ نکاح کے بعد ہی طلاق ہوتی ہے) لہٰذا اس کا نکاح صحیح ہوا۔ اب اس کے بعد اس غلام کو اختیار ہے چاہے طلاق دے یا نہ دے (بحار الانوار ۹ ص ۴۹۲)

(۱۲) اپنا خون اپنا ہوتا ہے تاثیر نہیں بدلتی

طبی معائنہ کا عجیب و غریب فیصلہ

ایک دفعہ ایک لڑکا حضرت عمرؓ کے سامنے ایک ایسے شخص کی میراث کا دعویٰ

لے کر آیا جو کسی دوسرے شہر میں مر گیا تھا اس نے دعویٰ کیا کہ مرنے والا میرا باپ تھا اس لئے مجھ کو اس کی میراث ملنا چاہیئے لیکن چونکہ اس کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی ثبوت نہ تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کی بات نہ مانی اور اسے دربار سے چلے جانے کو کہا جب وہ مایوس ہو کر چلا تو راستہ میں حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس کا واقعہ سُنا اس نے اپنا پورا قصہ بیان کیا جناب امیرؑ نے فرمایا آج میں وہ فیصلہ کروں گا جو خدا نے تعالیٰ نے آسمان پر کیا ہے اور ایسا فیصلہ کوئی نہیں کر سکتا سوائے اس کے جس کو خود اللہ نے چنا ہو اور اس کو اپنے علم کا چشمہ بنایا ہو۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام اس لڑکے کو لے کر مع حضرت عمرؓ اس کے باپ کی قبر پر آئے اور حکم دیا کہ قبر کو کھود دو جب قبر کھود دی گئی تو فرمایا اس مُردہ کی پسلی کی ہڈی نکالو۔ پھر اس لڑکے سے فرمایا کہ ہڈی کو ناک سے لگا کر خوب سونگھو جب اس نے ایسا کیا تو اس کے دماغ سے تازہ خون جاری ہو گیا۔ تب آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اس مرنے والے کی میراث اس لڑکے کو دے دو کیونکہ یہ اسی کا فرزند ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا علیؑ! صرف اس کی ناک سے خون جاری ہو جانے پر اس کو یہ مال دے دوں۔ فرمایا اے عمرؓ خدا کی قسم یہ لڑکا اس میت کے مال کا تم سے اور ساری خلق سے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ یہ ہڈی دوسرے لوگوں کی ناک میں بھی لگائی جائے اور ان سے کہا جائے کہ اس کو سونگھیں جس طرح اس لڑکے نے سونگھا تھا چنانچہ سب نے سونگھا مگر کسی کی ناک سے خون کا ایک قطرہ نہ ٹپکا تھا پھر آپ نے دوبارہ اس لڑکے سے کہا۔ تو پھر سونگھو اس نے پھر سونگھا اور دوبارہ خون جاری ہو گیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ مرنے والا اس کا باپ ہے لہٰذا مال اس کے سپرد کر دو خدا کی قسم نہ تو میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ اس نے جس نے مجھ کو یہ علم دیا ہے یعنی اللہ کے نبیؐ نے (مناقب شہر آشوب ج ۲ ص ۱۸۲ طبع عراق)

(۱۳) جلق کی سزا یعنی مُشت زنی

جناب امیرؑ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو اپنے ہاتھ سے خود اپنے

ذکر کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپؑ نے اس شخص کے ہاتھ پر اتنا مارا کہ وہ سُرخ ہو گیا۔ پھر بیت المال سے پیسے دے کر اس کی شادی کرا دی (کتاب قضا امیر المومنین ۱۶۱)

(۱۴) ایک عورت کی تریا چرتر اور طبی معائنہ سے فیصلہ کرنا

کتاب طرق حکیمہ صفحہ ۴۷ میں حضرت عمرؓ کے زمانہ کا ایک واقعہ درج ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ کے سامنے ایک عورت لائی گئی جو انصار میں سے ایک جوان پر عاشق تھی لیکن جب اس صالح جوان نے اس سے کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی تو اس نے جذبۂ انتقام سے مغلوب ہو کر اس کے خلاف یہ چال چلی کہ انڈے کی زردی نکال کر اس کی سفیدی اپنے کپڑوں پر ڈال لی اور اس کے بعد فریاد کرتی ہوئی حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا کہ اس شخص نے مجھ پر جبر کیا اور میرے خاندان میں مجھ کو رُسوا کیا دیکھئے اس کی حرکت بد کے یہ نشانات موجود ہیں۔

حضرت عمرؓ نے جب عورتوں کے ذریعہ تحقیق حال کروائی تو انھوں نے بھی جواب دیا "جی ہاں"! اس کے لباس اور بدن پر منی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے اس جوان کو سزا دینا چاہی لیکن وہ جوان چیخ چلانے لگا اور اس نے کہا کہ خدا کے واسطے، میرے واقعہ کی تحقیق کر دیجئے اس کے بعد پھر فیصلہ کیجئے کیونکہ بخدا میں نے یہ حرکت نہیں کی ہے۔ اور نہ کبھی میں نے اس عورت کی طرف رُخ کیا ہے بلکہ خود اس نے مجھ کو ورغلایا مگر میں نے اجتناب کیا تب حضرت عمرؓ متوجہ ہوئے حضرت علیؑ کی طرف اور فرمایا۔ "اے ابو الحسنؑ، آپ فرمائیں کہ ان دونوں کے بارے میں کیا کیا جائے یہ سُنکر حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کے کپڑے منگوائے اور ان نشانات کو دیکھا اور فرمایا۔ کھولتا ہوا پانی لایا جائے جب پانی آیا تو آپؑ نے اس پانی کو ان نشانات پر گرایا گرم پانی پڑتے ہی انڈے

کی سفیدی بالکل جم گئی اور معلوم ہو گیا کہ منی نہیں ہے۔ تمام لوگوں پر یہ راز فاش ہو گیا پھر آپ نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس عورت نے اپنی حرکت کا اعتراف کیا۔

(۱۵) پاگل عورت یا مرد پر کوئی سزا نہیں لگتی

روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک زناکار عورت حضرت عمرؓ کے پاس لائی گئی آپ نے اس کے رجم کئے جانے کا حکم دیا جب لوگ اس کو پتھر مارنے کے لئے لے چلے تو راہ میں حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی آپ نے اس عورت کا ماجرا دریافت کیا جب آپ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کو رہا کرا دیا۔ اس کے بعد جب آپ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ نے اس عورت کو کیوں رہا کرا دیا؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کو اس لئے رہا کرا دیا کہ وہ فلاں قبیلہ کی ایک دیوانی عورت تھی۔

جناب رسول خداؐ کا ارشاد ہے کہ تین شخصوں سے قلم تکلیف سزا اٹھا لیا گیا ہے۔

(۱) ایک سونے والے پر یہاں تک کہ وہ بیدار ہو۔

(۲) دوسرا نابالغ، یہاں تک کہ بالغ ہو۔

(۳) تیسرے دیوانہ پر یہاں تک کہ وہ عاقل نہ ہو جائے۔

یہ سنکر حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔"

(۱۶) عدّت کے دن میں نکاح کرنا

امام احمد سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے عدّت کے دن ختم ہونے سے پہلے ہی کسی شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ ان دونوں میں ہمیشہ کے لئے جدائی کر دی جائے اور مہر کی رقم

اس آدمی سے وصول کر کے بیت المال میں داخل کر دی جائے کیونکہ باطل نکاح کا مہر جائز نہیں ہے۔ حضرت علیؑ کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو آپؑ عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور دوبارہ فیصلہ فرمایا۔ کہ مہر ہر حال میں عورت کا حق ہے کیونکہ مرد عورت پر تصرف کر چکا ہے۔ البتہ ان دونوں میں جدائی ڈال دی جائے۔ مگر ایام عدّت کے بعد (اختتام پر) دوسرے مردوں کی طرح اس مرد کو بھی حق ہے کہ اس عورت کی خواستگاری پر اقدام کرے۔ پھر نکاح ہو تو درست ہوگا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ کے فیصلہ کا اعلان دوبارہ منبر رسولؐ پر جا کر کیا۔

(مناقب شہر آشوب، ارجح المطالب)

(۱۷) گونگے آدمی سے کس طرح قسم لی جائے

حضرت صادق آل محمدؐ علیہ السّلام سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ سے گونگے کو قسم دلانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھ کو اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ میں نے ان تمام چیزوں کو بیان کر دیا جنکی امّت محتاج تھی پھر آپ نے فرمایا قرآن کریم لاؤ جب وہ لایا گیا تو گونگے سے کہا یہ کیا ہے اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی خدا کی کتاب ہے۔ پھر آپ نے قنبر سے فرمایا کہ دوات و کاغذ لاؤ اور اس پر یہ الفاظ تحریر کئے میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو مخفی و آشکار چیزوں کا جاننے والا ہے۔ رحمٰن و رحیم ہے طالب و غالب ہے۔ ضار و نافع ہے۔ ہلاک کرنے والا اور پکڑنے والا ہے جو سِر و علانیہ سے واقف ہے کہ فلاں بن فلاں کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے اور نہ کسی وجہ یا سبب سے اس کو مجھ سے کسی قسم کے مطالبہ کا حق پہنچتا ہے۔ ان حروف کو کاغذ پر لکھنے کے بعد ان کو دھویا اور گونگے سے کہا کہ اس پانی کو پی لے۔ اس نے پینے سے انکار کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ اس گونگے کی گردن پر دین ثابت ہے۔ (نوٹ) وہ گونگا پڑھا لکھا تھا اور اسے وہ تحریر دکھانے کے بعد مولا نے قسم کھلوانے کا یہ طریقہ استعمال کیا۔

(۱۸) اللہ کی شرط تمہاری شرط سے پہلے ہے

حضرت علیؑ کے زمانہ میں ایک آدمی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور شرط یہ رکھی کہ اگر وہ شخص کسی دوسری عورت سے شادی کرنے یا اس عورت سے دوری رکھے تو امر طلاق عورت منکوحہ کے ہاتھ میں رہے گا کہ جب وہ چاہے اپنے خاوند کو طلاق دے سکتی ہے جب حضرت علیؑ کو معلوم ہوا تو اس آدمی کو بلا کر فرمایا کہ اللہ کی شرط تمہاری شرط سے پہلے ہے۔ اس لئے تم اس عورت کی موجودگی میں اگر چاہو تو دوسری شادی کر سکتے ہو پھر آپؑ نے فرمایا کہ تم نے ایسی ہستی کو حق سونپ دیا کہ جو اس کی اہل نہیں ہے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۷۰)

(۱۹) جھوٹی گواہی دینے والے کے ساتھ سلوک

امیرالمومنینؑ کے پاس جب کوئی گواہ کسی مقدمہ میں گواہ کی حیثیت سے پیش کیا جاتا اور وہ گواہی میں جھوٹا ثابت ہوتا تو آپؑ اس گواہ کو اس کی اس جھوٹی گواہی کے سبب پہلے تمام شہر میں تشہیر کراتے پھر قید میں ڈال دیتے۔

(وافی ج ۹ صفحہ ۷۳)

(۲۰) کئی بار جرم زنا کرنا اور اسکی سزا

ایک شخص نے ایک دن میں کئی بار جرم زنا کیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر ایک دن میں ایک ہی عورت سے کئی بار زنا کیا ہے تو ایک ہی حد جاری ہو گی اگر ایک سے زیادہ عورتوں سے زنا کیا ہے تو جتنی عورتیں ہیں اتنی حدیں جاری ہونگی۔

(قصاص ۱۹۶)

(۲۱) غیر مسلم کے ساتھ زنا کرنا اور اسکی سزا

محمد بن ابوبکرؓ نے اپنی گورنری کے زمانہ میں حضرت علیؑ کو خط میں لکھا کہ ایک مسلمان مرد نے ایک یہودیہ عورت کے ساتھ زنا کیا۔ آپؑ نے جواب لکھا کہ مرد اگر شادی شدہ ہے سنگسار کر دو۔ غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے لگاؤ اور شہر بدر کر دو یہودیہ کو اس کی قوم کے حوالہ کر دو وہ جو چاہے سلوک کریں۔

(وافی ج ۶ ص ۲۹)

(۲۲) اُچکے کی سزا

امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"آشکارا طور پر کسی چیز کے چھین لینے پر قطع ید (ہاتھ کاٹنا) نہیں ہے ہم اس کے ہاتھ کاٹیں گے جو مال لے کر مخفی ہو جائے۔ ایسے چور کے لئے مار اور قید کی سزا ہے۔ (توضیح) (وافی جز ۹ صفحہ ۶۴)

(۲۳) بدا چور کی سزا

حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک شخص کو گرفتار کر کے لایا گیا جس نے ایک لڑکی کے کان سے اس کا گوشوارہ اُتار لیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا یہ تو آشکارا طور پر چھینا ہے پس آپ نے اس کو مارنے کے بعد قید کی سزا دے دی۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۶۴)

(۲۴) گرہ کٹ پاکٹ مار کی سزا

حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک گرہ کٹ لایا گیا جس نے ایک شخص

کی آستین سے کچھ درہم چرائے تھے (اس زمانہ میں لوگ آستین میں پیسے رکھا کرتے تھے) آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر اس نے اُوپر کی قمیض سے چرایا ہے تو ہاتھ کٹے گا۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۶۴)

(۲۵) پلنگ کے نیچے چوری کی غرض سے چھپنا

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السّلام کے پاس ایک آدمی کو پکڑ کر لایا گیا جو ایک دوسرے شخص کے گھر میں پلنگ کے نیچے چھپا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسکو پاخانہ میں لے جاکر منہ کے بل زمین پر گرا دو اور نجاست میں لتھڑ کر چھوڑ دو۔

(انوار التراب جلد ۲ از علامہ طیب آغا صفحہ ۱۲۸)

(۲۶) مارنے والے پکڑنے والے اور دیکھنے والے کی سزا!

حاجی لقدی علیہ الرحمہ نے کتاب عجائب الاحکام سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے ایسے تین شخصوں کے بارے میں جن میں سے ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا دوسرے نے آکر قتل کر دیا۔ تیسرے نے بہ رضا مندی اس کا مشاہدہ کیا۔ یہ سزا تجویز کی کہ اس کے قاتل کو قتل کیا جائے، پکڑنے والے کو حبس دوام کیا جائے اور دیکھنے والے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ (بحار ج ۴ صفحہ ۲۵ مناقب شہر آشوب)

(۲۷) ہجو کرنے والے کی سزا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السّلام ہجو کرنے والے کو کوڑے لگاتے تھے لیکن پوری حد اس وقت لگاتے تھے جب ہجو حد افتراء

کو پہنچتی تھی۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۴۷)

(۲۸) جو عورت زنا کرے اور بچہ کو تلف کردے اس جرم کی سزا

ایک عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی جب اس کے ہاں بچہ تولد ہوا تو اس کو قتل کر دیا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اس عورت کو پہلے سّو تازیانے لگائے جائیں پھر سنگسار کر دیا جائے۔ (قضاوتہا صفحہ ۱۷۱)

(۲۹) چوری کی نیت سے گھر میں گھسنا لیکن صاحب خانہ کی بیوی سے زنا کرنا

ایک چور چوری کی غرض سے ایک شخص کے مکان میں داخل ہوا لیکن جب صاحب خانہ کی بیوی پر اس کی نگاہ پڑی تو اس نے اس کے ساتھ جبراً زنا کی عورت نے چیخ پکار کی تو اس کا لڑکا بیدار ہو کر آگیا چور اپنے ساتھ جو ہتھیار لایا تھا اس سے اُس نے لڑکے پر حملہ کیا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا۔ ادھر سے عورت سنبھل چکی تھی اس نے پیچھے سے وار کیا اور چور بھی وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ صبح کو اس چور کے رشتہ دار حضرت علیؑ کے پاس شکایت لے کر گئے۔ اور اپنے آدمی کے خون کے طلبگار ہوئے۔ حضرت نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اور اس عورت کے مقتول لڑکے کی دیت ان سے وصول کر کے اس عورت کو دی علاوہ بریں دیگر چار ہزار درہم بھی ان سے لئے جو اس کی عصمت دری کے بدلہ میں تھے۔ اور یہ مال بھی عورت کو دیا ـــــــ!

(قضاوتہا صفحہ ۱۶۴)

(۳۰) وفاتِ رسولؐ کے بعد سب سے پہلا مقدمہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک ایسا فیصلہ کیا جو آپ سے قبل کسی نے نہیں کیا تھا اور یہ سب سے پہلا قضیہ ہے جو حضرت نے بعد وفاتِ رسولؐ طے کیا۔ ایک شخص نے عہد حضرت ابوبکرؓ میں شراب پی جب اس کو پکڑ کر لایا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ تو نے شراب پی ہے تو اس نے اقرار کیا۔ پھر پوچھا کیوں پی؟ کہا کہ میں اسلام لایا اور میرا گھر ان لوگوں کے پاس ہے جن کو شراب پینے کی عادت ہے اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ شراب پینا حرام ہے تو نہ پیتا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا یہ بھی منجملہ ان مشکل کے ہے جن کو صرف ابوالحسنؑ ہی حل کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہر دو بزرگ اس شخص کو لے کر حضرت علیؑ کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اس کو چند لوگوں کے ساتھ جماعت، مہاجرین و انصار میں گھماؤ اور پوچھو کہ کسی نے اس کے سامنے آیۂ حرمت خمر پڑھی ہے کہ نہیں اگر پڑھی ہو تو اس کی گواہی دے چنانچہ اس کو ہر طرف پھرایا گیا لیکن کسی نے اس امر کی گواہی نہ دی لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ اس کو چھوڑ دیا جائے آئندہ اگر پیئے تو حد جاری کی جائے۔ (ناسخ التواریخ ج ۲ / ۳۱)

(۳۱) ماہ رمضان میں شراب پینے کی سزا

ابو مریم سے روایت ہے کہ نجاشی نامی شاعر نے امیر المومنینؑ کے زمانہ میں ماہ رمضان میں شراب پی۔ حضرت نے اس کو حاضر کر کے اسّی تازیانے لگائے اور اس کو قید کر دیا۔ دوسرے دن پھر اس کو بیس تازیانے لگائے نجاشی نے کہا۔ اے جناب شراب پینے کی حد اسّی تازیانے آپ نے کل مجھ پر لگائے تھے۔ اب آج پھر بیس تازیانہ کس جرم میں؟ حضرت نے فرمایا "یہ تیری اس جرأت کی سزا ہے جو تو نے ماہ رمضان کا خیال نہیں کیا اور شراب پی۔"

(بحار جلد ۹ صفحہ ۴۹۵)

(۳۲) متعدد بار شراب پینے کی پاداش

حضرت علی علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص پہلی، دوسری تیسری دفعہ شراب پیئے تو اس کو کیا سزا دی جائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلی دوسری اور تیسری بار شراب پینے والے کو اسّی تازیانہ مارنا چاہیئے اور اگر بالکل عادی ہے تو قتل کر دیا جائے۔ (قضاوتہا ۱۶۲)

(۳۳) شراب خوری کی پاداش

امام کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی اپنی کتاب مطالب السئول صفحہ (۸۶) میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے زمانہ میں شارب الخمر کو چالیس تازیانے لگائے جاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی حکومت کے اوائل میں بھی شرابی کو اتنی ہی حد رہی لیکن جب لوگوں نے اس سزا کو شراب خواری کے مقابلہ میں سبک سمجھا اور اس وجہ سے اس معصیت میں منہمک رہے تو حضرت عمرؓ نے لوگوں سے اس کی بابت مشورہ کیا تب حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان نے شراب پی تو نشہ ہوا جب نشہ ہوا تو ہذیان بکا جب ہذیان بکا تو افترا کیا اور مفتری کی حد اسّی تازیانہ ہیں لہٰذا شراب خور کو اسّی تازیانہ لگائے جائیں۔ حضرت علیؑ کے قول کو حضرت عمرؓ نے قبول کیا اور اس وقت سے شراب خوری کی سزا اسّی تازیانے لگائے جانے لگے۔

(۴۳) آج وہ فیصلہ کرونگا جو حضرت داؤد پیغمبرؑ کے فیصلہ کے مطابق ہوگا

علی بن ابراہیم قمی نے کتاب عجائب الاحکام اصبغ بن نباتہ سے اللہ نو
جناب امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ علیؑ نے ایسی دادرسی کی جو
عجیب تر نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا تھا لوگوں نے اصبغ سے
کہا کہ وہ کیا واقعہ تھا۔ اصبغ نے کہا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت علیؑ
کے ساتھ مسجد کوفہ میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک نوجوان نوخیز گریہ کر رہا ہے اور
لوگ اس کو چپ کرانے کی کوشش کر رہے ہیں جب اس نوجوان کی نظر حضرت
پر پڑی تو عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین! قاضی شریح نے میرے خلاف ایک
فیصلہ کیا ہے میں اس کے متعلق آپ کی خدمت میں اپیل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں
کیونکہ میری سمجھ میں وہ فیصلہ نہیں آیا۔ حضرت نے فرمایا بیان کرو کیا معاملہ ہے۔
اس نے عرض کی' میرا باپ کچھ لوگوں کے ہمراہ سفر پر گیا تھا جب یہ لوگ واپس آئے
تو میرا باپ ان کے ساتھ واپس نہیں لوٹا جب میں نے ان سے اپنے باپ کے متعلق سوال
کیا تو انھوں نے بیان کیا کہ اس نے وفات پائی جب اس کے مال و سامان کے متعلق پوچھا
تو انھوں نے کہا کہ اس نے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ میرے باپ
کے پاس کافی مال تھا چنانچہ میں نے یہ معاملہ قاضی شریح کے پاس پیش کیا انھوں نے
ان لوگوں سے قسم لی انھوں نے قسم کھالی اس کے بعد قاضی نے ان لوگوں کو رہا کئے
جانے کا حکم دے دیا۔ یہ میرا معاملہ ہے یا علیؑ۔ اب آپ ہی اس کے متعلق حق
فیصلہ کر سکتے ہیں۔ یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ آج میں وہ فیصلہ کرونگا
جو مجھ سے قبل کسی نہ کیا ہوگا۔ سوائے حضرت داؤد پیغمبرؑ کے۔ پھر حضرت نے قنبر
سے ارشاد فرمایا کہ ——— اے قنبر ذرا شرطۃ الخمیس کے کچھ آدمیوں کو تو بلانا۔

جب وہ لوگ آگئے تو آپ نے حکم دیا کہ جو لوگ اس جوان کے باپ کے ساتھ سفر پر گئے
تھے اس جوان سے پوچھ کر ان کو حاضر کیا جائے۔ جب وہ جملہ افراد آگئے تو آپ نے
ایک فراز نظر ان پر ڈالی اور ارشاد فرمایا۔ تمھارا گمان ہے کہ میں تمھاری حرکات
سے آگاہ نہیں ہوں۔ اگر ایسا ہے تو میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کو الگ
الگ مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا جائے۔ ازاں بعد آپ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کو
الگ الگ مسجد کے ستونوں سے باندھ دیا جائے ازاں بعد آپ نے اپنے کاتب
عبداللہ بن ابی رافع کو طلب کیا اور فرمایا ان کا اقرار نامہ تحریر کرو اور باقی لوگوں
سے فرمایا کہ جب میں تکبیر کہوں تو تم لوگ بھی تکبیر کہنا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ملزمین
میں سے ایک کو لایا جائے جب وہ آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم لوگ کس روز
گھر سے باہر نکلے تھے اس نے جواب دیا فلاں روز۔ آپ نے پوچھا کتنے آدمی تھے اور
مسافرت کس سال کس مہینہ کس تاریخ کس وقت واقع ہوئی تھی؟ دن کے
وقت نکلے تھے یا رات تھی۔ اس لڑکے کا باپ کس منزل پر پہونچ کر بیمار ہوا تھا۔ اس کا
علاج کیا تھا۔ کتنے روز تک اس کے مرض نے طول کھینچا؟ اور اس کو کیا دوا دی تھی
کس نے اس کی تیمارداری کی؟ کس روز مرا؟ کس نے اسکو غسل دیا۔ کس نے کفن پہنایا؟
کس نے اس کو قبر میں اتارا؟ ان تمام سوالات کے جواب میں وہ کچھ نہ کچھ بولتا رہا جب سوال
ختم ہوگئے تو آپ نے تکبیر کہی ساتھ ہی تمام اہل مسجد نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا جب
تکبیر کی آواز باقی ملزموں کے کان میں پہنچی تو وہ شک و شبہ میں پڑ گئے بلکہ بعضوں
کو یقین ہوگیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھی نے ان کے ساتھ غداری کی اور
صحیح واقعات بیان کر دیئے ہیں اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو زندان میں لے جاؤ
اور فرمایا دوسرا شخص لایا جائے جب وہ سامنے آیا تو حضرت نے فرمایا۔ تو یہ خیال
کرتا ہے کہ میں حقیقت واقعہ سے جاہل ہوں اگر ایسا ہو تو میں بڑا غافل و ناداں ہوں اب تو
بتلا کہ اس جوان کے باپ کی موت کیونکر واقع ہوئی۔؟ اس نے جواب دیا۔
"مولا میں بھی منجملہ ان لوگوں کے ایک ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں پہلے ہی سے
اس کے قتل پر رضامند نہ تھا بلکہ اس فعل سے کراہیت رکھتا تھا جب اس شخص نے

اقرار کر لیا تو آپ نے یکے بعد دیگرے ہر ایک کو طلب کیا اور ہر ایک نے چوتھا کا اپنے جرم کا اقرار کیا۔ آخر میں آپ نے دوبارہ پہلے شخص کو حاضر کیا اور اس نے بھی اقرار کر لیا۔ تب آپ نے اس جماعت سے مقتول کا مال بھی واپس دلوایا اور مقتول کی دیت بھی دلوائی۔!!

(۳۵) آگ لگانے کی سزا

حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس نے دوسرے شخص کا مکان جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔ آپؑ نے فیصلہ فرمایا کہ مکان والے کی یہ شخص قیمت ادا کرے پھر اس کو قتل کر دیا جائے (کافی ج ۲ صفحہ ۱۲۹)

(۳۶) قتل۔ چوری اور شراب خوری ایکساتھ کرنا

حضرت علی علیہ السّلام کے پاس ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جو ایک ہی وقت میں قتل چوری اور شراب خواری جیسے جرائم کئے ہوئے تھا۔

جناب امیر علیہ السّلام نے پہلے اس کو ۸۰ تازیانہ۔ شراب خوری کے جرم میں لگائے۔ پھر چوری کے الزام میں ہاتھ کی انگلیاں کاٹیں اور پھر قتل کے بدلہ میں قتل کرنے کا فیصلہ دیا۔ (قضاء تہا صفحہ ۱۸۳)

(۳۷) حیوان کے ساتھ جماع کرنیکی سزا

جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی حیوان سے جماع (زنا) کرے تو اس کے لئے پوری حد (۱۰۰ تازیانہ) سے کم حد ہے اور اس شخص سے حیوان کی قیمت وصول کی جائے اس کو اس حیوان کے مالک کو دے دی جائے کیونکہ یہ حیوان اب مالک کے کام کا نہ رہا (قضاء تہا صفحہ ۱۹۳)

(۳۸) ضعیف کی اولاد ضعیف ہوتی ہے

ایک عورت کو حضرت عمرؓ کی خدمت میں لایا گیا کہ اس پر زنا کا الزام تھا اس عورت کی شادی ایک ضعیف مرد سے ہوئی تھی قدرت الٰہی سے اس مرد ضعیف کی موت حالت جمع میں واقع ہوگئی اور اتفاقاً وہ عورت اس جماع سے حاملہ ہو گئی۔ بوڑھے کا انتقال ہو گیا اور بوڑھے کی پہلی اولاد نے اس عورت کے بچہ پیدا ہونے پر اسکو زانیہ قرار دیا کہ حرام کا بچہ جنا ہے۔ اور اس عورت کو انھوں نے دربار خلافت میں پیش کیا اور تہمت لگائی اور گواہان بھی گزرا دیے۔

اتفاق سے حضرت علی علیہ السلام بھی وہاں تشریف لائے آپ نے بھی تمام معاملہ سُنا اور پوچھا کس روز شادی ہوئی۔ کس وقت مفارقت عمل میں آئی کس وقت اس کی جان نکلی۔ عورت نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ فرمایا آپ سب لوگ چلے جاویں پھر دربار خلافت میں دوبارہ اس مقدمہ کو پیش کریں۔ جب دوبارہ یہ لوگ آئے تو حضرت علیؑ نے چھوٹے چھوٹے کئی بچوں کو دربار میں بلا لیا۔ اور اس عورت کے بچے کو ان میں شامل کر دیا۔ اور کہا کھیلو اس کے بعد سب بچوں کو بلا کر کہا کہ تم سب مٹکر زمین پر بیٹھ جاؤ پھر کہا اب کھڑے ہو جاؤ دوسرے بچے کھڑے ہو گئے لیکن اس عورت کے بچے نے جب کھڑا ہونا چاہا تو پہلے اس نے زمین پر ہاتھ کو ٹیکا پھر کھڑا ہو گیا۔ آپؑ نے فوراً کہا کہ یہ بچہ بھی اپنے باپ کا یعنی بوڑھے خاوند کا ہے اور یہ عورت زانیہ نہیں ہے کیونکہ یہ بچہ اپنی ناتوانی کی وجہ سے ہاتھ ٹیک کر کھڑا ہوا ہے اور بچوں میں یہ ناتوانی نہیں تھی۔ ضعیف کا نطفہ ہے اس لئے ضعیف طاقت لئے ہوئے ہے یہ اسی پیر مرد کی اولاد ہے۔ پھر آپنے اس بچہ کو اس کی میراث دلوادی اور جھوٹی گواہی دینے والوں پر جھوٹ کی حد جاری کرنے کا حکم دیا۔

(مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۹۰)

(۳۹) بردہ فروش کی سزا

جناب امیر علیہ السّلام کے پاس ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جو آزاد لڑکوں

اور چھوٹی بچیوں کو اغوا کر لیا کرتا تھا اور پھر اس کے بعد ان کو بیچ دیتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ اس کے جسم سے جدا کر دیا جائے۔ (وسائل جز ۹ صفحہ ۷۶)

(۴۰) کفن چور کی سزا

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مردے کی چیز چرانے والے کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا جس طرح زندہ کی چیز چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ایک دفعہ آپ کے پاس ایک کفن چور لایا گیا آپ نے اس کے بال پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا اس کے بعد لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے پیروں سے کچلیں چنانچہ لوگوں نے ان کو اتنا کچلا کہ وہ وہیں مر گیا۔

اسی طرح ایک اور نباش (قبر کھود کر کفن چرانے والا) آپ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے اس کی سزا کو روز جمعہ کے لئے اٹھا رکھا جب جمعہ آیا تو آپ نے اس کو اژدہام کے پیروں میں ڈلوا دیا جہاں وہ خوب روندا گیا یہاں تک کہ آخر میں ہلاک ہو گیا۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۶۷)

(نوٹ) پہلی سزا یعنی ہاتھ کاٹا جانا اسی وقت ہے جب جرم ابتدائی ہو یعنی پہلی چوری پہ۔ اور ہلاک اس وقت ہے جب تکرار جرم ہو۔ ہلاکت کی نوعیت میں امام وقت کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھے ہلاک کرے۔

(۴۱) جعلسازی کی سزا!

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص معن بن زائدہ نے خلافت کی جعلی مہر کھدوائی اور اس کے ذریعہ لوگوں سے کافی مال وصول کر لیا بالآخر گرفتار ہو کر حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ سے

مشورہ کیا کہ اس کو کیا سزا دینا چاہیے کسی نے کہا اس کا ہاتھ کاٹنا چاہیے کوئی بولا اس کو بر سر عام سولی دینا چاہیے پھر آپ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا اے ابوالحسن آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے لہٰذا بذریعہ تازیانہ اس کی کھال پر تعزیر کرنا چاہیے۔

(فتوحات بلاذری صفحہ ۵۷)

(۴۲) دو دھوکہ باز اور ان کی سزا

دو آزاد شخصوں نے اپنا پیشہ یہ قرار دیا تھا کہ شہر در شہر پھرتے تھے اور بازار میں جا کر ان میں سے ایک دوسرے کو بیچ آتا تھا پھر دونوں دوسرے شہر چلے جاتے تھے اور وہاں بھی یہی حرکت کرتے تھے اس طرح نہ معلوم کتنی مرتبہ انھوں نے خود کو فروخت کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا تھا اور خوب مال لوٹا تھا حضرت نے حکم دیا کہ ان کے ہاتھ قلم کئے جائیں کیونکہ یہ خود اپنے بھی چور ہیں اور لوگوں کے بھی چور رہیں (طرق حکمیہ ابن قیم صفحہ ۴۹)

(۴۳) ایک نامرد نے دھوکہ سے شادی کر لی

ایک نامرد شخص نے دھوکہ دے کر ایک عورت کے ساتھ شادی کر لی جب اس عورت پر انکشاف ہوا تو اس نے امیر المومنین کے سامنے مقدمہ پیش کیا آپ نے ان دونوں کے درمیان جدائی کر دی اور اس کا مہر اس نامرد شخص سے وصول کر کے اسے دیا اور اس دھوکہ دہی کے بدلہ اس کو تازیانہ بھی لگوائے۔

(وسائل ج ۳ صفحہ ۱۰۱)

(۴۴) جھوٹے گواہ کی سزا!

حضرت علی علیہ السلام کے پاس اگر جھوٹی گواہی دینے والا لایا جاتا تھا تو اگر

وہ مسافر ہوتا تھا تو اس کو اس کے شہر میں اور اگر کوفہ کا رہنے والا ہوتا تھا تو کوفہ کے بازاروں میں تشہیر کروا کر قید کر دیتے تھے۔ (وافی جز ۴ صفحہ ۳۰)

(۴۵) وہ کون سے جانور ہیں جو بچے دیتے اور کون سے انڈے دیتے ہیں

عیون الاخبار میں ابن قتیبہ دینوری تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کون سے جانور انڈے دیتے ہیں اور کون سے جانور بچے دیتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن حیوانات کے کان باہر کو نکلے ہوئے نہیں ہوتے یعنی ظاہر میں معلوم نہیں ہوتے وہ انڈے دیتے ہیں اور وہ جانور جن کے کان باہر کو نکلے ہوئے ہیں وہ بچہ دیتے ہیں۔

(۴۶) علم النفس کا ایک عجیب فیصلہ

ازالۃ الخفاء میں ہے کہ حادث کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت علیؑ کے پاس اپنی عورت کو لے کر آیا اور بیان کیا کہ اس نے نکاح کے وقت اپنا عیب پوشیدہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس کو جنون ہے حضرت نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عورت نہایت حسین و جمیل ہے اس سے دریافت کیا کہ تیرا شوہر کیا کہتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ مجھے جنون نہیں بلکہ مجامعت کے وقت غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ جنون ہے۔ حضرت نے یہ سنا تو اس کے شوہر کو حکم دیا کہ اس کو لے جاؤ۔ اور اچھا برتاؤ کرو تم اس کے کفو نہیں ہو تم یہ بھی نہیں جانتے کہ عورت مجنونہ ہے یا نازک مزاج۔!

(۴۷) علم قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا

مستدرک حاکم ج ۲ صفحہ ۲۰۵ میں ہے کہ زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ

ایک مرتبہ ہم رسالتمآب کی خدمت میں حاضر تھے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا مکتوب گرامی یمن سے پہنچا جس میں تحریر تھا کہ میرے پاس تین شخص آئے ان کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ انھوں نے بیان کیا کہ ہم نے اس کی ماں کے ساتھ ایک طہر میں مجامعت کی ہے اور ہر شخص ان میں کا اس لڑکے کو اپنا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ میں نے اس کے فیصلہ کا قرعہ ڈالا اور یہ شرط لگا لی کہ یہ شخص ان دو شخصوں کی دیت کا دو تہائی حصہ دے تو لڑکا اسے مل جائے گا۔ گویا غلام کے مسئلہ کی مثل حکم کیا۔ آنحضرتؐ یہ سنکر متبسم ہوئے اور فرمایا کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

(۴۸) علم تشریح الاعضاء کے ذریعہ فیصلہ کرنا

عقد الفرید میں ابن عبد ربہ اندلسی تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ عقل کا مسکن دماغ اور ہنسی کی جگہ جگر ہے۔ مطالب السؤل صفحہ ۲ میں علامہ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی لکھتے ہیں کہ "حضرت علیؑ جب خلیفہ ہوئے تو ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جس کے سمجھنے سے تمام عقلاء عاجز تھے۔ ایک شخص نے ایک خنثیٰ سے عقد کیا خنثیٰ کے دو عضو مخصوص تھے ایک مرد کی مثل اور دوسرا عورت کی مثل۔ اس شخص نے جس نے عقد کیا تھا مہر میں ایک کنیز دی اور خنثیٰ سے ہمبستری کی تو حمل قرار پا گیا اور مدت کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اس کے بعد اس خنثیٰ نے کنیز کے ساتھ ہمبستری کی تو وہ کنیز بھی حاملہ ہوئی اور اس سے بھی لڑکا پیدا ہوا۔ اس واقعہ کو لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے خنثیٰ کے حالات معلوم کئے اور دو غلاموں کو حکم دیا کہ جا کر اس کی دونوں طرف کی پسلیاں شمار کریں اگر برابر ہوں تو عورت ہے اور اگر داہنی طرف کی پسلیاں بائیں طرف کی پسلیوں سے ایک پسلی کم ہو تو مرد۔ گننے کے بعد معلوم ہوا کہ داہنی طرف کی پسلیاں بائیں طرف کی پسلیوں سے زیادہ ہیں تو آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ

یہ مخنث مرد ہے اور ان میں تفریق کرادی ۔ اور فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جب خداوند عالم نے آدم کو پیدا کیا تو ان کی بائیں طرف کی ایک پسلی سے حوا کو پیدا کیا ۔ یہی وجہ ہے کہ مرد کی بائیں طرف کی ایک پسلی عورت کی پسلیوں سے کم ہوتی ہے ۔ مرد کے تیئس ۲۳ اور عورت کے چوبیس ۲۴ پسلیاں ہوتی ہیں ۔

(۴۹) روز قیامت تمام بہشت کہاں ہونگے ؟

(وہ قضایا جو آنحضرت ؐ نے عہد رسالت میں فیصل فرمائے)

یہودی :۔ (خلیفہ ثانی سے مخاطب ہو کر) کیوں جناب جب ایک جنت کا عرض قرآن میں سموات و ارضین کے برابر بیان کیا گیا ہے تو روز قیامت تمام بہشت کہاں ہوں گے ۔

عمرؓ :۔ میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا ۔ علیؑ سے معلوم کرو ۔

یہودی :۔ یا علیؑ آپ بتائیے ۔

امیرالمومنینؑ :۔ بتاؤ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے ۔ ؟

یہودی :۔ علم خدا میں ۔

امیرالمومنینؑ :۔ پس اسی طرح بہشت بھی علم خدا میں ہوں گے ۔

جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو یہ آیۂ فاسئلوا اهل الذکر ؑ نازل ہوئی ۔

(۵۰) رسول ؐ خدا کیخلاف الزام تراشی کرنا

حنظلہ ابن ابو سفیان (عمیر ابن وائل ثقفی سے مخاطب ہو کر) اے عمیر تو علیؑ سے جا کر یہ کہہ میں نے محمدؐ کے پاس اسی مثقال سونا امانت رکھا تھا اور آپ اس کے

ضامن بنے تھے ۔ اب چونکہ محمدؐ مدینہ سے بھاگ آئے لہٰذا وہ سب مقدار آپ دیجئے ۔ اس پر اگر گواہ مانگیں تو قریش کے ہم سب لوگ گواہی کے لئے موجود ہیں ۔ اگر تو نے اس کام کو انجام دے دیا تو میں اس کے صلہ میں ایک سو مثقال سونا جس میں ہندہ کا ایک گلوبند دس مثقال کا شامل ہے ۔ دوں گا ۔

عمیر :۔ اچھا ابھی جاتا ہوں ۔ (یہ کہہ کر امیرالمومنین کے پاس آیا اور زر مذکور طلب کیا ۔

علیؑ :۔ مجھ کو تو خیال نہیں ہے کہ تو نے کوئی امانت میری ضمانت پر رسول اللہؐ کے پاس رکھی ہو ۔ لیکن مزید احتیاط کے لئے امانت رکھنے والوں کے نام دیکھتا ہوں ۔ (اس کے بعد حضرت نے تلاش کی لیکن کہیں اس کا نام نہ ملا فرمایا) اے عمیر تیرا دعویٰ غلط ہے ۔

عمیر :۔ یا علیؑ ۔ آپ کیا فرماتے ہیں ۔ اس واقعہ پر ابو جہل ، عکرمہ ، عقبہ ابن ابی معیط ۔ ابو سفیان ۔ اور حنظلہ میرے گواہ ہیں ۔

علیؑ :۔ اچھا سب کو بلا کر بیت اللہ میں بٹھاؤ ۔

جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو امیرالمومنین علیہ السلام عمیر سے مخاطب ہوئے ۔

علیؑ :۔ جب یہ امانت تو نے رسول ؐ خدا کو دی تھی ۔ تو کیا وقت تھا ۔ ؟

عمیر :۔ چاشت ! محمدؐ نے کر انھوں نے اپنے غلام کے سپرد کر دی تھی ۔

علیؑ :۔ اچھا تم جاؤ اور ابو جہل کو بھیجو ۔

ابو جہل :۔ میں کچھ نہیں جانتا ۔ مجھ سے اس معاملہ میں تعرض نہ کیا

علیؑ :۔ (ابو سفیان سے مخاطب ہو کر) یہ امانت کس وقت سپرد کی گئی تھی ۔

ابو سفیان :۔ غروب شمس کے وقت حضرت نے اس کو لے کر اپنی آستین میں رکھ لیا تھا ۔

علیؑ :۔ (حنظلہ سے مخاطب ہو کر) تم بتاؤ ؟

حنظلہ :۔ یہ واقعہ دوپہر کا ہے ۔ محمدؐ نے وہ سونا لے کر سامنے رکھ لیا تھا ۔

علیؑ :۔ (عقبہ سے) تم کیا جانتے ہو؟

عقبہ :۔ یہ سپہر کا واقعہ ہے۔

علیؑ :۔ اچھا عکرمہ تم بتاؤ۔

عکرمہ :۔ یہ ماجرا غروب شمس کا ہے۔ محمدؐ اس امانت کو دے کر خانۂ سیدہؑ میں چلے گئے تھے۔

علیؑ :۔ اے عمیر خدا تیرا چہرہ زرد کرے اور تیرے احوال کی اصلاح فرمائے یہ کیا ماجرا ہے تیرے ہر گواہ کا بیان جدا گانہ ہے۔

عمیر :۔ (شرمندہ ہو کر) یا علیؑ سچ تو یہ ہے کہ میں نے کوئی امانت محمدؐ کے پاس نہیں رکھی تھی۔ فلاں فلاں کے بہکانے سے میں نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ان لوگوں نے سو مثقال طلا دینے کا وعدہ کیا تھا یہ سن کر حضرتؑ نے اُن لوگوں سے فرمایا —— "بھلا تو یہ تلوار کس کی ہے؟

مشرکین :۔ حنظلہ کی۔

ابوسفیان :۔ یہ تلوار جودی کی ہے۔

علیؑ :۔ اے ابوسفیان! اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو بتا تیرا غلام مہلع الاسود کہاں ہے؟

ابوسفیان :۔ طائف میں ایک کام کے لئے گیا ہے۔

علیؑ :۔ کیا تجھکو اب اس کے واپس آنے کی کبھی امید ہے اگر ایسا ہے تو اُس کو بلا۔ ابوسفیان یہ سُنکر ساکت ہو گیا۔ اور حضرت دس غلام اشراف قریش کے ساتھ لے کر ایک مقام پر تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو کھود ڈالو جب وہ زمین کھودی گئی تو اس سے غلام مہلع قتل کیا ہوا برآمد ہوا۔ لوگوں نے یہ دیکھکر دریافت کیا کہ اس کو کس نے قتل کیا۔؟

حضرتؑ نے فرمایا۔" ابوسفیان اور اس کے بیٹے نے اس کو کچھ رشوت دے کر میرے قتل پر آمادہ کیا تھا۔ اس نے کمینگاہ سے نکل کر میرے قتل کے ارادے سے مجھ پر حملہ کیا۔ پس میں نے اس کا وار رد کر کے قتل کر ڈالا۔

اور یہ تلوار لے لی۔ جب یہ حیلہ نہ چلا تو ان لوگوں نے دوسرا حیلہ عمیر کے ذریعہ عمل میں لانے کی یہ سازش کی ہے۔ یہ سُنکر عمیر نے کہا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ

(۵۱) ایک آزاد اور غلام بچے کی میراث کا فیصلہ کرنا

ایک دیوار کچھ لوگوں پر گری اور وہ اس کے نیچے دب کر مر گئے۔ ان اموات میں ایک کنیز اور ایک آزاد عورت بھی تھی اور اس آزاد عورت کا ایک لڑکا آزاد مرد سے تھا اور اس جاریہ کے بھی ایک لڑکا غلام سے تھا ان دونوں بچوں میں حُر و مملوکؔ کی شناخت نہ ہوتی تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے دونوں لڑکوں پر قرعہ ڈالا جس کے نام حریّت کا قرعہ نکلا اس کو حُر سمجھا گیا اور دوسرے کو مملوک۔ اور دونوں بچوں کے درمیان عبد و مولا کی میراث کا حکم دیا گیا (مناقب شہر آشوب)

(۵۲) کونسی پہلی نعمت تھی جو خدا نے تم کو عطا کی

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ابی ابن کعبؓ نے رسول اللہؐ کے سامنے وَاسبغ علیکم نعمۃ ظاھرۃ وباطنۃ پڑھی۔ آنجنابؐ نے حاضرین محفل سے جسمیں ابوبکرؓ، عبیدہ، عمرؓ و عثمانؓ اور عبدالرحمٰن تھے فرمایا۔ بتاؤ وہ کونسی پہلی نعمت ہے جو خدا نے تم کو عطا کی اور اس کی وجہ سے تم کو آزمایا۔ یہ سُنکر سب اپنے دل میں سوچنے لگے کہ کھانا پینا بتائیں یا لباس و ذریّت و ازواج کا ذکر کریں۔ جب اسی غور و تامّل میں کچھ دیر ہو گئی تو حضرتؐ نے علی مرتضیٰؑ سے فرمایا۔

اے ابوالحسنؑ تم بتلاؤ۔؟

عرض کی! خدا نے مجھکو پیدا کیا حالانکہ میں کوئی چیز نہ تھا۔ پھر مجھ پر یہ

احسان کیا کہ زندہ رکھا مُردہ قرار نہ رکھا۔ مجھ کو مُناسب ترکیب کے ساتھ اچھی صورت کرم فرمائی۔ صاحب غور و فکر و حافظ بنایا۔ بیوقوف اور سہو کرنے والا نہ بنایا۔ مجھ کو شعور عطا کیا جس کے ذریعے میں ہر چیز کو جانتا ہوں اور معلوم کر لیتا ہوں۔ میرے اندر ایک سراج منیر قرار دیا اور اپنے دین کی ہدایت کی اور مجھ کو اپنی راہ سے گمراہ نہ کیا۔ آزاد بنایا غلام نہ بنایا، میرے لئے آسمان و زمین کو اور ہر اُس چیز کو جو اُن کے درمیان ہے مسخّر کیا پھر مرد بنایا عورت نہ بنایا۔ رسول اللہؐ ہر فقرہ پر فرماتے جاتے تھے "سچ کہا"

پھر فرمایا، اس کے بعد؟

عرض کی ——، اگر تم چاہو کہ خدا کی نعمتوں کا شمار کر لو تو ان کو شمار نہ کر سکو گے۔ یہ سُن کر رسول اللہؐ ہنسے اور کہا اے ابوالحسنؑ تم کو یہ علم و حکمت مُبارک ہو۔

"تم مجھ میرے علم کے وارث اور میرے بعد میری اُمّت پر اُن کے اختلافات کے وقت خبر اور حدیث کے بیان کرنے والے ہو" (مناقب شہر آشوب)

(۵۳) خواب میں زنا کرنا!

ایک شخص کسی دوسرے شخص کو پکڑے ہوئے خدمت امیرالمومنین علیہ السلام میں آیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ خواب میں میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے پس اس کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ فرمایا۔ اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پہ حد جاری کرے کیونکہ خواب مثل سایہ کے ہے۔ لیکن میں اس لئے اُس کو سزا دوں گا کہ آئندہ یہ اس قسم کی باتیں کر کے مسلمانوں کی دل آزاری نہ کرے۔

(مناقب شہر آشوب)

(۵۴) جنّت کی آرزو کون نہیں کرتا؟

بادشاہ روم کا ایک سفیر ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ وصی ہیں تو میرے اس سوال کا جواب دیجئے۔ وہ کون شخص ہے جو نہ جنّت کی خواہش کرتا ہے اور نہ دوزخ سے خوف کھاتا ہے۔ نہ خدا سے ڈرتا ہے نہ رکوع و سجود بجا لاتا ہے۔ مردہ اور خون کو کھاتا ہے۔ جس چیز کو دیکھا نہیں اس کی گواہی دیتا ہے۔ فتنہ کو دوست رکھتا ہے۔ حق سے بغض رکھتا ہے۔؟

ابوبکرؓ نے خاموشی اختیار کی۔

عمرؓ نے کہا یہ تو کُفر بالائے کُفر ہے۔

امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا

"یہ تمہارا خیال غلط ہے ایسا شخص اولیائے خدا سے ہے۔ کیونکہ نہ وہ جنّت کی آرزو رکھتا ہے اور نہ دوزخ سے ڈرتا ہے بلکہ خدا سے ڈرتا ہے۔ (یعنی جو کچھ وہ عبادت الٰہی و احکام بجا لاتا ہے۔ وہ نہ جنت کی لالچ میں بلکہ محض اس وجہ سے کہ وہ احکام خلّاق عالم ہیں) اور خدا کے ظلم سے نہیں ڈرتا۔ بلکہ اس کے عدل سے ڈرتا ہے۔ نماز جنازہ میں رکوع و سجود نہیں کرتا۔ ٹڈی مچھلی اور جگر کھاتا ہے۔ (جو درحقیقت خون ہے) مال اور اولاد کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہی فتنہ ہیں۔ اِنّما اموالکم و اولادکم فتنۃ اور جنت و نار کی گواہی دیتا ہے حالانکہ اس نے دیکھا نہیں۔ اور موت سے کراہت کرتا ہے۔ حالانکہ موت برحق ہے۔ (مناقب شہر آشوب)

(۵۵) زانیہ ہونے کا اقرار کرنا اور شوہر پر الزام رکھنا

عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ ایک مرد اور ایک عورت جھگڑا کرتے ہوئے آئے۔ مرد و عورت

سے کہتا تھا کہ تو زانیہ ہے اور مرد سے عورت کہتی تھی کہ تو مجھ سے زیادہ زانی ہے۔ عمرؓ نے حکم دیا کہ ان دونوں کے کوڑے لگائے جائیں۔

امیرالمومنین علیہ السلام کا اتفاقاً اُدھر سے گذر ہوا اس واقعہ کو سُنکر فرمایا۔ اے عمر جلدی نہ کر۔ اس عورت پر دو حدیں جاری کرنی چاہیئں۔

پوچھا کیوں؟

فرمایا اس لئے کہ اس عورت نے اپنے زانیہ ہونے کا خود اقرار کیا ہے اور اس مرد پر زنا کی تہمت رکھی ہے۔ (مناقب شہر آشوب)

(۵۶) ایک عجیب و غریب فیصلہ

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب عقبہ ابن ابی عقبہ مرا تو امیرالمومنین علیہ السلام بھی اس کے جنازے پر مع چند اصحاب کے جن میں حضرت عمرؓ بھی تھے تشریف لائے اور ایک شخص سے جو وہاں اس وقت موجود تھا فرمایا کہ عقبہ کے مرنے سے تیری عورت تجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ اب اس سے مقاربت نہ کرنا۔ عمرؓ نے کہا یا علیؑ یوں تو تمام ہی فیصلے آپ کے عجیب و غریب ہوتے ہیں مگر اس کا نمبر تو سب سے بڑھ گیا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص تو مرے اور دوسرے کی زوجہ اس پر حرام ہو جائے۔

فرمایا سُنو! یہ شخص عقبہ کا غلام ہے اور اس نے ایک آزاد عورت سے تزویج کر لی ہے اور اس عورت کو آج عقبہ کی کچھ میراث ملی ہے جس میں کچھ حصّہ اس غلام کا بھی شامل ہے۔ پس جب عورت کے شوہر کا حصّہ اس کی غلامی میں آگیا تو اس پر اسی قدر حصّہ عورت کا بحیثیت غلام ہونے کے حرام ہوگیا۔

● اب جب تک وہ عورت اس کو آزاد نہ کر کے دوبارہ تزویج نہ کرے مقاربت حرام ہوگی۔

(مناقب شہر آشوب)

(۵۷) زمین سے دو قبریں نکلیں گی

ابو بصیر نے حضرت امام حسین علیہ السّلام سے نقل کیا ہے کہ عہد اوّل میں کچھ لوگوں نے ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرائی لیکن وہ گر گئی۔ دوسری بار بنایا پھر گر گئی۔ اسی طرح کئی بار ہوا سب کے سب خلیفہ اوّل کے پاس آئے اور واقعہ بیان کیا مگر کوئی معقول سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار امیرالمومنین علیہ السلام سے بھی دریافت کیا گیا۔ فرمایا قبلہ کی طرف داہنے بائیں تھوڑی سی زمین کھودو۔ وہاں پر دو قبریں نکلیں گی۔ ان پر لکھا ہوگا۔ انا رضوی و اختی حبّا (میں رضوی اور میری بہن حبّا) ایسی حالت میں مرے کہ کسی طرح ذات خدا میں شرک کو روا نہ رکھا لیس ان دونوں لاشوں کو غسل و کفن دے کر نماز پڑھو اور دفن کر دو۔ اور پھر شوق سے وہاں مسجد بناؤ۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور پھر وہ مسجد نہ گری۔

(۵۸) پانچ شخصوں کو زنا کے جُرم میں سزا

عمرؓ نے ایک مرتبہ پانچ شخصوں کو علّت زنا میں رجم کا حکم دیا۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ ٹھہرو کیا کرتے ہو۔ سب کی حالت ایک سی نہیں اس کے بعد حضرتؑ نے ایک کو بلا کر قتل کرایا۔ دوسرے کو سنگسار۔ تیسرے پر حد جاری کرائی۔ چوتھے پر نصف حد یعنی پچاس کوڑے۔ پانچویں کو تعزیر دی۔

عمرؓ نے کہا یا علیؑ گناہ سب کا برابر تھا۔ آپ نے یہ کیا حکم فرمایا۔

آنحضرتؑ نے جواب دیا پہلا شخص ذمّی تھا۔ اس نے زن مسلمہ سے زنا کیا پس اپنے ذمّہ سے خارج ہو گیا۔ دوسرا شخص محصن یعنی عورت دار تھا۔ یعنی ایسی حالت میں اس نے زنا کیا۔ اس لئے اس کو سنگسار کیا گیا۔ تیسرا شخص غیر محصن تھا اس لئے حد جاری کی۔ چوتھا عبد تھا اس لئے نصف حد جاری کی

پانچواں مجنوں تھا اس کو تعزیر دی گئی۔

عمرؓ نے کہا " زندہ نہ رہوں میں اس اُمّت میں جہاں آپ نہ ہوں۔

(۵۹) شوہر دار عورت سے چھوٹے لڑکے کا فعل بد کرنا

ایک شوہر دار عورت سے ایک چھوٹے لڑکے نے فعل بد کیا۔ عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کو سنگسار کر دیا جائے۔

امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا۔ اس پر رجم واجب نہیں بلکہ حد لگانی واجب ہے کیونکہ تجویز کرنے والا مدرک نہیں۔

(۶۰) ایک شخص یمنی نے زنا کی!

ایک شخص یمنی نے جو صاحب زوجہ تھا مدینہ میں کسی عورت سے زنا کیا خلیفہ ثانی نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السّلام نے فرمایا اس پر رجم واجب نہیں کیونکہ یہ اپنے اہل سے غائب ہے۔ اور اس کے اہل دوسرے شہر میں ہیں اس پر حد لگاؤ۔

عمر نے کہا " خُدا مجھ کو نہ باقی رکھے کسی ایسی دشواری کے لئے جہاں علیؑ موجود نہ ہوں"!!

(۶۱) جوڑواں لڑکوں کے درمیان فیصلہ کرنا

خلیفہ ثانی کے پاس دو لڑکے جوڑواں لائے گئے جن میں سے ایک مر چکا تھا عمرؓ نے حکم دیا کہ تلوار سے دونوں کو جُدا کر دو۔

امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا۔ مُردے کے جسم کو قطع نہیں کیا جائے اسکی تدبیر یہ ہے کہ اس مردہ کو زمین کھود کر داب دیا جائے اور یہ زندہ لڑکا اوپر رہے

تین چار روز میں مردہ سڑ کر علیحدہ ہو جائے گا۔ اور زندہ باقی رہ جائے گا۔

(۶۲) عادی چور کی سزا

ایک مرتبہ عمرؓ کے سامنے ایک چور لایا گیا۔ حکم دیا گیا کہ اس کا ہاتھ قلم کر دو۔ دوسری مرتبہ پھر لایا گیا حکم ہوا اس کے پیر قلم کر دو۔ تیسری مرتبہ پھر پیش ہوا پھر قطع عضو کا حکم ملا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو ہاتھ پیر قطع ہو چکے اب قید کرنا چاہیئے۔

(۶۳) غلام کا آقا کو قتل کرنا

ایک غلام امیرالمومنین علی علیہ السّلام کے سامنے لایا گیا جس نے اپنے آقا کو قتل کر ڈالا تھا۔ حضرت نے غلام سے پوچھا تم نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے؟ اُس نے کہا "ہاں" فرمایا کیوں؟ کہا اس لئے کہ اُس نے بجبر میرے ساتھ فعل بد کیا تھا حضرت نے اولیائے مقتول سے پوچھا کیا تم نے اپنے ولی کو دفن کر دیا۔ کہا۔ ہاں! فرمایا کتنی دیر ہوئی جواب ملا ابھی ابھی! حضرت نے خلیفہ ثانی سے (یہ مقدمہ انھیں کے دربار میں پیش تھا۔) فرمایا کہ اس لڑکے کو تین روز تک بغیر کسی سزا کے قید رکھو۔ اور پھر اولیائے مقتول سے کہا کہ تین روز بعد میرے پاس آنا جب تین روز ہو چکے تو آپؑ عمرؓ کو لئے ہوئے مع اولیائے مقتول مقتول کی قبر پر پہنچے۔ اور فرمایا کہ قبر کھول کر دیکھو اور مردہ کو باہر نکالو۔ جب قبر کھولی گئی تو میت کا قبر میں نام و نشان نہ تھا۔ یہ خبر حضرت عمرؓ کو دی گئی۔ فرمایا اللہ اکبر! رسول اللہؐ نے سچ کہا ہے کہ " جو شخص میری اُمّت میں سے قوم لوط کا سا عمل کرے گا اور اس حالت میں مر جائے گا تو قبر کے اندر تین روز سے زیادہ نہ ٹھہرے گا زمین اسکی لاش کو قوم لوط کے مہلکین کی طرف پھینک دے گی۔

(مناقب ابن شہر آشوب)

(۶۴) قتل کا حکم دیا لیکن وہ بچ رہا

ایک شخص نے کسی کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا۔ مقتول کا باپ قاتل کو لے کر عمر کے پاس آیا۔ انھوں نے قتل کا حکم دیا۔ جلاد نے دو تلواریں اس کو ماریں اور یہ خیال کیا کہ وہ مر گیا لیکن رمق جان رہ گئی تھی لوگ اس کو اٹھا کر لے گئے اور اس کا علاج شروع کیا چھ مہینے کے بعد زخم بالکل اچھے ہو گئے۔ مقتول کا باپ پھر اس شخص کو پکڑ کر عمر کے پاس لایا انھوں نے پھر قتل کا حکم دیا۔ وہ شخص امیرالمومنین علیؑ کے پاس فریاد لایا حضرت نے عمرؓ سے کہا تم نے یہ کیا حکم دیا۔ کہا النفس بالنفس۔ فرمایا کیا تم نے اس کو قتل نہیں کرایا تھا۔ عرض کیا کیوں نہیں مگر وہ زندہ رہ گیا۔ پوچھا کیا اب دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ عمرؓ نے کہا آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔ حضرت نے مقتول کے باپ سے کہا کیا تم نے اس کو ایک مرتبہ قتل نہیں کیا اس نے کہا ضرور کیا لیں کیا میرے لڑکے کا خون باطل ہو گیا؟ فرمایا نہیں لیکن حکم یہ چاہتا ہے کہ تجھے اس شخص کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ تجھ سے پہلے اس کا قصاص لے جو تو اس کے ساتھ کر چکا ہے۔ اس کے بعد تو اپنے لڑکے کے جرم میں اس کو قتل کر ڈالنا اور آگاہ ہو کہ اس کا قصاص جو تیرے اوپر ہے وہ تیری موت ہے اور اس کا دینا ضروری ہے۔ یہ سُنکر وہ شخص حیران ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے بیٹے کے خون سے درگذرا۔ وہ مجھے قصاص معاف دے غرضیکہ ان دونوں کے درمیان اس کی بابت ایک کاغذ تحریر ہو گیا جب عمرؓ نے یہ فیصلہ دیکھا تو اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے اور کہا شکر ہے خدا کا۔ اے علیؑ تم اہلبیتؑ پر رحمت ہو۔ اور پھر کہا "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔"

(۶۵) لڑکے اور لڑکی پر جھگڑا کرنا

ایک بار دو کنیزیں ایک لڑکے اور لڑکی میں جھگڑا کرتی ہوئی عمرؓ کے پاس آئیں

عمرؓ نے کہا علیؑ کو بلاؤ اس میں وہ فیصلہ کریں گے۔ جب امیرالمومنینؑ آئے تو تمام قصہ بیان کیا گیا۔ فرمایا دو شیشیاں منگاؤ اور ان کو وزن کر کے ان کنیزوں کو دو کہ اپنا اپنا دودھ اس میں بھریں جب وہ شیشیاں دودھ سے بھری ہوئیں آگئیں۔ فرمایا اب پھر وزن کرو جس کی شیشی بھاری ہو اسی کا لڑکا ہے اور جس کی شیشی ہلکی ہو اس کی لڑکی۔ عمرؓ نے کہا یہ کیسے فرمایا؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

للذکر مثل حظ الانثیین ۔ مرد کے لئے عورت سے دوگنا حصّہ ہے۔

(۶۶) ان کی کتاب اُٹھائی گئی

ایک مرتبہ مجوسیوں کی نسبت عمرؓ نے کہا کہ یہ لوگ نہ یہودی ہیں اور نہ نصرانی نہ ان کے پاس کوئی کتاب ہے۔ امیرالمومنین علیہ السّلام نے فرمایا۔ نہیں ان کے پاس کتاب تھی لیکن وہ اُٹھائی گئی اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کا ایک بادشاہ تھا جس نے حالت نشہ میں اپنی لڑکی سے مقاربت کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ بہن سے فعل بد کیا جب نشے سے افاقہ ہوا تو کہا اس سے برات کی کیا صورت ہو۔ ارکین سلطنت نے مشورہ دیا کہ تمام اہلِ مملکت کو جمع کر کے یہ کہہ دے کہ میرے نزدیک یہ حلال ہے اور اُن کو مجبور کر کے وہ بھی اس کو رواج دیں۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے اور یہ حلّت کا فتویٰ سُنایا گیا تو لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے غضبناک ہو کر زمین میں ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں خوب اچھی طرح سے آگ روشن کرا کے حکم دیا کہ جو شخص انکار کرے اس کو اس گڑھے میں ڈال دیا جائے۔ اور جو قبول کرے اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اس رسم بد کے رائج ہونے کی وجہ سے کتاب خدا اُن کے درمیان سے اُٹھ گئی۔

(۶۷) دو شخصوں کی امانت ایک عورت کے پاس

دو شخصوں نے ایک عورت کے پاس کچھ امانت رکھی اور کہا کہ جب تک ہم دونوں

شخص بلکہ تیرے پاس نہ آئیں اس کو ہرگز نہ دینا کچھ روز بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ وہ امانت مجھے دیدے۔ میرا ساتھی مر گیا۔ اس عورت نے انکار کیا لیکن جب اصرار زیادہ ہوا تو مجبوراً وہ امانت اس کے سپرد کر دی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت کو طلب کیا۔ عورت نے کہا وہ تو تیرا ساتھی یہ کہہ کر لے گیا کہ میرا رفیق مر گیا ہے۔ اس نے کہا میں اس کو نہیں جانتا اور عورت کو پکڑ کر عمرؓ کے پاس لایا۔ عمرؓ نے عورت سے کہا تو ضامن ہے۔ وہ عورت جناب امیر علیہ السلام کے پاس فریاد لائی۔ حضرت نے اس شخص سے فرمایا جب تم نے یہ شرط کر لی تھی کہ جب تک ہم دونوں ساتھ نہ آئیں یہ امانت نہ دینا۔ اب تو کیسے طلب کر رہا ہے۔ جا! اور اپنے رفیق کو لے کر آ! تاکہ تیرے بعد وہ اس صورت سے امانت طلب نہ کرے۔ اور شرط کے ساتھ ادا بھی ہو جائے۔

یہ سنکر وہ شخص ساکت ہو گیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ از روئے حیلہ عورت کا مال حاصل کرنا چاہتا تھا۔ (مناقب شہر آشوب)

(۶۸) دو بیویاں اور ایک شوہر!

ایک شخص کی دو بیویاں تھیں ایک انصاریہ اور دوسری ہاشمیہ۔ انصاریہ کو اس نے طلاق دی اور کچھ مدت کے بعد مر گیا پس انصاریہ نے بغرض حصول میراث عثمانؓ کے سامنے دعویٰ کیا کہ شوہر کی موت اس کے عدۂ طلاق میں واقع ہوئی اور اس کے گواہ بھی پیش کئے۔ عثمانؓ نے اس قضیہ کو امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پیش کیا حضرت نے فرمایا اس سے اس بات کا حلف لو کہ قبل شوہر کی وفات کے تین طہر ختم نہ ہوئے تھے۔ اگر قسم کھائے تو میراث دے دی جائے ورنہ نہیں یہ سنکر عثمان نے زن ہاشمیہ سے کہا کہ یہ فیصلہ تیرے ہی ابن عم کا ہے اس نے کہا میں اس پر راضی ہوں۔ زن انصاریہ نے قسم نہ کھائی اور میراث چھوڑنا قبول کر لیا۔ (مناقب شہر آشوب)

(۶۹) دو سر اور دو سینے والا بچہ اور اسکی میراث

عہد امیر المومنین علیہ السلام میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا جس کے دو سر تھے اور دو سینے تھے پس حضرت سے سوال کیا گیا کہ اس کو میراث کیسے دی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو سلا دو اور پھر بلند آواز سے پکارو اگر اس کے جسم کے دونوں حصے ایک بار ہی جاگ جائیں تو میراث ایک ہوگی۔ اگر ایک حصہ جاگ جائے ایک باقی رہے تو دو میراثیں ہوں گی۔

(۷۰) کسی شخص کو خطاءً قتل کرنا

امیر المومنینؑ کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس نے کسی شخص کو خطاءً قتل کر ڈالا تھا حضرت نے اس سے پوچھا تیرے اہل قبیلہ اور قرابت دار لوگ کہاں ہیں۔ کہاں ہیں۔ کہا میرے قرابت دار موصل میں ہیں۔ حضرت نے اس کی بابت تحقیق کی۔ لیکن کوئی قرابت دار یہاں نہ معلوم ہوا۔ آپ نے حاکم موصل کو لکھا کہ فلاں ابن فلاں نے جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے ایک مسلمان شخص کو خطاءً قتل کر دیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں اہل موصل سے ہوں۔ وہاں میرے قرابت دار اور اہلبیت ہیں۔ پس میں اس کو مع اپنے رسول فلاں بن فلاں کے جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے روانہ کرتا ہوں جب یہ دونوں تیرے پاس پہنچیں اور تو میرا خط پڑھے تو اس کی تحقیق کرنا۔ اور قرابت داروں کا حال معلوم کرنا اگر موصل میں سے مسلمان قرابت دار وہاں ہوں تو ان کو جمع کرنا اور جو شخص ان میں سے ایسے ہوں کہ موافق کتاب اللہ کے بغیر کسی مانع کے اس کی میراث ان کو پہنچتی ہو اور وہ لوگ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہوں تو جو باپ کے قرابت دار ہوں ان سے دو ثلث اور جو ماں کے قرابت دار ہوں ان سے

ایک ثلث دیت طلب کرا اور اگر باپ کے قرابت دار نہ ہوں تو دیت کے قرابتداروں پر تقسیم کر دو۔ اور اس دیت کو ان سے تین برس کے درمیان میں قسطیں کر کے لے لے۔ اور اگر نہ کوئی قرابتدار ماں کی طرف کا ہو نہ باپ کی طرف کا تو اس دیت کو اہل موصل میں سے ان لوگوں پر تقسیم کر جن میں یہ شخص پیدا ہوا ہے۔ اور نشوونما پائی ہو لیکن اس میں انکا غیر کوئی اہل شہر نہ داخل کرنا چاہیئے۔ پس ان لوگوں سے بھی دیت لینے کے لئے بھی تین سال مقرر کرنا اور ہر سال کے لئے ایک حصہ معین کر دینا اور اس کا اگر موصل میں کوئی قرابتدار ہو ہی نہیں اور نہ اہل ہو تو اسں کو میری طرف مع قاصد کے لوٹا دینا میں اس کا ولی اور دیت ادا کرنے والا ہوں۔ تاکہ ایک مرد مسلم کا خون باطل نہ ہو۔

(۷۱) اگر کوئی بے گناہ قتل کر دیا جائے

اگر قاضی (جج) کی غیر اختیاری غلطی سے کوئی قتل کیا جائے (مثلاً جھوٹی گواہیوں کی بنا پر قاضی کسی کو رجم کرے اور بعد میں ثابت ہو کہ وہ شخص بے گناہ تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی دیت حکومت وقت بیت المال سے ادا کرے۔ (وافی ج ۲ صفحہ ۱۲۷)

(۷۲) گائے اور اونٹ کے جھگڑے کا فیصلہ

ایک شخص ایک دوسرے شخص کا گریبان پکڑے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ اس کی گائے نے میرے اونٹ کا پیٹ سینگ مار کر پھاڑ ڈالا ہے جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ حیوانات پر دیت نہیں ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہؐ سے سُنا ہے کہ لاضرر ولاضرار۔ کوئی شخص کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اگر پہنچائے تو

تو اس کا ذمہ دار ہے اگر گائے والے نے اونٹ کی گزرگاہ پر اپنی گائے لا کر باندھی تھی تو دوسرا مرد اس کا ذمہ دار ہے۔ اور اس کو دیت دینا چاہیئے ورنہ نہیں چنانچہ جب سوال کیا گیا تو معلوم ہوا واقعی گائے اونٹ کے راستہ پر باندھی گئی تھی لہٰذا حضرت عمرؓ نے گائے کے مالک سے اونٹ کے دام وصول کر کے اونٹ والے کو دے دیئے۔ (قضا ۱۵۸)

(۷۳) دو کشتیوں کا تصادم

حضرت علی علیہ السلام سے ایک سوال دریافت کیا گیا کہ اگر دریا میں دو کشتیاں آپس میں ٹکرائیں تو ان کا کس طرح فیصلہ کیا جائے گا۔؟

حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ جس کشتی نے پہلے ٹکر لگائی ہے۔ وہ کشتی ٹکر کھانے والی کشتی کے ضائع شدہ مال کی ضامن ہے۔ (مناقب شہر آشوب)

(۷۴) امیر معاویہ نے اسطرح فیصلہ کیا جسطرح

جناب امیرؑ نے فیصلہ کیا تھا!

ابن الحر الجعلی کہتا ہے کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس تھا کہ دو شخص ایک کپڑے پر جھگڑا کرتے ہوئے آئے۔ ایک کہتا تھا میرا ہے اس پر گواہ بھی رکھتا تھا دوسرا کہتا تھا میرا ہے۔ میں نے بازار سے ایک شخص سے خریدا ہے جسکو میں نہیں جانتا۔ معاویہ نے کہا۔ کاش اس معاملہ میں علیؑ فیصلہ کرتے تو خوب ہوتا!

راوی کہتا ہے کہ میں نے معاویہ سے کہا کہ میں ایک روز میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا انھوں نے اس قسم کا قضیہ فیصل فرمایا تھا۔ اور کپڑا اُس شخص کو دلایا تھا جس کے گواہ تھے اور دوسرے سے کہا تھا کہ تو بائع کو لا۔ معاویہ نے یہ سُنکر اس قضیہ کو اسیطرح فیصل کیا (مناقب شہر آشوب)

(۷۵) مجامعت کا ایک عجیب فیصلہ

جابر ابن عبداللہ بجیلی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا امیرالمومنین میں نے اپنی عورت سے منی کو روکا تھا مگر وہ حاملہ ہو گئی ہے۔ فرمایا کہ تو اس بات کی قسم کھا کہ تو نے مجامعت کر کے قبل پیشاب کرنے کے دوسری مرتبہ تو اس سے جماع نہیں کیا اُس نے کہا ایسا تو ضرور ہوا ہے فرمایا بس لڑکا تیرا ہے۔ (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پہلی مرتبہ کے جماع کی منی کا بقیہ دوسری مرتبہ کے جماع میں خارج ہو گیا ہو۔) (مناقب شہر آشوب)

(۷۶) غلام کا سر کاٹ لو!

ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا اتفاقاً وہ دونوں راستہ میں لڑ پڑے لڑکے نے غلام کو مارا غلام نے اس کو گالیاں دیں اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا اس کا غلام ہے جب یہ قضیہ امیرالمومنینؑ کے پاس پہنچا تو حضرت علیؑ نے قنبر سے فرمایا۔ دیوار میں دو سوراخ بناؤ اور ان دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سر ان سوراخوں سے باہر نکالیں۔

پھر فرمایا۔ اے قنبر رسولؐ اللہ کی تلوار اُٹھا لاؤ۔ قنبر تلوار لائے تو کہا۔ جلدی سے غلام کا سر کاٹ لے۔ جو غلام تھا اُس نے یہ سُن کر خوف سے اپنا سر اندر کی طرف سے باہر کھینچ لیا۔ اور دوسرا اسی طرح رہا پس حضرت نے غلام کو سزا دی اور اس کے آقا کی طرف لوٹا دیا۔ اور فرمایا اگر اب ایسا کیا تو تیرا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔ (مناقب شہر آشوب)

(۷۷) علم نفسیات کا عجیب فیصلہ

ایک شخص نے مرتے دم اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم سونپے اور

وصیت کی کہ جب تمھاری ملاقات میرے لڑکے سے ہو تو اس میں جو تم چاہو اس کو دے دینا چنانچہ جب اس سے ملاقات ہوئی تو امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اس لڑکے کو کتنا دو گے۔ کہا ایک ہزار درہم۔ حضرت نے فرمایا۔ اب اس کو نو ہزار درہم دو اور ایک ہزار درہم خود لو۔ کیونکہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار درہم ہیں۔

(۷۸) مالِ خدا میں قصر کرنا اور اسکی سزا

ایک بار امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے دو شخص پیش کئے گئے جنھوں نے مالِ خدا میں قصر کیا تھا ایک اُن میں سے غلام تھا مالِ خدا سے اور دوسرا غلام تھا آدمیوں کے حقوق سے حضرت نے کہا اس غلام پر جو مالِ خدا سے ہے کوئی حد نہیں کیونکہ بعض مالِ خدا نے بعض مالِ خدا کو کھا لیا لیکن دوسرے پر حد جاری کی جائیگی۔ بس اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔

(۷۹) جادوگر کی سزا

حضرت علی علیہ السلام جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اگر دو عادل شخص کسی کے متعلق یہ گواہی دیں کہ وہ جادوگر ہے تو اس کا خون مباح ہے یعنی حاکم عادل کو اس کے قتل کرنے کا حق حاصل ہے۔

(وافی جزء ۹ صفحہ ۶۹)

(۸۰) حاملہ عورت پر زنا کے جرم میں سزا

ایک زنِ حاملہ بعلت زنا حضرت عمرؓ کے سامنے لائی گئی حضرت عمرؓ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا گزر اسی طرف سے

ہوا۔ فرمایا کیں غضب کرتے ہو۔ کیا اس کے ساتھ بچے کو بھی مار ڈالنے کا ارادہ ہے۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ "کوئی کو بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی،" کہا حضرت عمرؓ نے کہ پھر کیا کروں؟ فرمایا اس کو وضع حمل کی مہلت دو۔ جب یہ بچہ پیدا ہو جائے اور کوئی شخص اس کا متکفل ہو جائے تب اس پر حد جاری کرنا۔ اتفاقاً جب اس عورت نے بچہ جنا تو مرگئی اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔"

(۸۱) دھوکہ سے سفید داغ والی عورت سے نکاح کرنا

ایک عورت مرض برص (سفید داغ) میں مبتلا تھی اس کی شادی ایک مرد سے کر دی گئی جب شوہر کو پتہ چلا تو اس نے مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے فرمایا اس عورت کا مہر شوہر پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ولی پر ہے جس نے اس کا نکاح دھوکہ سے کر دیا ہے۔ اور اگر اس نے نہ کرایا ہوتا اور اس مرد نے خود کیا ہوتا۔ در آنحالیکہ اس کو اس کے مرض کا پتہ نہ تھا۔ عورت مہر کی مستحق نہ ہوتی۔ (قضاوتہا صفحہ ۱۸۱)

(۸۲) لواطہ کی پاداش

خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کو لکھا کہ یہاں ایک مرد ہے جو عورت کی طرح فعلِ بد کراتا ہے۔ جناب ابوبکرؓ نے اصحاب سے مشورہ کیا بعض نے کہا اسکو سنگسار کر دینا چاہیئے۔ بعض نے کہا اسکو قتل کرنا چاہیئے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ عرب کے لوگ منہ کرنے کو بہت برا جانتے ہیں آپ کی اس میں کیا رائے ہے آپؑ نے فرمایا۔ میرے نزدیک اسکی سزا یہ ہے کہ اسکو آگ میں ڈالدیا جائے چنانچہ وہ آگ میں ڈالدیا گیا۔ (ارجح المطالب صفحہ ۱۲۶)

(۸۳) ماہ رمضان میں جماع کرنیکی سزا

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی روزہ ماہ رمضان میں اپنی زوجہ کے ساتھ جبراً جماع کرے تو اس پر دو کفارہ ہیں وہ یہ کہ وہ دو بندہ غلام کو آزاد کرے۔ یا ایک سو بیس ۱۲۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا چار ماہ روزے رکھے اور امام اس کو پچیس ۲۵ تازیانہ لگائے اور اگر زوجہ راضی ہو تو کفارہ میں وہ نصف کی ذمہ دار ہوگی۔ (وافی ج ۲ صفحہ ۴۰۰)

(۸۴) شاطر چور کا اکیس ۲۱ بار چوری کرنا

امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں ایک دفعہ قبیلہ بنی کندہ کا ایک نہایت خوبصورت و خوش پوشاک جوان لایا گیا جس پر چوری کا الزام تھا حضرت نے اس کی شکل کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اے جوان خوش رو کتنے افسوس کی بات ہے کہ تو نے اس زیبائی صورت و جوانی، خوش پوشاکی و عالی نسبی کا کوئی خیال نہ کیا اور خود کو داغدار بنا دیا۔ جس کے نتیجہ میں اب تیرا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے۔ یہ سنکر اس شخص نے اپنا سر نیچے جھکا لیا اسکے بعد کہا اے امیرالمومنینؑ للہ میرے حال پر رحم کیجئے۔ خدا کی قسم میں نے آج تک چوری نہیں کی تھی یہ میرا پہلا گناہ ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرے حال پر افسوس ہے خدا کسی کو ایک گناہ پر رسوا نہیں کرتا۔ سچ تو یہ ہے کہ چند مرتبہ تو نے یہ حرکت نہیں کی ہے یہاں تک کہ تو گرفتار ہوا اور اب تیرا ہاتھ قطع کیا جا رہا ہے۔ یہ سنکر وہ مرد کنندی رونے لگا۔ اور حضرت کے دامن سے لپٹ گیا۔ اور اس نے عرض کی یا علیؑ! خدارا میرے حال پر اور میرے عیال کے حال پر رحم کیجئے کیونکہ مجھ پر تیرہ ۱۳ نفر عیال کا بار ہے جن کا واحد سہارا میں ہوں۔ اگر میرا ہاتھ کاٹا

گیا تو وہ بے سہارا ہو جائیں گے ۔ یہ سُنکر حضرتؑ نے اپنا سَر جھکا لیا ۔ اور تھوڑی سی دیر تک انگشت مُبارک سے زمین کو کُریدتے رہے ۔ پھر فرمایا ۔ جاؤ لے جاکر اس کا ہاتھ قطع کر دو کیونکہ اس کے سوائے کوئی چارہ کار نہیں ہے ۔ چنانچہ لوگوں نے اس کی گریہ و زاری کی کوئی پرواہ نہیں کی اور لیجا کر اس کا ہاتھ قطع کر دیا ۔ پھر جب کٹے ہوئے ہاتھ کی انگلیاں حضرتؑ کے سامنے ڈالی گئیں تو اس شخص نے اقرار کیا کہ خُدا کی قسم میں نے ننانوے مرتبہ چوری پہلے کی تھی اور یہ چوری جس پر پکڑا گیا ہوں اس سے میری سَو چوریاں مکمل ہو گئیں ۔ اب تک خداوند کریم میری پردہ پوشی کرتا چلا آیا تھا جیسے میں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ۔ حضرتؑ نے فرمایا بیشک اللہ ایسا ہی غفور و رحیم ہے وہ کسی بندہ پر پہلی بار عقوبت نہیں کرتا ۔ یہ قضیہ دیکھکر لوگ حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے ٹوٹ پڑے ۔ اور کہنے لگے یا علیؑ خداوند کریم آپ کے سایہ کو ہمارے اوپر باقی رکھے جب تک آپ کا سایہ باقی ہے ہم بخیر و عافیت ہیں ۔

(بحار الانوار ج ۹ صفحہ ۶۹۲)

(۸۵) چور کا قتل کرنا جائز ہے

حضرت علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا اگر تمھارے گھر میں کوئی ایسا چور داخل ہو جائے جو لڑنے پر آمادہ ہو تو اس کو قتل کر دو ۔ کوئی پرواہ نہ کرو ۔ اس کے خون کا میں جوابدہ ہوں ۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۳۱)

اس ہی سلسلے میں ایک دن ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک چور نے گھر میں گھس کر میری بیوی کے زیورات اُتار لئے ۔ آپ نے فرمایا اگر محمد بن حنفیہ (آپ کے فرزند) کے ساتھ ایسا ہوتا تو وہ تلوار مارے بغیر نہ چھوڑتا ۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۳۱)

قول : حضرت علیؑ کا فرمان ہے کہ " اللہ تعالیٰ اس شخص کو دشمن رکھتا ہے جس کے

گھر میں چور داخل ہو اور وہ اس سے جنگ نہ کرے ۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۳۱)

(۸۶) زانی کا قتل اگر شادی شدہ ہے تو جائز ہے

ابن مسیب کہتے ہیں کہ امیر معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ وہ حضرت علیؑ سے پوچھیں کہ ایک شخص نے کسی شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے دیکھا اور غصہ میں آکر اس کو قتل کر دیا ۔ اس کا کیا حکم ہے ؟

حضرتؑ نے ارشاد فرمایا اگر زانی شادی شدہ ہے (یعنی اس کی بیوی موجود ہے) تو قاتل کو بری کر دیا جائے ۔ کیونکہ زانی واجب القتل تھا ۔

(مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۲۰۰)

(۸۷) وہ کونسا عدد ہے جو ۹ کسروں میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے

ینابیع المودۃ میں روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے گھوڑے پر سوار ہونے کے لئے رکاب میں پائے مبارک رکھے ہی تھے کہ ایک یہودی نے سوال کیا کہ وہ کونسا عدد ہے جس میں سے ۹ کسروں میں سے سب کسریں نکلتی ہیں ۔ اس میں نصف بھی ہو ۔ تہائی ۔ چوتھائی ۔ پانچواں ۔ چھٹا ۔ ساتواں ۔ آٹھواں ۔ نواں ۔ دسواں حصہ بھی اور سب صحیح سالم عدد ہوں حضرت علی علیہ السّلام نے اسی وقت فی البدیہہ جواب دیا کہ اپنے ہفتہ کے ایام کو سال کے دنوں سے ضرب دے دو ۔ جو حاصل ضرب ہو اس سے تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا ۔

(نوٹ ۔ عرب قمری حساب سے ہر سال کے ۳۶۰ دن لیتے ہیں ان کو سات سے ضرب دو تو ۲۵۲۰ حاصل ضرب ہوتے ہیں اور یہی عدد ہے عدد مندرجہ بالا جو ۲۵۲۰ ہے اُن تمام عدد سے برابر تقسیم ہو جاتا ہے ۔ مثلاً $\frac{1}{2}$ برابر ہے ۱۲۶۰ اور $\frac{1}{3}$ برابر ہے ۸۴۰ و $\frac{1}{4}$ برابر ہے ۶۳۰

$\frac{1}{8}$ برابر ہے ۳۱۵، $\frac{1}{6}$ برابر ہے ۴۲۰، اور $\frac{1}{10}$ برابر ہے ۲۵۲۔ اس طرح کل تقسیم نکل آتی ہیں اور کسر لازم نہیں آتا۔

(۸۸) مسئلہ دیناریہ

میرے لوگ میرا حصہ نہیں دے رہے ہیں۔

ایک عورت جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی حضرت اس وقت اپنے گھر سے نکل کر سوار ہو رہے تھے ایک پاؤں رکاب میں رکھ چکے تھے کہ وہ عورت بولی۔ کہ یا علیؑ میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مر گیا لوگوں نے مجھے اس کے ترکے سے صرف ایک دینار دیا ہے میں آپ سے اپنا حق اور انصاف چاہتی ہوں جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تیرے بھائی کی دو بیٹیاں ہونگی اس نے کہا جی! آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کا حصہ ۴۰۰ دینار ہوا پھر کہا تیری اور تیرے بھائی کی ماں بھی ہو گی انکا حصہ سو دینار ہوا۔ اب تیرے بھائی کی بی بی ہو گی تو اسکو ۷۵ دینار ملیں گے پھر کہا تیرے اس کے علاوہ بارہ بھائی ہیں اس نے کہا ہاں تو اس طرح ہر بھائی ۲۲ دینار ہوئے یعنی ۲۴ دینار تمام بھائیوں کو ملے۔ باقی رہا ایک دینار تو وہ تیرا ہے۔ اس طرح وہ لوگ تجھ کو ٹھیک دے رہے ہیں۔ $\frac{\text{بیٹیاں}}{400} + \frac{\text{ماں}}{100} + \frac{\text{۱۲ بھائی}}{24} + \frac{\text{بہن}}{1} = 600$

(۸۹) مسئلہ منبریہ

میری بیٹی کو اس کا حصہ صحیح دلایا جائے

ابن طلحہ الشافعی ذیل کی عبارت میں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام منبر کوفہ پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المومنین میری لڑکی کا شوہر مر گیا۔ اور اس کے شوہر کے تصدیق میں اس کا آٹھواں حصہ ہے اور میرے داماد کے وارث اسکو نواں

حصہ دیتے ہیں آپ سے اس کا انصاف چاہتا ہوں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا ہے اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اس کے ماں باپ بھی زندہ ہیں اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ حقیقت میں تیری لڑکی کا آٹھواں حصہ تھا لیکن ان سوالوں کے جواب کے بعد تیری لڑکی کا نواں حصہ ہو گیا اب زیادہ نہ طلب کر۔

(۹۰) خنثہ کی میراث کا مسئلہ

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ معاویہؓ کے پاس جب خُنثہ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا تو امیر معاویہ نے مجبور ہو کر جناب امیر المومنین کے پاس اس مسئلہ کے حل کے لئے بھیجا۔ حضرت علیؑ نے فوراً اس کے جواب میں ایک خط اس طرح تحریر کیا۔

سعید ابن منصور اپنی سنن میں اپنی اسناد سے لکھتے ہیں کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے ہمارے دشمن کو ایسا کر دیا کہ جب اس پر امور دینیہ میں سے کوئی مشکل امر وارد ہوتا ہے تو وہ ہم سے پوچھتا ہے میں نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ اس خنثہ کی میراث کے مسئلہ کا حل اس طرح ہوگا کہ دیکھو یہ پیشاب کس طرح کرتا ہے اگر عورت کی طرح تو اس کو عورت کا حصہ ملے گا اور اگر مرد کی طرح تو اس کو مرد کا حصہ ملے گا۔

(۹۱) اس کو ترکہ میں سے ساتواں حصہ دو

ایک شخص مر گیا اور وصیت کر گیا کہ میرے بعد ایک جزو میرے ترکہ سے فلاں شخص کو دیا جائے اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ نے تعین حصہ میں اختلاف کیا اور ان سے جب کسی طرح تصفیہ نہ ہو سکا تو آخر کار یہ فیصلہ کرانے امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور تمام قضیہ بیان کیا۔ تو امیر المومنین علیہ السلام نے فوراً جواب دیا کہ اس کے ترکہ سے ساتواں حصہ دو۔

(۹۲) غصہ میں حاملہ عورت کا حمل ساقط کرنا

ایک شخص نے غصہ کی حالت میں اپنی حاملہ عورت کو اس زور سے مارا کہ اس کا حمل ساقط ہو گیا عورت کی طرف سے یہ معاملہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ روداد سُنکر جنابؑ نے شوہر سے چالیس دینار دیت کے عورت کو دلوائے اور فیصلہ کی پوری تفریح کہ اس طرح کی نطفہ کا خون بہا بیس دینار۔ علقہ کا چالیس مضغہ کا ساٹھ۔ استخواں کا (قبل از ترکیب خلقت) اسّی دینار اور بعد ترکیب خلقت سو دینار یعنی رُوح آ گئی ہو۔

(۹۳) شراب پینے کی سزا۔ ۸۰ کوڑے کر دیئے

امام ابن طلحہ الشافعی کتاب مطالب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں حد خمر (شراب نوشی) میں جو اضافہ ہوا وہ حضرت علی علیہ السلام کے کہنے پر ہوا۔ شراب نوشی کی حد چالیس کوڑے مقرر تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے زمانے میں اسکو اسی طرح قائم رکھا جب لوگ شراب خمر میں زیادہ منہمک ہونے لگے (کیونکہ دولت آنے لگی تھی) اور چالیس کوڑوں کو حقیر جانے تھے تو حضرت عمرؓ نے اس امر میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ پھر اس کے بعد جناب امیر علیہ السلام سے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے جب مست ہو جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ کہنے والے کی سزا ۸۰ کوڑے مقرر ہیں۔ اس لئے شراب پینے والا مفتری ہے اس لئے اس کو جھوٹ بولنے کی سزا ملنی چاہیئے۔

(۹۴) حضرت علی کو دیگر آسمانی کتب پر بھی عبور تھا

اصبغ ابن نباتہ سے روایت ہے کہ ہم امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت اقدس

میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ ایک مرد یہودی نے آ کر پوچھا یا امیرالمومنین علیہ السلام ہمارا رب کب سے تھا؟ ہم اٹھ کھڑے ہوئے کہ اس کو اس سوال پر ماریں امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ پھر ارشاد کیا اے یہود بھائی جو کچھ کہیں کہوں تو اسے یاد رکھ لے۔ کیونکہ میں تجھے تیری کتاب سے جسے موسیٰ بن عمران لائے تھے۔ بیان کروں گا اور جب تو اپنی کتاب کو پڑھے گا اور تو اس کو یاد رکھے گا تو جس طرح میں کہتا ہوں ایسا ہی پائے گا۔ یہ بات جو کہتا ہے کہ ہمارا رب کب سے تھا؟ کیا وہ نہیں تھا۔ جواب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ سے تھا اور بغیر کسی کیفیت کے تھا۔ اور ہوتا نہیں تھا وہ ہمیشہ سے تھا وہ پہلے سے ہے اور بعد سے ہے ہمیشہ سے بلا کیفیت رہا ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے اور اس کی طرف کوئی انتہا نہیں ہوسکی تمام نہایات کا انقطاع اُسی کی طرف ہوتا ہے اور وہی ہر نہایت کی نہایت ہے۔

یہ سُنکر یہودی رونے لگا واللہ یا امیرالمومنین علیہ السلام توریت میں حرف بحرف اسی طرح لکھا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی خدا سوائے اللہ۔ اور محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسولؐ اور آپ وصیٔ رسولؐ !!!

(سراج المبین صفحہ ۱۴۶)

(۹۵) فولادی در کے تولنے کا طریقہ

ایک دفعہ بصرہ میں کچھ لوگوں نے ایک آہنگر کو ایک دروازہ بنانے کو کہا اور فرمائش کی کہ اس کا وزن اتنا ہونا چاہیئے جب وہ عظیم الشان در بنکر تیار ہو گیا تو آپس میں اختلاف ہو گیا۔ لوہار کہتا تھا کہ اس کا وزن پورا ہے اور یہ لوگ اس کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور نہ اس کے تولنے کے وہ آلات فراہم تھے جن سے آج کل استفادہ ممکن ہے۔ بالآخر یہ معاملہ حضرت علیؑ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس دروازہ کو فرات کے کنارے لے جاؤ۔ اور ایک کشتی پر رکھو کشتی جتنی پانی میں ڈوب جائے اس پر خط کھینچ دو اس کے بعد دروازہ کو نکال لو پھر کشتی

میں خرمے بھرنا شروع کرو۔ یہاں تک کہ کشتی دوبارہ حدِ نشان تک غرقِ آب ہوجائے جہاں پر پہلے نشان لگایا ہے۔ تب ان خرموں کو تول لو یہی وزن درواذہ کا ہوگا۔ (بحار الانوار ج ۹ صفحہ ۴۹۲)

(۹۶) بیڑی کا وزن معلوم کرنا

ایک غلام چلا جا رہا تھا جسکے پیر میں اس کے آقا نے فولادی بیڑی پہنا دی تھی اس کی زنجیر کو دیکھکر دو شخصوں میں آپس میں مباحثہ ہوگیا۔ ایک نے کہا کہ اس زنجیر کا وزن اتنا ہے اگر غلط نکلے تو خدا کی قسم میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں دوسرے نے کہا نہیں اتنا وزن ہے اگر میری بات غلط نکل جائے تو خدا کی قسم میری بیوی کو تین طلاقیں اب یہ دونوں اس کے مالک کے پاس گئے اور اس سے فرمائش کی کہ اس بیڑی کو غلام کے پیر سے نکال کر تول دے تاکہ آپس کی نزاع ختم ہوجائے اس نے کہا میں نے ایک نذر کی ہے جب وہ پوری ہوجائے گی تب یہ بیڑی کھلے گی اگر اس سے پہلے کھولوں تو خدا کی قسم میری بیوی پر بھی تین طلاقیں۔ اب فیصلہ ہو تو کیونکر ہو سب کے سب پہلے تو دربار خلافت میں آئے اور پورا واقعہ بیان کیا حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ تم دونوں ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو کیونکہ تم نے ایسی بیہودہ قسم کھائی مالک بیڑی کھول کر اپنی زوجہ کو طلاق نہیں دیگا۔ اب تو یہ دونوں بہت پریشان ہوئے آخر میں حضرت علی علیہ السّلام کے پاس گئے اور اپنا واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اس کا حل تو بہت آسان ہے غلام کو میرے پاس بلاؤ جب وہ آیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک طشت لایا جائے آپ نے اس میں تھوڑا پانی بھروایا پھر غلام کی بیڑی میں ایک ڈورا باندھا اور غلام سے کہا کہ اپنا پیر پانی میں ڈالے پانی میں جب پیر پڑا تو اس کی سطح اونچی ہوگئی آپ نے طشت کے کنارے پر جہاں تک پانی آیا تھا نشان لگوا دیا پھر اس ڈوری کی مدد سے اس بیڑی کو اونچا کرلیا جب بیڑی اوپر آئی تو پانی کی سطح نیچے اتر گئی پھر آپ نے فرمایا اس میں لوہے کا برادہ ڈالو یہاں تک کہ نشان تک پانی آجائے چنانچہ

جب لوہے کا برادہ ڈالا گیا تو پانی پھر اپنی پہلی سطح پر آگیا آپ نے غلام سے فرمایا۔ پیر نکال لے اور ان لوگوں سے فرمایا کہ جو اس برادہ کا وزن ہے وہی اس بیڑی کا وزن ہے۔ (تہذیب الاحکام بحار ج ۹ صفحہ ۴۶۵)

(۹۷) مرد اگر عورت سے کہے کہ میں نے تجھ کو باکرہ نہیں پایا

حضرت علی علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت پر کوئی حد نہیں ہے۔ جس کو کہ اس کا مرد یہ کہے کہ میں نے اس کو باکرہ نہیں پایا کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھیل کود کی وجہ سے لڑکیوں کی بکارت زائل ہوجاتی ہے۔

(قضاوتہا ۱۶۵)

(۹۸) جان بچی لاکھوں پائے

ایک ایسی عورت جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے شوہر کی شکایت پیش کی کہ وہ اس کی کنیز سے زنا کرتا ہے حضرت نے فرمایا اگر تو سچی ہے تو اس کو رجم کردوں گا۔ اگر تو جھوٹی ہے تو تجھکو دُرّے لگا دوں گا۔ یہ سُنکر اس عورت نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھکو واپس لے چلو۔ اب سوائے ٹکر ٹکر دیکھنے اور اندر سُلگنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

(مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۲۰۱)

(۹۹) زوجہ کی کنیز سے ہمبستری کرنا

ایک شخص کو حضرت علیؑ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا جس پر الزام یہ تھا کہ اس نے اپنی زوجہ کی کنیز سے ہمبستری کی تھی اور وہ حاملہ ہوگئی تھی لیکن اس شخص کا

بیان یہ تھا کہ میری زوجہ نے یہ کنیز مجھ کو ہبہ کر دی تھی جب زوجہ سے پوچھا گیا تو اس نے انکار کر دیا حضرت علی علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ تو اس کے ہبہ ہونے پر کوئی ثبوت پیش کر ورنہ سنگسار ہو جائے گا۔ جب اس عورت نے دیکھا تو گھبرا کر بول اٹھی کہ میں نے کنیز کو ہبہ کیا تھا اس وقت حضرت نے اس عورت پر حد قذف جاری کی۔

(وسائل ج ۲ صفحہ ۴۲۷)

(۱۰۰) غلام کا قاتل اور اسکی سزا

حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک ایسے شخص کا مقدمہ پیش کیا گیا جس نے اپنے غلام کو اتنے دُکھ دیئے تھے کہ وہ مر گیا آپ نے اس کو ایک سَو تازیانے لگائے اور اس سے غلام کی قیمت وصول کر کے غلام کی طرف سے خیرات کی پھر آقا کو ایک سال کے لئے قید بھی کیا۔ (وافی جز ۶ صفحہ ۹۳)

(۱۰۱) آقا کے حکم سے اگر غلام کسی کو قتل کر دے تو سزا آقا کو دی جائے!

ایک شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ فلاں آدمی کو قتل کر دے اس غلام نے اپنے آقا کے حکم پر شخص مذکور کو قتل کر دیا حضرت نے حکم دیا کہ مقتول کے بدلہ میں آقا کو قتل کیا جائے۔ کیونکہ غلام کی حیثیت مثل آقا کے تازیانہ یا تلوار کے ہے۔ (مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۱۹۶)

(۱۰۲) شکار کا فیصلہ

ایک شخص نے ایک طائر کو دیکھا اور اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ وہ

جا کر ایک درخت پر بیٹھ گیا اس وقت ایک دوسرے شخص نے اس کا شکار کر لیا۔ پہلے شخص نے مطالبہ کیا کہ شکار میں میرا بھی حصہ ہے۔ کیونکہ میں نے اس کا تعاقب کیا ہے دوسرا بولا بلکہ پورا شکار میرا ہے کیونکہ میں نے شکار کیا ہے۔ جب معاملہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے تعاقب کرنے والے سے فرمایا تیرا نصیب اس طائر کو دیکھنا تھا تو وہ تجھ کو مل گیا طائر شکار کرنے والے کا حق ہے جو اس کو ملا۔ (قضاوتہا ۱۸۱)

(۱۰۳) اے زر سرخ و سفید مجھکو چھوڑ کر تم کسی دوسرے کو فریب دینا!

ایک دن قنبرؓ نے عرض کی کہ تمام بیت المال اسلامی کی رقم آپ تقسیم کر دیتے ہیں اور اپنے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتے میں نے اپنے حصوں میں سے آپ کے لئے کچھ بچا رکھا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہاں ہے؟ قنبرؓ آپ کو وہاں لے گئے جہاں وہ مال رکھا ہوا تھا وہ مال کچھ اور نہ تھا تھوڑے سے روپئے تھے جو دو تھیلیوں میں سلے ہوئے ایک جگہ رکھے ہوئے تھے ان تھیلیوں کو دیکھکر امیر المومنین علیہ السلام اپنے آپے میں نہ رہے اور قنبرؓ کی طرف خشم آلود نگاہ سے دیکھکر فرمایا کہ تو میرے مکان کو آتش دوزخ سے بھرنا چاہتا ہے۔ یہ کہکر اپنی تلوار نکالی اور ان تھیلیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ وہ روپئے تمام زمین پر پھیل گئے۔ پھر ان روپیوں کو وہاں سے اٹھوایا اور مسجد میں لے جا کر اسے مساوات کے حساب سے تمام اہل اسلام پر تقسیم کر دیا اور فرمایا! اے زر سرخ و سفید مجھکو چھوڑ کر تم کسی دوسرے کو فریب دینا (تہذیب المتین)

(۱۰۴) اگر حضرت علیؑ نہ ہوتے تو کیا ہوتا

کشف الغمہ میں مناقب خوارزمی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ حکومت میں ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی، حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا

اس عورت نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کو سنگسار کر دیا جائے لیکن میں حضرت علی علیہ السلام سے اس عورت سے ملاقات ہوئی آپ نے دریافت کیا اس عورت کا کیا معاملہ ہے۔؟ لوگوں نے کہا حضرت عمرؓ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے اس عورت کو حضرت عمرؓ کے پاس لوٹا دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا آپ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں کیونکہ اس نے میرے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ آپ کا حکم اس عورت پر تو چل سکتا ہے لیکن اس بچہ پر آپ کا حکم کیسے چلے گا جو اس کے پیٹ میں ہے۔ حضرت علیؑ نے مزید ارشاد فرمایا کہ میرا خیال ہے۔ آپ نے اس عورت کو جھڑکا ہے اور ڈرایا دھمکایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا آپؑ نے پھر فرمایا۔ پھر اس پر حد کیسے جاری کی جا سکتی ہے۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جو شخص ڈرانے اور دھمکانے کے بعد جرم کا اعتراف کرے اس پر کوئی حد نہیں جاری کی جا سکتی یہ سنکر حضرت عمرؓ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور کہا "عورتیں حضرت علیؑ کی مثال پیدا کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر علیؑ نہ ہو تو عمرؓ ہلاک ہو جائے۔

(المرتضٰے صفحہ ۱۱۳) (و قضا صفحہ ۲۲)

(۱۰۵) شکار کا مسئلہ

یمن کے لوگوں نے ایک گڑھا شکار کے لئے کھودا تھا۔ رات کو اس میں ایک شیر آ گرا۔ صبح کو لوگ تماشا دیکھنے اس گڑھے پر جمع ہوئے ان آدمیوں میں سے ایک آدمی کا پاؤں لڑکھڑایا اور وہ اس گڑھے میں جا رہا۔ اس نے گرتے ہوئے دوسرے کو پکڑ لیا۔ دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے یہ سمجھ کر کہ مرگ انبوہ جشن دارد، چوتھے کو تھا لیا یہاں تک کہ وہ چاروں کے پاؤں اس گڑھے میں

گر گئے شیر نے ان سب کو مار ڈالا۔ ورثا میں خون بہا کا جھگڑا پیش ہوا۔ عرب کا ملک تھا مشکل تو کچھ تھی ہی نہیں۔ قتال کی نوبت پہونچ گئی۔

حضرت علی مرتضٰے علیہ السلام ان دنوں وہیں تشریف رکھتے تھے انھیں کشت و خون سے باز رکھنے کے لئے فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ کئے دیتا ہوں جن لوگوں نے وہ گڑھا کھودا ہے ان سب کو جمع کر کے خون بہا کا چہارم۔ ثلث نصف اور ایک حصہ وصول کر لو۔ پہلے آدمی کو چہارم دیت دی جائے کہ اس نے تین کو ہلاک کیا ہے اور دوسرے کو ثلث تیسرے کو نصف اور آخر والے کو پوری دیت دی جائے۔

جب اس فیصلہ کو سرور کائنات کے سامنے دوبارہ اپیل کے طور پر پیش کیا گیا تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے فیصلہ کو بحال رکھا۔

(ازلۃ الخفا المرتضٰے صفحہ ۱۳۸)

(۱۰۶) امام عادل کو اقراری مجرم کو معاف کرنے کا حق ہے

ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چوری کا اقرار کیا حضرت نے اس سے فرمایا تم قرآن پڑھنا جانتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں سورۂ بقر پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھ کو سورۂ بقرہ کی وجہ سے بخش دیا یہ سنکر اشعث بن قیس بولا۔ "یا امیر المومنینؑ کیا آپ حد الٰہی کو معطل کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے نافہم تجھ کو کیا معلوم امام کے سامنے اگر کوئی شخص اقرار کرے تو امام کو اختیار ہے چاہے اس کو بخش دے یا سزا دے۔ لیکن اگر اس جرم کے خلاف دو شاہد عادل گواہی دیں اس وقت حد کی تعطیل جائز نہیں۔

(وافی جزو ۹ صفحہ ۷۸)

(۱۰۷) بیت المال میں سب مسلمانوں کا حصہ برابر ہے

ایک مرتبہ اصحاب مخصوصین میں سے ایک صاحب نے مساوات کے خلاف کچھ

عرض کی اور اس پر یہ دلیل پیش کی کہ آپ قریش اور تمام عرب کے قبائل کو اہل عجم اور دیگر تازہ مسلمان شدہ قوموں کے برابر جانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ امیر شام کے پاس اہل عرب زیادہ رجوع ہوتے ہیں اور آپکے پاس بہت کم!

امیر المومنین علیہ السلام نے نہایت متانت سے اور آزادی سے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہرگز میری یہ خواہش نہیں ہے کہ میں اسلام کی جماعت میں ایک قوم پر ظلم کر کے دوسری قوم کی اعانت کروں۔ میں کبھی اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ یہ مال تو انھیں مسلمانوں کا ہے۔ اگر میں خاص ملکیت بھی رکھتا تو میں اپنی عام ہمدردی کے خیال سے اُن پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیتا۔

(کتاب غارات محمد ابن ابراہیم ثقفی بتہذیب صفحہ ۳۰۸)

(۱۰۸) میری نظر میں عرب اور عجم برابر ہیں

اس طرح دو عورتیں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان میں ایک عرب تھی اور دوسری عجم۔ تقسیم کا وقت تھا یہ دونوں بھی اسلامی مستحقین میں شامل تھیں اُن میں سے ہر ایک کو پچیس ۲۵ پچیس درہم دیئے گئے زن عربیہ جل اُٹھی اور کہنے لگی یا امیر المومنین میری بہن عجم ہے۔ میرے برابر حصہ پانے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اس مال میں بنی اسمٰعیل کو بنی اسحٰق پر ترجیح نہیں ہو سکتی (سراج المبین حصہ دوم صفحہ ۸۱)

(۱۰۹) تقسیم میں عزیزوں اور قرابتداروں کی رعایت نہیں کیجاتی

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ جو آپکے بھائی حضرت جعفر طیارؑ کے صاحبزادہ اور آپکے داماد جناب حضرت زینب صلوٰۃ اللہ علیہا کے شوہر تھے ان کو ایک گھوڑے کی ضرورت پڑی۔ اور آپ اسکو خریدنا چاہتے تھے لیکن اپنی تنگدستی اور مفلسی کی وجہ سے خرید نہیں سکتے تھے۔ آپ بیت المال کی تقسیم والے دن حضرت علیؑ

علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی موجودہ ناداری اور تنگدستی کی حالت دکھلا کر اصرار کرنے لگے کہ بیت المال میں سے کچھ رقم مل جائے۔ لیکن جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جانِ عم! میں نے تم کو تو بیت المال کی رقم دکھلا دی اب یہی باقی ہے کہ میں اب چوری کروں اور تم کو بھیجا کروں۔ یہ جواب سنکر وہ خاموش ہو گئے۔ اور آئندہ اصرار کی جرأت نہ کر سکے۔

(کتاب سراج المومنین حصہ دوم صفحہ ۸۲)

(۱۱۰) حضرت علیؑ کی صاحبزادی اُمّ کلثوم اور حضرت علیؑ بحیثیت حاکم!

یحییٰ ابن سلمہ ناقل ہیں کہ عمرا ابن سلمہ اصفہان کے عامل تھے۔ ایک بار وہ وہاں سے آئے تو گھی اور شہد کی مشکیں بھری ہوئیں اپنے ہمراہ لائے امیر المومنین علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا نے عمرا ابن سلمہ سے قدرے گھی اور شہد طلب فرمایا عمرا ابن سلمہ نے ایک برتن میں گھی اور ایک میں شہد بھیجدیا دوسرے دن جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکیں ملاحظہ فرمائیں تو اُن میں سے دو مشکیں کچھ کم ہوئی پائیں عمرا ابن سلمہ سے دریافت کیا تو انھوں نے اصل کیفیت عرض کر دی۔ یہ روداد سنکر امیر المومنین علیہ السلام نے وہ مشکیں جانچ کرنے والوں کے پاس بھیجدیں اور ان کے نقصان کی جانچ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے جانچ کر کے بتلایا کہ ان میں پانچ درہم کا نقصان ہوا ہے بس جناب اُمّ کلثوم علیہا السلام کے پاس ایک آدمی بھیجکر پانچ درہم منگوا لئے اور وہ پیسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔

(۱۱۱) مسجد میں قصہ گوئی کی سزا

حضرت علی علیہ السلام جب کسی کو مسجد میں باطل قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو دُرّے سے سزا دیتے تھے۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۲۴)

(نوٹ) افسوس صد افسوس! آجکل پاکستان میں ہر قسم کی سیاست مسجد کے اندر ہی کی جارہی ہے کاش! احترام مسجد کو اولیت دئے جانے پر غور کرنے کی ضرورت کا احساس ہو جائے۔

(۱۱۲) خبردار کرنے والا مجرم نہیں

دو لڑکے آپس میں کھیل رہے تھے ان میں سے ایک نے کھیل کی لکڑی جو اڑائی تو وہ دوسرے کے منہ پر آ پڑی جس سے اس کے آگے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ حضرت کے سامنے جب یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ لکڑی اچھالتے وقت "خبردار" کہہ دیا تھا، اس نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے اس پر گواہی طلب کی تو لوگوں نے اس امر کی شہادت بھی پیش کی تب آپ نے فرمایا جس نے خبردار کر دیا اس پر کوئی سزا یا درد نہیں لاگو ہوتی۔
(وافی جز دوم صفحہ ۱۲۲)

(۱۱۳) گواہی گلے پڑی — !

ایک دفعہ تین شخصوں نے کسی کے خلاف زنا کی شہادت دی۔ حضرت علیؑ نے انکی گواہی سنکر فرمایا چوتھا گواہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا ابھی آتا ہے آپ نے حکم دیا ان پر حد قذف کے (الزام تراشی) کے اسّی تازیانہ لگائے جائیں کیونکہ اجرائے حد میں ایک گھڑی بھی تاخیر نہیں ہونا چاہیئے (قضا صفحہ ۵۵)

(۱۱۴) چار غیر عادل گواہ

ایک دفعہ چار آدمیوں نے حضرت علی علیہ السلام کے سامنے زنا کی گواہی دی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چاروں عادل نہیں ہیں بلکہ خود متہم ہیں آپ نے حکم دیا کہ ان چاروں پر حد لگائی جائے۔ (قضا وتہا صفحہ ۱۶۶)

(۱۱۵) ایک گواہ پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام قرض کے مقدمے

میں ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے اوپر فیصلہ صادر فرما دیتے تھے۔
(وافی جز ۳ صفحہ ۱۲۸)

تشریح:۔ امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر حکومت ہمارے ہاتھ میں ہو تو ہم ایک نیک شخص کی گواہی پر مقدمہ فیصل کر دیں بشرطیکہ مقدمہ حقوق الناس سے تعلق رکھتا ہو اور اگر وہ معاملہ حقوق اللہ کا ہے۔ یا رویت ہلال کا ہے تو اس میں ایک گواہی کافی نہیں۔ (وافی ج ۲ صفحہ ۱۴۰)

(۱۱۶) عورتوں کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ عورتوں کی گواہی نکاح میں تو جائز ہے لیکن طلاق میں جائز نہیں و نیز آپ نے فرمایا اگر تین مرد اور دو عورتیں گواہی پیش کریں تو یہ گواہی رجم (سنگساری) میں جائز ہے اور اگر دو مرد چار عورتیں ہوں تو جائز نہیں ہے (وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۲)

(۱۱۷) شرابیوں کی دیت

چار آدمیوں نے شراب پی کر آپس میں جھگڑا کیا تو بات خنجر زنی تک پہنچی جس سے دو نفر ہلاک ہو گئے اور دو مجروح آپ نے مجروحین کو ۸۰ تازیانہ لگائے جانے کا حکم دیا اور ان مجروحین سے ان مرنے والے کی دیت دلائی اور فرمایا کہ اگر ان مجروحین میں کوئی اور مر جائے تو پھر ان کے اولیا پر کچھ نہیں ہے۔

(۱۱۸) غلاف خانہ کعبہ اور حضرت عمرؓ

ایک مرتبہ عمرؓ نے غلاف خانۂ کعبہ اتارنے کا ارادہ کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن رسول اللہ پر نازل ہوا اور اس میں اموال کی چار قسمیں کی گئیں اوّل

اموال مسلمین جس کو ورثہ میں تقسیم کیا جاتا ہے دوسرے مال غنیمت جو مستحقین پر تقسیم ہوتا ہے۔ تیسرے خمس۔ اس کے لئے بھی خدا نے ایک محل قرار دیا ہے چوتھے صدقات اس کے لئے بھی ایک خاص محل ہے اور لباس کعبہ کے لئے بھی اس نے ایک مقام قرار دیا ہے۔ عمرؓ تم یہ بخوبی جانتے ہو کہ نہ خدا کو نسیان ہے اور نہ کوئی جگہ اس پر مخفی ہے پس تم کو چاہیئے کہ جہاں اس کو خدا نے اور اس کے رسولؐ نے قرار دیا ہے وہیں رہنے دو۔ یہ سنکر عمرؓ نے کہا " اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں رسوا ہو جاتا"۔

(۱۱۹) یہ زندہ مردے سے نکلا ہے

ایک شخص امیرالمومنین حضرت علی علیہ السّلام کے پاس آیا کہ میں نے مری ہوئی مرغی کو دبایا تو اس میں سے ایک انڈا نکلا تو کیا میں اس انڈے کو کھا سکتا ہوں یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا نہیں۔ عرض کی۔ اگر اس انڈے کا بچہ نکلوا لو تب کھا سکتے ہو۔ اس شخص نے سوال کیا یہ کیسے؟ حضرت نے جواب دیا یہ زندہ مردے سے نکلا ہے اور وہ مردہ مردے سے نکلا۔ (مناقب شہر آشوب)

(۱۲۰) دھوکہ سے مزا لینا

ایک عورت کسی شخص کی کنیز سے بہت مشابہ تھی۔ پس وہ اس شخص کے فرش پر رات کو جا کر سو گئی اور اس شخص نے اس سے مجامعت کی امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مرد کو پوشیدہ طور سے حد جاری کی جائے اور عورت پر ظاہر بظاہر حد جاری کی جائے۔

(۱۲۱) تین قتل کے مجرموں کو الگ الگ سزا

تین شخص قتل کے الزام میں ماخوذ امیرالمومنین کی خدمت میں لائے گئے

ایک نے مقتول کو پکڑا دوسرے نے قتل کیا تیسرا کھڑا تماشا دیکھتا رہا۔ امیرالمومنین نے اس شخص کے متعلق جو کھڑا تماشا دیکھتا رہا تھا حکم دیا کہ اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی جائیں۔ جس نے قتل کیا اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے قتل کر ڈالا جائے اور جس نے مقتول کو پکڑ رکھا تھا اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے مدۃ العمر کے لئے قید رکھا جائے کہ وہ قید ہی میں مرے۔
(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۲۲) پیٹ کو روندنے والے کی سزا

امیرالمومنین کے پاس ایک شخص گرفتار کر کے لایا گیا جس نے کسی دوسرے شخص کے پیٹ کو اتنا روندا تھا کہ اس کا پاخانہ نکل پڑا۔ آپ نے بھی حکم دیا کہ اس کا پیٹ بھی اسی طرح روندا جائے کہ اس کا پاخانہ نکل پڑے یا اس سے ایک تہائی دیت وصول کی جائے۔ (قضایائے امیرالمومنین صفحہ ۸۱)

(۱۲۳) مچھلی کے پیٹ میں مچھلی

امیرالمومنینؑ سے اس مچھلی کے متعلق سوال کیا گیا جس کا پیٹ چاک کرنے پر دوسری مچھلی نکلی تھی۔ امیرالمومنینؑ نے ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کا کھانا جائز ہے۔ (قضایائے امیرالمومنینؑ)

(۱۲۴) بدفعلی پر آقا کا قتل کرنا

کتاب شرح الاخبار میں قاضی نعمان روایت کرتے ہیں کہ ایک غلام کو حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا جس نے اپنے آقا کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے سبب دریافت فرمایا تو غلام نے جواب دیا یا امیرالمومنینؑ میرا آقا میرے ساتھ فعل بد کرنے کا مرتکب ہوا،

چاہتا تھا میں نے بہت منع کیا وہ جب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تو اپنی عزت بچانے کے لئے اس کو قتل کر دیا۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کے جرم میں کہ دن مارنے کی سزا دی۔ حضرت علیؑ نے غلام کو بلا کر پوچھا تم نے اپنے آقا کو قتل کیا ہے۔ غلام نے جواب دیا کہ ہاں! میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اور تفصیل سے تمام حالات بھی حضرت علیؑ کو سنا دئے۔ آپؑ نے خلیفۂ وقت سے فرمایا کہ اس کو ابھی قتل نہ کرو۔ بلکہ قید کر دو۔ تاکہ حقیقت معلوم ہو جائے یہاں تک کہ تین دن گزر جائیں اور مقتول کے وارثوں کو تین دن کے بعد آنے کو کہا تین دن بعد پھر وارث آ گئے۔ حضرت علیؑ نے حضرت عمرؓ کو ساتھ لیا اور اس کے ورثاء کو بھی! مقتول کی قبر پر پہونچے۔ قبر کھدوائی۔ میت کو نکالنے کا حکم دیا۔ مگر میت قبر میں موجود ہی نہ تھی۔ صرف کفن رہ گیا تھا۔ آپ نے دو مرتبہ تکبیر فرمائی اور کہا کہ نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ مجھے خبر دینے والا!

حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا تھا کہ میری اُمت میں سے جو لواطہ کرے گا مرنے کے تین دن بعد زمین اس کو وہاں پھینک دے گی جہاں قوم لوط ہے تاکہ قیامت میں اسی قوم کے ساتھ اُٹھے۔

(۱۲۵) جناب امیر نے اپنا حصہ بھی دے دیا!

کتاب مستدرک میں تحریر ہے کہ بصرہ میں تسلط ہو جانے کے بعد جناب امیر علیہ السلام نے وہاں کے بیت المال کا جائزہ لیا تو معتدبہ رقم موجود پائی اسی وقت وہ تمام رقم اہل اسلام پر تقسیم کر دی اور امیر المومنین علیہ السلام کے حصہ میں بھی اتنی ہی رقم آئی جتنی ہر مسلمان کے حصہ میں آئی۔ اس ہی دوران ایک بزرگ اہل اسلام میں سے آئے اور عرض کی کہ تقسیم کے وقت میں حاضر نہ تھا۔ میرا حصہ مجھکو ملنا چاہیئے۔ امیر المومنین نے خادم کو آواز دی اور اپنا حصہ ان بزرگ کو دے دیا! یہ تھی انصاف پسندی اور رعایا پروری۔

(سوانح المبین حصہ دوم)

(۱۲۶) موتیوں کا ہار اور جناب اُمّ کلثوم

علی ابن ابو رافع جن کو خاندان اہل بیت سے خدمت کا شرف (خاندانی) حاصل ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف سے بیت المال کے خازن تھے بیان کرتے ہیں کہ بصرہ سے خراج میں ایک موتیوں کا ہار آیا تھا۔ عید الضحیٰ قریب تھی۔ حضرت اُمّ کلثوم علیہما السلام بنت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مجھ سے وہ ہار اس وعدہ پر لیا کہ عید کے روز پہن کر پھر واپس کر دیا جائے گا۔ میں نے دے دیا عید کے دن امیر المومنین علیہ السلام گھر میں تشریف لے گئے صاحبزادی کو وہ ہار پہنے دیکھا۔ استفسار پر فرمایا تو صاحبزادی نے عرض کی کہ ابو رافع سے عاریتاً میں نے اس کو لیا ہے۔ آج پہن کر کل واپس کر دیں گے۔ یہ سنکر آپ باہر تشریف لائے۔ اور ابو رافع کو بلا کر پوچھا کہ تم بیت المال اسلامی میں خیانت کرتے ہو۔ ابو رافع نے کہا معاذ اللہ۔ فرمایا پھر یہ ہار جو بیت المال میں رکھا ہوا تھا میرے گھر کس طرح پہنچ گیا۔ ابو رافع نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ جواب میں نہایت عتاب سے ارشاد ہوا کہ وہ ہار واپس لے کر بیت المال میں اسی جگہ رکھ دو۔ اور پھر بار دیگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یہ یاد رکھنا کہ میں نہایت سختی سے پیش آؤں گا۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ میری لڑکی نے یہ ہار اگر تجھ سے بطور مستعار نہ لیا ہوتا تو زنانِ ہاشمیہ میں آج پہلی عورت وہی ہوتی جس کا ہاتھ بعلت سرقہ قلم کیا گیا ہوتا۔

(سوانح المبین حصہ دوم)

(۱۲۷) امام حسنؑ اور شہد کی مشکیں

ایک مرتبہ کہیں سے خراج میں شہد کی بھری ہوئی مشکیں آئی تھیں۔ جناب امام حسنؑ

کے پاس چند مہمان آئے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک درہم دے کر بازار سے روٹیاں منگوائیں مگر سالن کی ضرورت پیش آئی۔ قنبرؓ سے کہا کہ ایک مشک کھولکر شہد دے دو۔ قنبرؓ نے مشک کھولی اور اسی میں سے ایک رطل شہد دے کر بھیج دیا۔ امیر المومنینؑ جب مشکوں کی تقسیم کے لئے بیٹھے تو قنبرؓ سے فرمایا کہ اس مشک میں مجھے کچھ فتور دکھائی دیتا ہے۔ قنبرؓ نے عرض کی کہ آپ سچ بیان فرماتے ہیں پھر جناب امام حسنؑ علیہ السلام کے شہد لینے کی پوری کیفیت عرض کردی۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے غصہ ہو کر حضرت حسنؑ کے مارنے کا قصد فرمایا۔

حضرت امام حسنؑ نے آپ کو اپنے چچا جعفر طیار علیہ السلام کی قسم دی (جب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو ان کی قسم دی جاتی تھی تو آپ کا غصہ فرو ہو جاتا تھا) آپ نے جناب امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ تم کو اس بات پر کس چیز نے جرات دلائی کہ تم نے تقسیم سے پہلے شہد لے لیا۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کی اس میں ہمارا بھی حق تھا ہم نے یہ خیال کیا کہ جب ہم کو ہمارا حق ملے گا ہم اسی قدر اس میں واپس کر دیں گے۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

"یہ سچ ہے کہ اس میں تمہارا حق تھا مگر یہ حق تم کو کب حاصل تھا کہ تم اور مسلمانوں سے پہلے اس مال سے نفع اٹھاؤ۔ یہ کہکر قنبر کو بلایا اور ایک درہم دیا کہ بازار سے خالص شہد لے آؤ۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ اب تک وہ بات میری نگاہوں میں ہے کہ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشک کا منہ کھولا ہے۔ اور قنبرؓ اس میں شہد ملا رہے ہیں۔ اور امیر المومنین علیہ السلام کی یہ حالت ہے کہ آپ روتے جاتے ہیں اور فرماتے ہیں بار خدایا حسنؑ کو بخشدے کہ وہ جانتا نہ تھا۔

(مطالب السول صفحہ ۱۰)

(۱۲۸) خلیفہ وقت کو کتنی رقم ذاتی خرچ کیلئے ملنا چاہیئے

تعلیم بالمدارج کے انتظام کے وقت جب مجلس شوریٰ میں یہ مسئلہ پیش ہوا

کہ حضرت عمرؓ کو بیت المال سے مصارف ذاتی کے لئے کتنی رقم ملنی چاہیئے تو تمام اسلامی جماعت میں سخت غور و فکر پیدا ہوئی لوگوں نے مختلف رائیں دیں۔ حضرت علی علیہ السلام چپ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف دیکھا تو انھوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خلیفہ کو صرف مصارف ذاتی کے لئے معمولی درجہ کی خوراک اور لباس (از طبری واقعات ۱۵ھ ہجری الفاروق حصہ دوم صفحہ ۹۲)

(۱۲۹) مرتد ہو جانے کی سزا

حضرت علیؑ کے ایک عامل نے آپ کو تحریر کیا کہ یہاں زندیقوں کے دو گروہ ہیں ایک مسلمانوں میں سے ہے اور دوسرا نصاریٰ میں سے حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جو دین فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہو اس کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کی گردن مار دو اور جو فطرت اسلام پر نہ پیدا ہوا ہو تو اس سے کہو کہ توبہ کرے اگر اس نے توبہ کی تو خیر ورنہ اس کو بھی قتل کر دو اب رہے نصاریٰ تو جو ان کا مسلک ہے وہ خود ارتداد سے بڑھ کر ہے۔ (وافی جز ۹ صفحہ ۷۰)

(۱۳۰) بت پرستی کی سزا

کوفہ میں دو مسلمان شخصوں کے متعلق کسی نے حضرت علیؑ سے شکایت کی کہ وہ بت کی پوجا کرتے ہیں آپنے فرمایا وائے ہو تجھ پر تجھکو دھوکا ہوا ہوگا اس نے کہا جی نہیں پھر آپنے ایک اور شخص انکی تحقیق حال پر معین کیا اس نے بھی آکر یہی کہا تب آپنے ان کو بلا کر ڈانٹا اور اس دین سے پلٹنے کے متعلق فرمایا مگر انھوں نے انکار کیا تب آپ نے زمین میں ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں آگ روشن کروائی جب شعلے بھڑکنے لگے تو اس میں ان کو ڈالدیا۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۷۰)

(۱۳۱) ایک مقتول اور کئی قاتل

عجائب الاحکام میں ہے کہ ایک شخص کو اس کی سوتیلی ماں نے اپنے چند رفقاء کے ساتھ مل کر قتل کروا دیا تھا جب یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ اس امر میں سوچنے لگے اور جناب امیر المومنین حضرت علیؑ علیہ السلام سے مخاطب ہوئے۔ "اس کے بدلہ میں ایک کو قتل کرنا چاہیئے یا کئی کو حضرت علیؑ نے فرمایا۔۔۔ "اگر کچھ چور مل کر ایک اونٹ چرائیں تو کیا صرف ایک چور کا ہاتھ کاٹو گے یا سب پر حد جاری کرو گے"؟

حضرت عمرؓ نے جواب دیا سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فرمایا۔۔ "یہ بھی اسی طرح ہے۔

(کافی۔ تہذیب قضاوتہائے امیر المومنین)

(۱۳۲) شتر مرغ کے انڈے

عمر ابن حماد ناقل ہے کہ حاجیوں کا ایک گروہ شام کی طرف سے آرہا تھا راستہ میں ان لوگوں نے (درآنحالیکہ احرام باندھے ہوئے تھے) ایک شتر مرغ کے گھونسلے سے پانچ انڈے نکالے اور بھون کر کھا گئے۔ پھر خیال ہوا کہ غلطی کی جو حالت احرام میں شکار کیا۔ پس وہ سب کے سب مدینہ میں آئے اور عمرؓ سے یہ قصہ بیان کیا۔ عمرؓ نے کہا اصحاب رسولؐ کی جماعت سے اس کی بابت دریافت کیا جائے میں اس کی بابت کچھ نہیں بتا سکتا۔ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا تو سب نے جدا جدا جواب دیا۔ تا اینکہ معاملہ امیر المومنین علیہ السلام تک پہنچایا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ پانچ اونٹنیوں کو حاملہ کرائیں اور ان سے جو بچے پیدا ہوں وہ راہ خدا میں دیدیں۔ یہی ان کی ایذا کا بدلہ ہے۔ عمرؓ نے کہا اے ابوالحسنؑ کبھی اونٹنیوں کا حمل ضایع بھی ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ انڈے بھی تو گندے ہو جاتے ہیں۔

(۱۳۳) تلی کھانے سے منع کیا!

جب امیر المومنین علیہ السلام نے تلی کھانے سے منع کیا۔ تو ایک قصاب نے کہا جگر و طحال میں کیا فرق ہے جو آپ نے ایک کے کھانے سے روکا اور دوسرے سے نہ روکا۔ فرمایا تو اس بات کو کیا جان سکتا ہے۔ ایک پانی کا ظرف لے آ میں ابھی اس کا فرق بتائے دیتا ہوں۔ پس وہ قصاب کبد و طحال و طشت لے آیا۔ فرمایا کبد و طحال دونوں کو درمیان سے چاک کر کے پانی میں ڈال دے۔ پس تھوڑی دیر بعد کبد تو سفید ہو گیا اور کوئی شے اس میں سے کم نہ ہوئی۔ لیکن تلی سفید نہ ہوئی اور تمام خون ہو کر بہہ گئی۔ صرف پوست اور رگیں باقی رہ گئیں۔ فرمایا دیکھ یہ فرق ہے۔ یہ گوشت ہے اور وہ خون؟

(۱۳۴) شب عروسی شوہر کو قتل کر دیا

اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کے ایک مرد سے ناجائز تعلقات قائم تھے اسی اثناء میں اس کی شادی ہو گئی۔ جب شب زفاف ہوئی تو اس نے اپنے رفیق کو چور راستہ سے حجلہ عروسی میں داخل کر لیا جس وقت شوہر نے ارادہ نزدیکی کیا تو وہ شخص نمودار ہوا اور شوہر پر حملہ کر بیٹھا دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ میں اس شوہر نے اس مرد کو قتل کر دیا۔ اس کی محبوبہ نے جو دیکھا تو پیچھے سے آ کر اپنے شوہر کو قتل کر دیا۔ جب یہ مقدمہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فیصلہ کیا کہ اس عورت سے یار کی دیت اس سے لی جائے اس کے بعد شوہر کے خون کے عوض اس کو قتل کر دیا جائے۔

(مناقب شہر آشوب ج ۲ صفحہ ۲۰۰)

(۱۳۵) بیٹے کے قتل کی سزا

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

(۱) اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو وہ اس کے بدلہ قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو کوڑوں کی سزا دی جائے اور شہر بدر کرنا چاہیے
(۲) اگر بیٹا باپ کو قتل کر دے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

(وافی جز ۹ صفحہ ۹۳)

(۱۳۶) قرعہ اندازی سے فیصلہ

کلینی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے یمن میں ایک مقدمہ پیش ہوا کہ ایک گھر منہدم ہو گیا تھا جب ملبہ اٹھایا گیا تو دو بچے برآمد ہوئے ایک ان میں سے غلام کا بچہ تھا دوسرا آزاد۔ حضرت نے دونوں کے نام قرعہ اندازی کی آزاد کے نام قرعہ نکلا لہٰذا پورا مال اسی کو دے دیا اور غلام کو آزاد کر دیا۔

(قفا ۳۳)

(۱۳۷) سحق کی پاداش

حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایسی دو عورتیں پیش کی گئیں جو ایک لحاف میں پائی گئیں تھیں۔ اور انھوں نے سحق کیا تھا۔ چشم دید (چار گواہ) بھی قائم ہو چکے تھے آپ نے قنبر کو حکم دیا کہ نطع (چمڑے کا فرش) اور شمشیر حاضر کریں۔ پھر آپ نے دونوں عورتوں کو شمشیر سے دو ٹکڑے کر دیا اور حکم دیا۔ ان کی لاشوں کو آگ میں جلا دیا جائے (وافی جز ۹ صفحہ ۵۱)

توضیح: ملحوظ رہے کہ یہ ایسا دلدوز، حیاسوز، گناہ ہے جس کے تصور سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نسل انسانی کے دشمن شیطان نے حضرت لوط کے زمانہ میں لواط کے ساتھ اس کو بھی تعلیم کیا تھا اس لئے شریعت

نے ان دونوں جرموں کی سخت سے سخت سزا رکھی ہے اور اس کی پیش بندی کے لئے دو غیر مردوں یا عورتوں کا ایک لحاف یا چادر کے نیچے سونا ممنوع قرار دیا ہے

(۱۳۸) بحالت حیض جماع کرنیکی پاداش

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر مرد اول حیض میں اپنی عورت سے مقاربت کرے تو ایک دینار تصدق دے اور امام اس کو پچیس ۲۵ تازیانہ لگائے جو زانی کی حد کا ۱/۴ ہے اور اگر آخر ایام حیض میں اس سے یہ فعل سرزد ہو تو نصف دینار تصدق کرے اور امام ۱۲ ۱/۲ تازیانہ اس کو لگائے۔ دونوں حالتوں میں بعد کو گناہ کرنے کے ارادہ کے ساتھ توبہ و استغفار کرے۔

(قفا وتہا ۱۶۰)

(۱۳۹) فاسق علماء جاہل طبیب مفلس کرایہ دار کی سزا

ابن بابویہ فرماتے ہیں کہ
حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ امام پر واجب ہے کہ فاسق علماء جاہل طبیب، اور مفلس کرایہ دار کو قید کر دے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۱۲۱)

(۱۴۰) ناجائز سفارش کرنا!

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بات جب کہ امام تک پہنچ جائے تو خبردار کوئی سفارش کو نہ آئے کیونکہ پھر امام کو بھی معاف کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ہاں جو بات امام کے سامنے ابھی ثابت نہ ہوئی ہو اور مجرم

سے ندامت کا اظہار بھی ہو اس کی سفارش میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسمیں بھی شرط یہ ہے کہ جسکی سفارش کی جائے وہ راضی ہو۔
(وافی جز ۹ صفحہ ۷۹)

(۱۴۱) غلام کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام اگر عادل ہو تو اسکی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۴)

(۱۴۲) بچوں کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بچوں کی گواہی ان کے درمیان جائز ہے قبل اس کے وہ متفرق نہ ہوں یا اپنے اہل کے پاس جائیں۔
(وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۵)

(۱۴۳) وصیت میں عورت کی گواہی

ایک شخص کی وصیت کے متعلق صرف ایک عورت گواہ تھی آپ نے فیصلہ فرمایا کہ وصیت کے چوتھائی حصہ میں اس عورت کی شہادت مانی جائے گی
(وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۴)

(۱۴۴) عورتوں کے مخصوصات میں عورتوں کی گواہی

جناب امیر علیہ السلام کے پاس ایک باکرہ لڑکی لائی گئی جس کے متعلق شکایت کی گئی تھی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ آپ نے عورتوں کو حکم دیا کہ اس کا معا

کریں چنانچہ انھوں نے دیکھنے کے بعد کہا کہ یہ لڑکی باکرہ ہے۔
آپ نے فرمایا میں اس کو کیونکر سزا دے سکتا ہوں جس پر قدرتی مہر لگی ہوئی ہے۔ آپ اس قسم کے معاملات میں عورتوں کی گواہی جائز قرار دیتے تھے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۳)

(۱۴۵) دشمن کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دشمن کی گواہی قابل قبول نہیں ہے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۸)

(۱۴۶) جاسوس، قیافہ شناس اور چور کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میں جاسوس، قیافہ شناس اور چور کی گواہی نہیں مانتا اور نہ کسی فاسق کی گواہی قبول کرتا ہوں الا یہ کہ وہ خود اپنے خلاف گواہی دے۔ (وافی ج ۳ صفحہ ۱۴۸)

(۱۴۷) دو متضاد گواہیاں اور فیصلہ

حضرت امام صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس جب دو قسم کے شاہد آتے تھے اور دونوں متضاد گواہیاں دیتے اور دونوں عدد و عدل میں مساوی ہوتے تو آپ ان کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے اور یہ فرماتے تھے۔ یعنی اے پالنے والے! ان دونوں میں جس کا حق ہو اس کو دلا دے اس کے بعد جس جس کے حق میں قرعہ نکلتا اس سے حلف لے کر اس کے حق میں فیصلہ فرماتے تھے۔ (قضا ۱۳۳)

(۱۴۸) گواہی میں اختلاف

قدامہ بن مظعون کو حضرت عمرؓ کے پاس لائے اور ان کے خلاف گواہوں نے بیان دیا کہ انھوں نے شراب پی ہے دو آدمیوں نے ان کے خلاف گواہی دی ایک ان میں سے خصی تھا ایک نے گواہی دی کہ میں نے اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ دوسرے نے کہا میں نے اس کو شراب قے کرتے دیکھا ہے حضرت عمرؓ حیران ہوئے کہ کس طرح فیصلہ کریں کیونکہ گواہوں کے بیان میں صریحاً اختلاف تھا لہٰذا آپ نے صحابہ کی جماعت کو مع حضرت علیؑ کے بلوایا اور آپ سے سوال کیا۔ یا ابا الحسنؑ آپ اس قضیہ میں کیا فرماتے ہیں۔ کیونکہ آپ ہی وہ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے اعلم امت کا خطاب دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ آپ حق کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے۔ یہ سُنکر آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں آدمیوں کے بیان میں اگرچہ ظاہراً اختلاف ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے قے جبھی کی ہے جب شراب پی پھر حضرت عمرؓ نے کہا کیا مرد خصی کی گواہی مقبول ہے حضرت نے فرمایا۔ کیوں نہیں عضو خاص کا نہ رہنا مثل دیگر اعضاء کے کم ہو جانے کے ہے۔ یعنی جس طرح دیگر اعضا کے کٹ جانے سے آدمی کی گواہی میں کوئی نقص نہیں آتا اسی طرح اس کے کٹ جانے کے بعد بھی اس کی گواہی درست ہے۔

(کافی قضا صفحہ ۴۲)

(۱۴۹) حضرت عمرؓ کے خوف سے اسقاط حمل ہونا

اسماعیل بن صالح نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو بلوایا جب سپاہی اس کو لینے پہنچے تو وہ خوف زدہ ہو گئی اور لرزتی

ہوئی چلی راستہ میں اس کا حمل ساقط ہو گیا اور بچہ مر گیا جب یہ خبر حضرت عمرؓ کو معلوم ہوئی تو آپ نے اپنے اصحاب سے اس امر میں مشورہ طلب کیا تو سب نے بیک زبان جواب دیا کہ آپ پر کچھ نہیں ہے آپ نے تو خیر کا ارادہ کیا تھا۔ اس مجلس میں حضرت علیؑ بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے حضرت عمرؓ سے کہا۔ تم نے اصحاب کی باتیں سن لیں اب مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ جان لو اگر چاپلوسی کے لئے ایسا کہا گیا ہے تو جان کر دھوکہ دیا گیا ہے۔ اور اگر مسئلہ دین میں رائے سے کام لیا ہے تو آپ ان کے ذمہ دار ہیں ساتھ ہی فرمایا کہ اس بچہ کی دیت تمہارے ذمہ ہے۔ کیونکہ یہ قتل خطا ہے جو تمہاری وجہ سے ہوا۔ یہ سُنکر حضرت عمرؓ نے اس کی دیت ادا کی۔

(مناقب شہر آشوب صفحہ ۱۸۸)

(۱۵۰) غلام مہر میں دیا

کلینیؒ نے سکونی سے انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے متعلق جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور مہر میں ایک غلام دینا منظور کیا غلام کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی تھی اس شخص نے رخصتی سے پہلے اس عورت کو طلاق دینا چاہا۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ نکاح کے دن غلام کی جو قیمت تھی اس کا نصف مہر میں ادا کر دو۔ (قضائے امیر المومنین)

(۱۵۱) گواہی میں دھوکہ ہوا

دو شخصوں نے ایک شخص کے متعلق گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے۔ امیر المومنین نے چور کا ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دونوں گواہ ایک دوسرے شخص کو پکڑ کر لائے اور عرض کی ہمیں دھوکا ہو گیا تھا۔ پہلے جس شخص کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے چوری نہیں کی تھی بلکہ اس نے چوری کی ہے

امیرالمومنین علیہ السلام نے ان دونوں گواہوں کے متعلق حکم دیا کہ تم دونوں کو نصف خون بہا اس شخص کو دینا پڑے گا جس کے متعلق تم نے غلط گواہی دی تھی اور تمھاری غلط گواہی کی بنا پر اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اور اب تمھاری گواہی اس دوسرے شخص کے متعلق قبول نہیں کی جائے گی۔

(۱۵۲) اگر پتہ نہ ہو کہ کون پہلے مرا تو...!

عبدالرحمان بن حجاج سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے دریافت کیا اگر کچھ آدمی ایک ہی کشتی میں بیٹھے ہوئے دریا میں ڈوب جائیں یا کچھ لوگوں پر مکان ڈھے (گر پڑے) پڑے اور سب دب کر مر جائیں اور پتہ نہ چل سکے کہ پہلے کون مرا اور کون بعد میں تو میراث کیونکر تقسیم ہوگی۔؟
آپ نے فرمایا کہ اُن میں کا ہر ایک دوسرے کا وارث ہوگا۔
(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۵۳) بدکار عورت کیطرف سے الزام!

سکونی نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بدکار عورت سے پوچھا جائے کہ تیرے ساتھ کس نے بدکاری کی ہے اور وہ کسی کا نام بتا دے تو اس پر دوہری حد جاری کی جائے گی ایک بدکاری کی حد جس کا خود اس نے اقرار کیا دوسری تہمت تراشی کی حد جو اس نے مرد مسلمان کو لگائی۔
(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۵۴) دو عورتوں کی آپس میں بدمستی!

دو کنیزیں حمام میں داخل ہوئیں ایک نے اپنی انگشت سے دوسرے کا ازالہ بکارت کر دیا اور جب یہ بات امیرالمومنین کی خدمت میں پیش کی گئی تو حضرت

نے حکم دیا کہ بطور تاوان اس دوسری کنیز کو جس نے یہ حرکت کی ہے قید کر دیا جائے۔
(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۵۳) ایک ہی وقت میں کئی تہمت لگانا

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس شخص کو جس نے بیک وقت کئی آدمیوں کو تہمت لگائی تھی ایک ہی حد جاری کی یعنی ہر شخص کے بدلہ میں الگ الگ سزا نہیں دی اسکی صورت یہ رہی کہ مجرم نے ایک ہی وقت میں اُن سبھوں کو تہمت لگائی تھی اور ان سب نے بھی امیرالمومنین کو ایک ہی وقت میں شکایت پیش کی تھی۔

(۱۵۴) خدا کا جرم کرنے والے کی سزا

حسن بن صالح بن حی سے مروی ہے کہ امیرالمومنینؑ فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی شخص کو خدا کا جرم کرنے کی پاداش میں ہم نے حد جاری کی اور وہ مر گیا تو اس کا خون بہا ہمیں واجب نہیں ہے۔

(۱۵۵) قتل خطا اور قتل عمد کی مہلت

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام قتل خطا کی دیت کی ادائیگی میں ۳ برس کی مہلت دیتے تھے اور قتل عمد کی دیت میں صرف سال بھر کی مہلت دیتے تھے۔
(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۵۶) غلطی سے زیادہ سزا مل گئی

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے قنبر کو مامور کیا کہ کسی مجرم کو کوڑے لگائے

قنبرؓ نے غلطی سے ایک مجرم کو ۳ کوڑے فاضل لگا دیئے۔ جب یہ واقعہ امیرالمومنینؑ کے علم میں لایا گیا تو آپ نے مجرم کو حق دیا کہ تم قنبرؓ سے ۳ کوڑوں کا قصاص لے لو۔!

(۱۵۷) خود کی چوری

ایک شخص نے مال غنیمت سے ایک خود چوری کر لیا لوگوں نے امیرالمومنینؑ سے عرض کیا اس نے چوری کی ہے اس کا ہاتھ قطع کیجئے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا جنگ میں یہ بھی شریک تھا اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ مال غنیمت کے حصول میں اس کا بھی ہاتھ تھا۔

(۱۵۸) غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا

امیرالمومنین نے ایک چور کا دایاں ہاتھ قطع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے غلطی سے اس کا بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا اور امیرالمومنین سے عرض کی کہ ہم نے غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ ڈالا ہے۔ اب اس کا دایاں ہاتھ قطع کیا جائے یا نہیں امیرالمومنینؑ نے فرمایا نہیں اس کا بایاں ہاتھ تو تم کاٹ چکے ہو۔

(قضایائے امیرالمومنین)

(۱۵۹) سگ گزیدہ کا حکم!

اگر کسی کا کتا دن میں کاٹتا تھا تو آپ اس کے مالک کو ضامن قرار دیتے تھے اور اگر رات کو کاٹتا تھا تو اس کو ذمہ دار قرار نہیں دیتے تھے (کیونکہ

رات کے وقت ہر شخص کو اپنے مکان کی حفاظت کا اختیار ہے۔

(وافی ج ۲ صفحہ ۱۲۶)

(۲) اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کسی کے مکان میں بغیر اجازت کے داخل ہو اور گھر کا کتا کاٹ کھائے تو صاحب خانہ ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کی اجازت کے ساتھ داخل ہوئے ہو تو صاحب خانہ ذمہ دار ہے۔ (وسائل وافی ج صفحہ ۱۲۵)

(۱۶۰) تاوان چوپایان

اگر چوپائے دن میں کسی کی زراعت کو نقصان پہنچاتے تھے تو جناب امیر علیہ السلام چوپائے کے مالک کو اس نقصان کا ضامن نہیں گردانتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ زراعت کے مالک پر لازم ہے۔ کہ وہ اپنی زراعت کی حفاظت کرے لیکن اگر رات کے وقت کوئی جانور کسی کی کھیتی کو نقصان پہنچاتا تو اس کے مالک سے اس خسارہ کو وصول کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رات برائے آرام ہے اور انسان کی غفلت اس وقت برمحل ہے اس وقت حیوان کے مالک کو اس کی نگہداشت کرنا چاہیئے۔ (وسائل ج ۲ صفحہ ۹۳۱)

(۱۶۱) ایک ماں اور بچہ کی میراث

جنگ جمل کے بعد حضرت علی علیہ السلام کا گزر ایک طرف سے ہوا تو آپ نے دیکھا کہ ایک عورت کی لاش پڑی ہوئی ہے اور اس کے پاس ہی اس کا اسقاط شدہ بچہ بھی مرا پڑا ہوا ہے آپ نے کیفیت پوچھی تو بتلایا گیا کہ جنگ کو دیکھ کر اس کا حمل ساقط ہوا ہے اور اسی سے دونوں کی ہلاکت واقع ہوئی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا ان دونوں میں سے پہلے کون مرا ہے جواب ملا اس کا بچہ پہلے مرا ہے تب آپ نے اس عورت

کے شوہر کو تلاش کرکے بلوایا اور اس بچے کی دیت کے تین حصے کئے ایک حصہ ماں کا رکھا دو حصہ شوہر کو دئیے پھر ماں کے حصہ کو دو حصوں میں منقسم کیا ایک شوہر کو دیا۔ دوسرا ماں کے قرابت داروں کو دیا۔ اس کے بعد عورت کی دیت کا نصف بھی اس کے شوہر کو دیا باقی آدھا اس کے قرابت داروں کو دیا اور یہ سب دو ہزار پانچسو درہم تھے جو بصرہ کے بیت المال سے ادا کئے گئے۔ (مناقب شہر آشوب)

(۱۶۲) حجر اسود

امام غزالی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حجر اسود کا بوسہ دیا اور کہا (اے حجر اسود) میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہونچا سکتا ہے نہ نفع اور اگر میں رسول اللہ صلعم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حضرت علیؑ نے کہا۔ یہ (حجر اسود) نقصان بھی پہونچائے گا اور نفع بھی۔

حضرت عمرؓ نے کہا کس طرح ؟

حضرت علیؑ نے کہا جب خدا نے اولاد حضرت آدم سے عہد لیا تو ان کے لئے ایک نوشتہ لکھا اور اس پتھر کے منہ میں ڈالا تو یہ پتھر مومن کے لئے وفائی کی اور کافر کے لئے انکار کی گواہی دے گا۔ اور یہی معنی ہیں۔

جب لوگ استلام کے وقت کہتے ہیں کہ اے خدا تیرے اوپر ایمان لایا۔ تیری کتاب کی تصدیق کی اور تجھ سے جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا۔ پھر آپنے حضرت عمرؓ کو منع کیا کہ آئندہ ایسا ہرگز نہ کہیں کیونکہ رسول اللہ صلعم نے نہ تو کوئی کام کیا اور نہ ہی کسی سنت کی بنیاد ڈالی جب تک کہ آپ کو خدا کا حکم نہ ہوا۔ (قضاء ۱۴۲)

(۱۶۳) قتل مسلم بہ مقابل یہود!

ایک روز جناب رسالت مآبؐ نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے شب گزشتہ خدا و رسولؐ کی خاطر ایک شخص کو قتل کیا ہے اور کس کا غضب برائے خدا

و رسولؐ ہوا ہے حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ یا رسولؐ اللہ وہ میں ہوں اور عنقریب اس مقتول کے وارث آپ کی خدمت میں آنے ہی چاہتے ہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ پورا واقعہ بیان کرو۔

امیرالمومنینؑ نے عرض کی کل رات دو شخصوں کے درمیان نزاع تھی ایک ان میں سے فلاں یہودی تھا اور دوسرا فلاں انصاری ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ دونوں جھگڑتے ہوئے میرے پاس آ گئے۔ یہودی نے کہا کہ اے ابوالحسنؑ! میری اس مرد انصاری سے نزاع تھی جس کے لئے ہم دونوں آپ کے پسر عم محمد مصطفےٰؐ کی خدمت میں گئے اور انھوں نے میرے حق میں فیصلہ کیا اس پر اس انصاری نے کہا کہ میں محمدؐ کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوں کیونکہ انھوں نے طریق حق سے (معاذاللہ) عدل نہیں کیا ہے۔ اور تمھاری بے جا طرفداری کی ہے اب آؤ کعب بن اشرف سے اس مقدمہ کا فیصلہ کرائیں لیکن میں اس کی بات پر تیار نہیں ہوا۔ اب ہم آپکے پاس آئے ہیں تاکہ ہمارے درمیان اپنا فیصلہ صادر کریں (جب مرد مسلم نے بھی یہودی کے کہنے کی تصدیق ہو گئی تو حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ میں اب تمھارے درمیان حق فیصلہ کرتا ہوں، یہ کہکر گھر کے اندر آئے اور شمشیر لے کر باہر نکلے اور مرد انصاری کو قتل کر دیا۔ ابھی حضرت علی علیہ السلام یہ قصہ رسالت مآبؐ کو بتا رہے تھے کہ مقتول کے اولیاء آن پہونچے اور رسول اللہؐ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ علیؑ نے ہمارے آدمی کو مار ڈالا ہے لہذا آپ ان سے ہمارا قصاص دلوائیے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے مقتول کا کوئی قصاص نہیں ہے اس پر انھوں نے کہا کہ پھر دیت دلوائیے۔ فرمایا۔ اس کی دیت بھی نہیں ہے بلکہ اپنے مقتول کو اٹھا کر لے جاؤ۔ اور یہودیوں کے قبرستان میں دفن کراؤ کیونکہ جو بھی علیؑ کی ذوالفقار سے قتل ہو وہ سیدھا جہنم میں جائیگا چنانچہ جس وقت اس مرد انصاری کی میت اٹھائی گئی تو اس کی کھال مثل پوست خنزیر کے ہو گئی تھی۔

(بحارالانوار ج ۹)

توضیح:۔ اس مرد انصاری کو بھی امیر المومنین نے اس جرم میں قتل کیا تھا کہ اس نے رسول اللہؐ کی تکذیب کی تھی جس کے بعد وہ مسلمان باقی نہ رہا تھا بلکہ مرتد واجب القتل تھا۔

(۱۶۴) محراب میں لاش

ایک روز کا واقعہ ہے کہ خلیفہ ثانی حسب معمول مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لائے کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص عین محراب عبادت میں پڑا سو رہا ہے آپ نے اپنے غلام سے کہا کہ اس کو اٹھاؤ غلام جب قریب آیا تو اس نے دیکھا کہ یہ شخص زنانہ لباس میں ملبوس ہے وہ سمجھا کہ انصار میں سے کوئی عورت ہے اب جو ہلایا تو انکشاف ہوا عورت نہیں ایک مرد کی لاش ہے جس کے ہاتھوں میں مہندی لگی ہوئی ہے زنانہ کپڑے پہنے ہے اور اس کا گلا کٹا ہوا ہے۔ خلیفہ نے اس کو ایک گوشہ میں رکھوا دیا بعد نماز حضرت علیؑ سے پوچھا آپ اس لاش کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: اس کو دفن کر دو اور تھوڑا انتظار کرو تو کچھ دنوں کے بعد اسی جگہ ایک بچہ بھی پاؤ گے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ آپ کیسے کہہ رہے ہیں؟ فرمایا میرے حبیب برادر محمد مصطفےٰ صلعم نے مجھ کو خبر دی ہے۔

چنانچہ جب نو مہینہ کا عرصہ گزرا اور حضرت عمرؓ نماز صبح کے لئے مسجد میں داخل ہوئے تو بچہ کے رونے کی آواز کان میں آئی جس کو سنتے ہی حضرت عمرؓ کی زبان سے نکلا۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَابْنُ عَمِّ رَسُولِهٖ۔ غلام سے کہا کہ اس بچہ کو حضرت علیؑ کے پاس لے جاؤ۔ حضرت نے اس کو دیکھ کر فرمایا اس پر ایک انّا معین کر دو جو اس کو دودھ پلائے۔ جب بچہ نو ماہ کا ہو گیا تو عید الفطر کے روز آپ نے حکم دیا کہ وقت نماز مسجد میں بچہ لایا جائے اور مرضعہ عورت اس کو پاس رکھے جب کوئی عورت اس بچے کے پاس آکر اس کو بوسہ دے اور کہے کہ اے مظلوم، مظلومہ کے فرزند، اور ظالم کے فرزند تو اس کو پکڑ کر میرے پاس

لے آنا۔ چنانچہ مرضعہ جب اس بچہ کو لے کر چلی تو ایک مرتبہ پیچھے سے آواز آئی۔ میں تجھ کو محمد مصطفےٰ کی قسم دیتی ہوں کہ ٹھہر جا۔ چنانچہ مرضعہ ٹھہر گئی اتنے میں ایک حسین و جمیل عورت دوڑتی ہوئی آئی اس نے بچہ کو گود میں لے کر بوسے لینا شروع کئے اور کہتی جاتی تھی اے مظلوم مظلومہ کے فرزند ظالم کے فرزند تو میرے مرے ہوئے فرزند سے کتنا مشابہ ہے۔ یہ کہکر اس نے بچہ مرضعہ کے حوالہ کیا اور چاہا کہ چلے مرضعہ نے فوراً اس کا ہاتھ تھام لیا۔ عورت نے کہا چھوڑو۔ مرضعہ نے جواب دیا میں تجھ کو حضرت علیؑ کی خدمت میں لے چلوں گی۔ یہ سنتے ہی وہ عورت لرزنے لگی۔ اور مرضعہ کی منت خوشامد کرنے لگی اس نے کہا اگر حضرت علیؑ کے پاس مجھ کو لے چلو گی تو لوگوں کے سامنے میری رسوائی ہوگی جسکو میں حشر تک معاف نہ کروں گی۔ بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ مکان پر چلو میں وہاں تجھ کو دو قیمتی چادریں، خلعت فاخرہ اور تین سو درہم انعام میں دوں گی مرضعہ اس عورت کے کہنے میں آگئی اور اس کے ساتھ مکان پر چلی گئی عورت نے جو کچھ وعدہ کیا تھا پورا کیا۔ اور کہا کہ عید قرباں کے موقعہ پر بھی اگر اس بچہ کو مجھے دکھا جاؤ گی تو پھر اتنا ہی انعام دوں گی۔

مرضعہ نے کہا بہت اچھا اور بچہ کو لے کر وہاں سے چلی آئی۔ جب حضرت علیؑ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اس سے کہا "کیا ہوا وہ عورت ملی تھی"؟ مرضعہ نے بہ مکاری جواب دیا "نہیں یا حضرت! میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا" یہ سنکر حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا۔ اس صاحب قبرؐ کی قسم تو جھوٹی ہے عورت آئی اس نے بچہ کو تجھ سے لیا، روئی اور اس کو بوسہ دیا پھر جب تو نے میرے پاس لانے کی دھمکی دی تو اس نے تجھے رشوت دی ہے اور آئندہ کے لئے بھی ایسی ہی رشوت دینے کا وعدہ کیا ہے یہ سنکر عورت ڈر گئی بولی یا علیؑ! کیا آپ غیب کی باتیں بھی جانتے ہیں۔ فرمایا غیب تو صرف خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن یہ سب باتیں مجھ کو میرے بھائی محمد مصطفےٰ نے بتلا دی ہیں۔ مرضعہ بولی۔ اچھا اب میں سچ سچ بتلائے دیتی ہوں۔ پھر اس نے پورا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں اس کا مکان جانتی ہوں اگر فرمایئے تو اس کو ابھی حاضر کروں۔ امام نے فرمایا یہ عمل پہلے کام سے بھی بد تر ہے جب تو نے

اس کو آئندہ عید قربان تک مہلت دی ہے تو اب عید الاضحیٰ تک اس کا انتظار کرو عورت نے کہا بہت اچھا ۔ اس کے بعد جب عید قربان کا روز ہوا تو حضرتؑ نے پھر اس مرضعہ کو حکم دیا اور وہ بچہ لے کر مسجد میں حاضر ہوئی بچہ کی ماں بھی حسب قرار داد آئی اور بچہ کو پیار وغیرہ کرنے کے بعد اس نے مرضعہ سے کہا اب میرے ساتھ مکان پر چلو تاکہ تمہیں انعام پیش کروں ۔ مرضعہ بولی اب یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت علیؑ کو سب کچھ معلوم ہو گیا ہے ۔ اب تو میں تم کو ان کی خدمت میں ہی لے چلوں گی یہ کہکر اس نے عورت کی چادر پکڑ لی اور عورت نے ایک آہ سرد بھر کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا ۔ یا غیاث المستغیثین و یا جار المستجیرین ۔ پھر اس کے ساتھ ہولی ۔ !

جب حضرتؑ کے سامنے آئی تو آپ نے اس سے خطاب کیا کہ یا تو خود اپنا واقعہ بیان کرے گی یا میں بیان کروں "

اس نے کہا " نہیں یا حضرت میں خود اپنا واقعہ بیان کئے دیتی ہوں "

یہ کہکر وہ اس طرح گویا ہوئی ۔

" میں ایک دختر انصاری ہوں ۔ میرے باپ کا نام عامر بن سعد خزرجی تھا جو رسول اللہؐ کی ہمرکابی میں شہید ہوا ۔ اور میری ماں بھی ایام خلافت ابوبکر میں اللہ کو پیاری ہو گئی اس طرح میں بالکل یکہ و تنہا باقی رہ گئی اور اپنی ہمجولیوں اور سہیلیوں کے ساتھ کھیل کود کر بڑی ہوئی ۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں کچھ لڑکیوں کے ساتھ کھیل کود کر رہی تھی کہ ایک بوڑھیا ایک ہاتھ میں مالا جپتی دوسرے ہاتھ سے لٹھیا کھٹکھٹاتی میرے سامنے آئی اور اس نے مجھ سے سوال کیا ۔

" تمھارا کیا نام ہے " ؟

" جمیلہ " میں نے جواب دیا ۔

" باپ کا نام "

" عامر انصاری " میں نے کہا

" کیا تمہارے باپ کا سایہ سر پر نہیں ہے " بوڑھیا بولی

" نہیں "

" شادی شدہ ہو "

" نہیں " میں شرما گئی

بوڑھیا نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر بہت سی دعائیں دیں ۔ اور میری بیکسی پر رونے لگی ۔ پھر بولی ۔ تم کو ضرورت ہے کہ ایک عورت تمہاری خدمت کیا کرے میں نے کہا ۔ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے ۔ وہ بولی ۔ تو میں تمہاری خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں ۔ تم مجھ کو آج سے اپنی شفیق ماں سمجھنا ۔

میں نے کہا بسر و چشم ، آیئے آج سے یہ مکان آپ کا ہے ۔ چنانچہ وہ بوڑھیا میرے مکان میں آ گئی ۔ اس نے مجھ سے وضو کے لئے پانی مانگا میں نے پانی دیا اس نے وضو کیا اتنے میں میں اس کے لئے تازہ روٹی خرید لے آئی ۔ لیکن اس کی نگاہ جوں ہی کھانے پر پڑی زار و قطار رونے لگی میں نے رونے کا سبب پوچھا بولی بیٹا ! یہ چیزیں میری غذا میں نہیں داخل ہیں ۔ میری غذا تو جو کی روٹی اور تھوڑا سا نمک ہے ۔ یہ کہکر وہ پھر رونے لگی ۔

اس کے بعد کہا وہ بھی عشاء کی نماز کے بعد میں کھایا کرتی ہوں یہ کہکر وہ نماز میں مشغول ہو گئی جب فارغ ہوئی تو میں نے اس کی خواہش کے مطابق نان جو اور نمک اس کے سامنے رکھ دیا ۔ اس نے کہا تھوڑی راکھ بھی لا دو ۔ میں اس سوال پر متعجب ہوئی لیکن چونکہ اس کے زہد کی ہیبت میرے دل پر بیٹھی ہوئی تھی اس لئے بے چون و چرا راکھ بھی میں نے اس کے آگے پیش کر دی ۔ اس نے اس میں سے تھوڑی راکھ اٹھا کر نمک میں ملائی اور صرف تین لقمے کھا کر پانی پیا شکر خدا ادا کیا پھر جو وہ نماز کے لئے کھڑی ہوئی تو صبح کی خبر لائی اب تو میرے دل پر اس کی عبادت کا بڑا سکہ بیٹھ گیا ۔ صبح کو میں اس کے سلام کی غرض سے حاضر ہوئی تو بے اختیار میں نے اس کا سر چوم لیا ۔ اور عرض کی کہ آپ میری مغفرت کے لئے دعا کریں کیونکہ آپ کی دعا ہرگز رد نہیں ہو سکتی ۔ تھوڑے

عرصہ کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ "بیٹا"! تم ایک حسین و جمیل لڑکی ہو اگر میں باہر چلی گئی تو میں تمہارا یکہ و تنہا رہنا پسند نہیں کرتی بلکہ تمہارے پاس ایک انیس بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ میری ایک لڑکی ہے جو میری طرح بڑی عاملہ پارسا ہے اور سن میں تجھ سے بڑی ہے اگر تو کہے تو میں اس کو تیری خدمت کے لئے یہاں لے آؤں۔ میں نے جواب دیا عین مناسب ہے آپ ضرور لے آئیں یہ سُنکر وہ چلی گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد تنہا واپس آئی میں نے پوچھا کہاں ہے میری بہن؟ بولی وہ آنے پر تیار نہیں ہوتی کہتی ہے تمہارے مکان میں انصار و مہاجرین کی لڑکیاں بھری رہتی ہیں جس کی وجہ سے میری عبادت میں خلل پڑے گا۔ میں نے جواب دیا میں وعدہ کرتی ہوں کہ ایک لڑکی کو مکان میں نہیں آنے دوں گی اور بالکل تخلیہ رہے گا تاکہ وہ اطمینان سے عبادت کر سکے۔ آپ ابھی جائیں اور جس طرح ممکن ہو ان کو اپنے ساتھ لے کر آئیں یہ سُنکر بوڑھیا چلی گئی اس کے بعد جو واپس آئی تو اس کے ساتھ ایک دراز قامت عورت برقع پہنے ہوئے مکان میں داخل ہوئی اور کمرہ کے دروازہ پر آن کھڑی ہوئی میں نے پوچھا اندر کیوں نہیں آتیں بوڑھیا بولی یہ تم کو دیکھ کر بہت مسرور ہوئی ہیں اپنی مسرت پر قابو پالیں تو اندر آئیں میں یہ سُنکر دروازہ کی طرف دوڑی تاکہ دروازہ بند کر دوں اور کوئی غیر عورت اندر نہ آسکے۔ واپس آکر میں اس مزعومہ لڑکی سے لپٹ گئی اور میں نے کہا بہن اب تو نقاب اٹھاؤ تاکہ میں زیارت کر سکوں لیکن جس وقت اس نے اپنے چہرہ سے نقاب بلند کی تو قریب تھا کہ میں غش کھا کر گر پڑوں کیونکہ میں نے دیکھا کہ بجائے کسی عورت کے میرے سامنے ایک لمبا تڑنگا گھنی ڈاڑھی والا جوان کھڑا تھا جسکے ہاتھوں پیروں میں مہندی لگی ہوئی تھی۔ اور عورتوں کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے اوسان بجا رکھتے ہوئے اس سے کہا یہ کیا حرکت ہے اب بھی خیریت اسی میں ہے کہ جدھر سے آئے ہو واپس چلے جاؤ ورنہ خلیفہ عمر کو پتہ چلے گا تو تمہاری کھال تک ادھڑ جائے گی یہ کہہ کر میں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹی تاکہ اس کی شر سے خود کو بچا سکوں مگر وہ میرے ارادہ کو بھانپ گیا اور اس نے دوڑ کر مجھے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

اس کے بازوؤں میں میری مثال ایسی تھی جیسے عقاب کے پنجہ میں ایک کمزور چڑیا.... تھوڑی دیر کے بعد زمین پہ پڑی ہوئی اپنی عصمت کو رو رہی تھی دوسری طرف وہ بدمستی میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی کمر میں ایک خنجر آویزاں ہے خنجر پر نگاہ پڑتے ہی میرے دل میں آتش انتقام بھڑک اٹھی اور میں نے بغیر کسی سوچ بچار کے اس کا خنجر اس کی کمر سے نکال کر اس کے گلے پر پھیر دیا اور اس کو قتل کر چکنے کے بعد خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ پالنے والے! تو جانتا ہے کہ اس شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور کس طرح مجھ کو لاچار پا کر میری بے عزتی کی ہے۔ اب تو ہی میری پردہ پوشی کرنے والا ہے۔ اس کے بعد جب رات آئی تو میں نے اس کی نعش کسی نہ کسی طرح مسجد کی محراب میں ڈلوا دی۔

بعد ازاں مجھ کو پتہ چلا کہ میں اس ظالم سے حاملہ بھی ہوں۔ جب نو مہینہ کے بعد بچہ ہوا تو میں نے چاہا کہ اس کو بھی ختم کر دوں۔ مگر میں نے کہا یہ دوسری غلطی ہو گی لہٰذا اس کو بھی میں نے محراب میں ڈال دیا۔

یہ ہے میرا قصہ اے ابن عم رسول! یہ سنکر حضرت عمر بول اٹھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ

انا مدینۃ العلم و علی بابھا اور یہ بھی فرمایا۔

انی علی ینطق بلسان الحق۔

اس کے بعد انھوں نے کہا۔

اے ابوالحسنؑ! اب اس کا فیصلہ کیا ہو۔؟

حضرت علیؑ نے فرمایا۔

"مقتول کی کوئی دیت نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے جرم کیا ہے۔ اور عورت پر حد نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر جبر ہوا ہے"

اس کے بعد حضرت نے اس عورت سے کہا کہ اگر تو اس بوڑھیا کو لے آئے تو اسکی اس کو قرار واقعی سزا دی جائے عورت نے جواب دیا یا حضرت! تین روز کی مہلت دیجئے کوشش کرتی ہوں شاید وہ مل جائے یہ سُنکر حضرت نے مرقد سے

کہا کہ یہ بچہ اب اس کے حوالہ کر دے چنانچہ وہ بچہ کو اپنے مکان لے گئی اور دوسرے روز اس آفت کی پرکالہ بڑھیا کو ڈھونڈھنے نکلی اتفاقاً راستہ ہی میں اس سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ عورت نے اس کو فوراً گرفتار کر لیا ہر چند اس بڑھیا نے بھاگنا چاہا مگر عورت اس کو گھسیٹتی ہوئی حضرت علیؑ کے پاس لے آئی۔

حضرتؑ نے ارشاد فرمایا۔ اے دشمن خدا کیا تو نہیں جانتی کہ میں علیؑ بن ابی طالب ہوں اور میرے پاس گنجینۂ علم رسولؐ ہے۔ تیری باتیں مجھ سے پوشیدہ نہیں لہٰذا جو گزرا ہے سچ سچ بتلا دے۔

مولا! میں تو اس عورت کو پہچانتی نہیں کہ یہ کون ہے اور اس کا کیا قصہ ہے بوڑھیا نے جواب دیا۔

قسم کھاؤ گی۔؟ حضرت علیؑ نے پوچھا۔

"جی ہاں"

اچھا تو اپنا ہاتھ قبر رسولؐ پہ رکھ کر قسم کھاؤ۔

بوڑھیا جھٹ آگے بڑھی اور قبر رسولؐ پہ ہاتھ رکھکر اس نے جوں ہی قسم کھائی تو اس کا چہرہ توے کی طرح سیاہ ہو گیا حضرتؑ نے حکم دیا کہ آئینہ لایا جائے جب آئینہ میں اس نے اپنا منہ دیکھا تو بڑھیا چیخنے چلانے لگی حضرتؑ نے کلمہ دعا مانگی کہ ــــــ یہ بڑھیا اپنی توبہ میں سچی ہو تو اس کے چہرہ کو سفید کر دے مگر چہرہ کی سیاہی دور نہ ہوئی۔ حضرتؑ نے کہا تو نے کیسی توبہ کی کہ اللہ نے تجھ کو معاف نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اس کو مدینہ سے باہر لے جا کر رجم کر دیا جائے۔

ابن ابو الحدید نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

(قضا ص ۲۰۳)

جو سچ کہو تو خدائی میں بندۂ یکتا
علیؑ کو بعد رسالت مآبؐ سمجھے ہیں
(تاجدار دکن)

(۱۶۵)

مریض مجرم کا حکم!

حضرت علیؑ کے پاس ایک مجرم لایا گیا جو واجب الحد تھا اور اس کے جسم پہ بہت سے زخم تھے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اس پہ ابھی رجم نہ چلنے دو یہاں تک کہ یہ اچھا ہو جائے اسکے بعد حد جاری ہوگی۔ (وافی جزو ۹ صفحہ ۴۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت مآبؐ کے پاس ایک نہایت بدصورت پست قد استسقاء کا مریض لایا گیا جس کے پیٹ کی رگیں باہر نکلی ہوئی تھیں اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا آپؐ نے اس عورت سے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ یا حضرت! مجھ کو اس وقت خبر ہوئی جب اس نے حملہ کر دیا۔ تب حضرت نے اس سے پوچھا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! (یہ شخص شادی شدہ نہ تھا۔) یہ سُنکر آپؐ نے کھجور کی شاخ منگوائی اس میں سو ٹہنیاں تھیں پکڑ کر ہاتھ میں پکڑے اور اس سے اس کو مارا (وافی جزو ۹ ص ۴۵)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض مجرم کے بارے میں قاضی کو دو طرح کا اختیار ہے چاہے پوری حد بعد صحت کے جاری کرنے کا حکم جاری کرے۔ یا پھر اسی وقت حد جاری کرے۔ اگر مریض کے لئے صرف وہی طریقہ معین ہو جائے جو رسول اللہؐ نے کیا تو پھر مریض کو خوف باقی نہ رہے گا۔ اور گناہ پہ اس کی جرأت بڑھ جائے گی اب رہا یہ امر کہ کس موقعہ پہ مذکورہ طریقہ پہ خفیف حد ہے اور کس موقعہ پہ انتظار کرنا چاہیئے۔ یہ امام و قاضی کی نظر پہ ہے مثلاً اگر مریض کے جانبر ہونے کی امید نہ ہو تو خفیف حد جاری کر کے اس کی گلو خلاصی کر دے اور اگر بچنے کی قوی امید ہو تو حد کو اس کی صحت پہ انتظار رکھے۔ شاید حضرت علیؑ اور رسول اللہؐ کے مذکورہ دونوں واقعوں میں یہی فرق تھا یعنی آنحضرتؐ کے پاس جو مریض لایا گیا تھا اسکے جسم پہ صرف زخم تھے اس لئے اس کے اچھے ہو جانے کا آپ نے انتظار کیا۔

(۱۶۶)

انکار رسالتؐ کی سزا

ثقۃ الاسلام کلینی رح نے کافی میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ کچھ لوگ گرفتار کر کے لائے گئے جن کا جرم یہ تھا کہ وہ ماہ رمضان میں دن کا کھانا کھا رہے تھے حضرت نے ان سے اس طرح گفتگو کی۔ "تم نے ماہ رمضان میں دن کو کھانا کھایا ہے"؟ "جی ہاں"!

"کیا تم یہودی ہو۔؟" "جی نہیں"۔ "نصرانی ہو"؟ "جی نہیں"!

"پھر کس ملت سے تمہارا تعلق ہے"؟ "ہم مسلمان ہیں"! "تو پھر مسافر ہو؟" "جی نہیں اسی شہر کے رہنے والے ہیں"۔ "تو پھر تم کو کوئی ایسا مرض لاحق ہوگا جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہے لیکن تم اس سے واقف ہو جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ "الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ"۔ ان لوگوں نے جواب دیا "جی نہیں ہم لوگوں کو الحمد للہ کوئی مرض بھی نہیں ہے"۔ یہ سنکر حضرت کے لبوں پر تبسم آگیا پھر آپ نے پوچھا "تم اللہ کی وحدانیت اور محمد مصطفےٰ کی رسالت کی گواہی دیتے ہو؟" انھوں نے جواب دیا "ہم اللہ کی وحدانیت کی گواہی تو دیتے ہیں لیکن محمد مصطفےٰ کو رسول نہیں مانتے بلکہ وہ ایک اعرابی تھے جنھوں نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی تھی" حضرت نے فرمایا "اگر تم نے حضرتؐ کی رسالت سے انکار کیا تو میں تم کو قتل کر دوں گا"۔ انھوں نے جواب دیا قتل کر دیجئے۔ اس وقت آپ نے شرطۃ الخمیس (فوجی افسروں کی ایک جماعت) کو حکم دیا کہ پشت کوفہ پر دو گڑھے کھود دیں ایک گڑھے سے دوسرے گڑھے تک روزن رکھیں اس کے بعد آپ نے ان لوگوں سے فرمایا "سرور کائنات کی رسالت کا اقرار کر لو ورنہ تم لوگوں کو گڑھے میں ڈال کر ہلاک کر دوں گا"۔ انھوں نے کہا "کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یہ دنیا تو گزشتنی ہے"۔ حضرت نے حکم دیا کہ گڑھے میں آگ روشن کی جائے جب آگ روشن ہو گئی تو دوسرے گڑھے میں ان لوگوں کو آپ نے ڈلوا دیا۔ اوپر سے ڈھکن رکھ دیا درمیان میں جو سوراخ تھا اس سے دھواں دوسرے گڑھے میں جا کر جمع ہو گیا حضرت بار بار ان لوگوں سے پوچھتے تھے کہ اب بھی اپنی گمراہی سے پلٹ آؤ۔ مگر وہ اپنے ارتداد پر آخر تک اڑے رہے یہاں تک کہ اسی گڑھے میں گھٹ کر مر گئے۔

اس واقعہ کی خبر جب کوفہ کے باہر دوسرے شہروں میں پھیلی تو یہودیوں کی ایک جماعت یثرب سے کوفہ آئی اور ان کا قافلہ مسجد کوفہ کے دروازہ پر اترا ان میں جو بزرگ تھا

اس نے حضرت کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ ہم لوگ یثرب سے آپ کی خدمت میں ایک حاجت لے کر آئے ہیں یا تو ہم کو اندر آنے کی اجازت دیجئے اور یا خود باہر تشریف لے آئیے یہ سنکر حضرت مسجد سے باہر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حاجت ہے؟ اس پر ان لوگوں میں جو بزرگ تر تھا وہ بولا۔ "اے فرزند ابوطالب! یہ کیا بدعت ہے جو آپ نے ...... جاری کی ہے"۔ حضرت نے فرمایا "کونسی بدعت؟" "ہم کو خبر ملی ہے کہ آپ نے ایک جماعت کو جو اللہ کا اقرار کرتی تھی لیکن محمدؐ کی نبوت کا اسے اقرار نہ تھا ان کو دھوئیں سے قتل کروا دیا"۔ یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ "میں تم کو ان نو نشانیوں کی قسم دیتا ہوں جو اللہ نے حضرت موسیٰ پر طور سینا پر نازل فرمائی تھیں۔ اور تم کو پانچوں کنیسوں (گرجوں) کی قسم اور اس کی ذات کی قسم دیتا ہوں جو بے نیاز و مالک یوم الدین ہے کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ وفات حضرت موسیٰ کے بعد کچھ لوگ آپ کے وصی یوشع بن نون کے پاس لائے گئے تھے جو خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے تھے لیکن نبوت جناب موسیٰ کے اقراری نہ تھے پس حضرت یوشع نے اسی طرح سے جس طرح سے کہ میں نے ان کو قتل کیا ہے ان کو بھی قتل کیا تھا۔ یہودیوں نے تصدیق کی اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ آپ اسرار حضرت موسیٰ کے راز دان ہیں پھر اس نے اپنی قبا میں سے ایک دستاویز نکال کر حضرتؑ کو دی آپ نے اس کو کھول کر دیکھا تو رونے لگے اس مرد یہودی نے پوچھا "یا علی"! آپ کو کیا ہوا کہ اس نوشتہ کو دیکھ کر روتے ہیں کیا آپ عرب ہو کر نوشتہ کی زبان جو سریانی ہے سمجھتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا "یہ میرا نام لکھا ہوا ہے جب اس پر میری نظر پڑی تو میرے آنسو نکل آئے"۔ یہودی نے کہا "وہ نام کہاں ہے مجھ کو بھی دکھا دیجئے"۔ حضرتؑ نے جواب میں فرمایا۔ "میرا نام زبان سریانی میں "ایلیا" ہے" جب اس یہودی نے آپ کا نام اس نوشتہ میں اپنی آنکھ سے دیکھا تو بے ساختہ اس کی زبان پر جاری ہوا۔ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ وَصِیُّ مُحَمَّدٍ اور کہنے لگا کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ بعد پیغمبرؐ تمام لوگوں سے اولیٰ ہیں۔ پھر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ لوگ مسجد کے اندر داخل ہو گئے (بحار ج ۹ ق ۴۹۲)

توضیح:۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے مرتد وہ

ہے جو خدا یا رسول یا ضروریات دین کا انکار کردے اسی لئے حضرت نے ان کی زبان سے ان کے مسلمان ہونے کا اقرار لے لیا تھا اور یہ کہ دیگر ادیان باطلہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے پھر بھی اصول میں نبوت محمد مصطفےٰ اور فروع میں روزے کو نہیں مانتے۔ تھے ظاہر ہے کہ ایسا شخص مرتد واجب القتل ہے پھر ان کا جرم اور سنگین تھا کیونکہ اسلام کے مدعی ہونے کے ساتھ سرور کائنات کی توہین کرتے تھے اور اس بات کا پروپیگنڈہ کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم نے معاذ اللہ اپنی حکومت کے لئے ڈھونگ رچایا تھا جیسا کہ یزید بن معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کے بعد کہا تھا۔

لَعِبَتْ ھَاشِمُ بِالْمُلْکِ فَلَا خَبَرٌ جَاءَ وَلَا وَحْیٌ نَزَلْ

لہٰذا ان لوگوں کے واجب القتل ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا اب رہا یہ امر کہ حضرت نے ان کو اس نئے طریقے سے کیوں قتل کیا تو اس کا جواب ایک تو خود حضرت نے دیا کہ یہ نیا طریقہ نہ تھا بلکہ آپ سے قبل حضرت یوشع بن نون بھی اس پر عامل ہوچکے تھے علاوہ بریں حضرت علیؑ چونکہ انتہائی رحیم و کریم تھے اس لئے ابتدا میں حضرت کا ارادہ ان کو ہلاک کرنے کا نہ تھا ورنہ تلوار سے ان کی گردن اڑا دیتے آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ ان کو [illegible] یں میں ڈلوا دیا۔ اور بار بار ان کو ایمان کی طرف واپس آنے کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ اپنے ارتداد پر ایسے ڈٹے ہوئے تھے کہ انہوں نے ایک نہ مانی اور گویا اپنے ہاتھوں اپنی موت و ہلاکت ابدی کا سبب بنے ورنہ حضرت علیؑ نے تو انکے بچانے کی تمام صورتیں صرف کر دیں اور ہلاکت سے بچنے کے تمام راستے ایک ایک کرکے ان کے سامنے پیش کئے۔ اس سے بڑھ کر رفق و مدارا اور کیا ہو سکتا ہے (مولف)

(۱۶۷) ایک یتیمہ پر انوکھا ظلم!

حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص کے گھر میں ایک یتیم لڑکی تھی جسکو اس نے اپنی بیوی کے سپرد کیا تھا۔ اور خود سفر پر رہا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ لڑکی سن رشد کو پہنچی۔ اور دولت حسن و جمال سے اس کا دامن

مالامال ہوگیا اور اب اس عورت کو بمقتضائے فطرت زن یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا شوہر جب سفر سے واپس آئے اور اس لڑکی کے جمال جہاں آراء پر نظر کرے تو شیفتہ و فریفتہ ہو جائے جس کے نتیجہ میں میری قسمت میں سوت دیکھنا پڑے یہ شیطانی وسوسہ اس کے دل میں اتنا بڑھا کہ ایک روز اس نے کچھ عورتوں کو اپنا ہم راز بنا کر اس لڑکی کو پہلے تو زبردستی شراب پلائی جب وہ نشہ میں ہوگئی تو اس کی بکارت زائل کردی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا شوہر گھر میں آیا اور اس نے یتیمہ کی خیریت دریافت کی تو عورت نے بہ فریاد و فغاں یہ بیان کیا کہ اس لڑکی کے متعلق کیا پوچھتے ہو وہ تو بے عصمت ہوگئی ہے لڑکی نے رو کر قسم کھائی کہ اس نے کسی نامحرم کی شکل تک نہیں دیکھی عورت نے کئی گواہ پیش کر دیئے جنہوں نے اس کی بدچلنی کے متعلق گواہی دی بالآخر یہ معاملہ دربار خلافت میں پیش ہوا لیکن وہاں کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تب اس عورت نے کہا کہ مجھکو حضرت علیؑ کے پاس لے چلو ناچار (۳) کو اں حضرت کے پاس لائے جب آپنے مقدمہ کی سماعت کی تو اس عورت سے ارشاد فرمایا کہ "کیا تیرے پاس لڑکی کے زنا کرنے پر گواہ ہیں؟" اس نے جواب دیا "جی ہاں! میری ہمسایہ عورتیں اس کی بدکاری پر گواہ ہیں" حضرت نے فرمایا کہ "گواہوں کو میرے سامنے حاضر کردو" جب گواہ حاضر ہوئے تو آپنے اپنی شمشیر نیام سے برہنہ کرکے اپنے سامنے رکھ لی۔ اور ان گواہوں میں سے ایک عورت کو اپنے سامنے بلاکر گواہی طلب کی اور ہر چند چاہا کہ اس کو جھوٹی گواہی دینے سے روک دیں لیکن وہ اپنی بات پر اڑی رہی اور یہی کہتی رہی کہ اس لڑکی نے زنا کیا ہے" تب آپنے اس کو چھوڑ دیا۔ اور حکم دیا کہ اس کو ایک مکان میں قید کر دیں پھر دوسری گواہ عورت کو طلب کیا۔ اور دو زانو ہو کر ٹھیک سے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا "اے عورت مجھ کو پہچانتی ہے؟ میں ہوں علی ابن ابی طالب اور یہ ہے میری تلوار، پہلی عورت نے حق کی طرف رجوع کر لیا ہے اور میں نے اس کو امان دے دی ہے۔ اگر تو نے بھی ٹھیک ٹھیک بتلا دیا تو تجھ کو بھی امان دی جائیگی۔ اور اگر جھوٹ بولی تو تلوار سے گردن اڑا دونگا۔ وہ عورت چلائی کہ "یا علی الامان الامان میں سچ سچ بتلائے دیتی ہوں" حضرت نے

فرمایا "تو امان میں ہے کہہ کیا کہتی ہے۔" عورت نے کہا "لا واللہ! اس لڑکی نے زنا نہیں کی بلکہ چونکہ یہ صاحب حسن و جمال تھی اس لئے اس عورت نے از راہ حسد اس کو نشہ پلا کر ہم لوگوں کی مدد سے اس کی بکارت کو زائل کیا ہے تاکہ اس کا شوہر اس کو اپنی بیوی نہ بنالے" یہ سنکر حضرت نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ارشاد فرمایا۔

"انا اول من فرق بین الشہود بعد دانیال النبیؑ" "میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے دانیال کے بعد گواہوں میں اختلاف پیدا کیا۔ اس کے بعد حضرتؑ نے حکم دیا کہ اس عورت پر (یعنی مدعیہ پر) حد قذف (تہمت کی سزا) جاری کی جائے اور اس کو اس کے شوہر سے الگ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی اور آپ نے حکم دیا کہ اس لڑکی کے ساتھ عقد کرے۔ اور اس کا مہر اپنی جیب خاص سے ادا کیا علاوہ بریں ان عورتوں سے بھی، چار سو درہم اس کی بکارت کی دیت کے وصول کر کے اس لڑکی کو دیئے۔

(۱۶۸) مجنونہ کا زنا کرنا

حضرت علی علیہ السلام سے دیوانی عورت کے متعلق سوال کیا گیا جس نے زنا کیا تھا اور حاملہ بھی ہو گئی تھی آپ نے فرمایا۔ اس کی حیثیت حیوان کی ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے نہ تو اس پر رجم ہے نہ کوڑے ہیں نہ شہر بدر ہے۔ (وافی جزو ۹ ص ۲۶)

(نوٹ) یہ قضیہ حضرت عمرؓ کے سامنے بھی پیش ہو چکا ہے جہاں حضرت علیؑ نے حق فیصلہ کیا ہے تفصیل کے لئے دیکھئے (ابو تراب ج ۱ ص ۱۳۷ طبع دوم)

توضیح:۔ مذکورہ حکم صرف مجنونانہ (دیوانی عورت) کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے ورنہ دیوانہ مرد اگر زنا کرے تو وہ سزا معاف نہیں ہے۔ اس پر حدیث ذیل دلالت کرتی ہے۔!

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔ اگر پاگل یا سنکی (نیم دیوانہ) زنا کرے (اگر بیوی رکھتا ہو) تو اس کو رجم کیا جائے گا ورنہ حد لگائی

جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کی دیوانہ مرد و عورت اور سنکی مرد و عورت میں کیا فرق ہے؟ (کہ مرد پر تو حد ہے عورت پر نہیں ہے۔ حالانکہ دونوں کی حالت بظاہر ایک ہے) فرمایا:۔ عورت سے یہ فعل کیا جاتا ہے اور مرد خود کرتا ہے اس لئے وہ اس کو اسی وقت کرے گا جب اس کو اتنا شعور ہو کہ اس فعل میں لذت ہے اور اس کو اس طرح کرنا چاہیئے۔ اس کے برخلاف عورت اگر مجبور و بیکس اور بے بس ہے تب بھی دوسرا اس کے ساتھ یہ فعل کر لیتا ہے۔ بعض اوقات اس کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ (وافی جزو ۹ ص ۲۰۴)

(۱۶۹) ایک مرد کا اقرار زنا

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا "حضرت! میں نے زنا کیا ہے آپ مجھ پر حد جاری کر کے طاہر فرما دیں۔" یہ سنکر آپؑ نے اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا۔ پھر اس سے فرمایا "بیٹھ جاؤ"۔ اس کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے کہنے لگے "تم لوگ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ جب اس قسم کا گناہ سرزد ہو تو یوں اپنی پردہ پوشی کرو جس طرح اللہ نے پردہ پوشی کی ہے"۔ مگر حضرت کے اس اشارہ کے بعد پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے کہا "یا امیر المومنین! میں نے زنا کیا ہے آپ مجھ کو پاک کر دیں۔" حضرت نے پوچھا "تو کیوں ایسی بات کہہ رہا ہے۔؟" اس نے عرض کی "طہارت حاصل کرنے کی غرض سے۔" فرمایا! "توبہ سے بڑھ کر کونسی طہارت ہو سکتی ہے۔!" یہ کہہ کر آپ نے پھر اس سے اعراض کر لیا اور لوگوں سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں پھر وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے پھر کہا کہ مولا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھ کو پاک کر دیں۔" آپ نے اس سے پوچھا "قرآن پڑھنا جانتے ہو؟" اس نے کہا "جی ہاں"۔ فرمایا "کچھ آیات کی تلاوت کرو"۔ چنانچہ اس نے چند آیتوں کو اچھی طرح پڑھا پھر آپ نے اس سے پوچھا "اللہ نے جو حقوق تم پر واجب کئے ہیں ان سے بھی واقف ہو؟" اس نے کہا "جی ہاں"۔ آپ نے واجبات اس سے پوچھے تو ان کا جواب بھی اس نے نہایت خوبی سے دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا "کیا تمہارے سر میں یا جسم میں تکلیف

ہے یا اور کوئی مرض ہے یا کسی سے رنجیدہ ہو گئے ہو؟ اس نے کہا "نہیں یا امیرالمومنین! ان باتوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے"۔ تب آپ نے فرمایا "وائے ہو تجھ پر اب چلا جا جس طرح میں نے علانیہ دریافت حال کیا ہے اسی طرح پوشیدہ طور سے تحقیقات کرنا چاہتا ہوں لیکن اگر تو خود نہ آیا تو میں بھی تجھ کو نہیں بلاؤں گا پھر آپ نے اس کے متعلق جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے اور کوئی امر اس کے متعلق نہیں ملا جو اسکے نقصان عقل پر دلالت کرے اس کے بعد پھر وہ شخص حضرت کے پاس آیا اور اس نے پھر حد جاری کرنے کا مطالبہ کیا آپ نے پھر اس کو واپس کر دیا جب وہ تیسری دفعہ آیا اور پھر حد جاری کرنے کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا اب بھی تو چلا جا اب کی اگر واپس آیا اور تو نے اقرار کیا تو حکم خدا لازم ہو جائے گا اس وقت میں تجھ کو نہیں چھوڑوں گا لیکن وہ چوتھی مرتبہ بھی آ موجود ہوا اور حد جاری کرنے کو اس نے کہا تب حضرت امیرالمومنینؑ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا۔ جتنے لوگ موجود ہیں وہ کل اس کی حد کا مشاہدہ کرنے کی غرض سے شہر کے باہر جمع ہوں لیکن میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ڈھاٹے باندھ کر آنا تاکہ ایک دوسرے کو نہ پہچانے۔

چنانچہ دوسرے روز پو پھٹنے سے پہلے ہی لوگ شہر کوفہ کے باہر جمع ہونے شروع ہوئے اور سب اپنے چہروں کو اپنے عماموں کے ڈھاٹوں سے چھپائے ہوئے تھے پھر آپ نے اعلان کیا کہ "تم لوگوں میں جو کوئی ایسا ہو کہ اس کی گردن پر حد ہو وہ اس کو نہیں مار سکتا لہٰذا یہاں وہی ٹھہرے جو حد سے بری الذمہ ہو باقی سب چلے جائیں"۔

یہ اعلان سُنتے ہی کچھ لوگ باقی رہ گئے۔ لیکن بہ بنائے روایت کلینی باقی رہنے والوں میں سوائے امیرالمومنین، حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام کے اور کوئی نہ تھا چنانچہ آپ نے اس پر پتھر مارے جس کے نتیجہ میں وہ راہی جنت ہو گیا پھر حضرت علیؑ نے اس کو گڑھے سے برآمد کیا اور اس پر نماز پڑھی۔ اور دفن کر دیا کسی نے کہا یا امیرالمومنینؑ آپ نے اس کو غسل نہیں دیا؟ فرمایا اس نے صبر عظیم کر کے ایک غسل کر لیا ہے جس نے اس کو قیامت تک کے لئے پاک و طاہر کر دیا۔ (بحارالانوار ج ۹ ص ۴۹۴)

(۱۷۰) ایک عورت کا اقرار زنا!

ایک عورت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا:۔ یا علیؑ طہرنی مولا مجھے پاک کر دیجئے۔ فرمایا "کس چیز سے پاک کروں؟ کہا "میں نے زنا کیا ہے۔ فرمایا "تو شوہر دار ہے" اس نے کہا "جی ہاں"، فرمایا تیرا شوہر موجود ہے یا سفر پر گیا ہے؟ اس نے کہا "موجود ہے۔ فرمایا "تو حمل سے ہے"؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا جا! بچہ جن لے اس کے بعد میرے پاس آنا" جب وہ عورت نظروں سے غائب ہو گئی تو آپ نے فرمایا "بارالٰہا! یہ ایک شہادت ہو گئی جو اس عورت نے اپنے خلاف دی ہے۔

کچھ دنوں کے بعد وہ عورت جب بچہ جن چکی تو دوبارہ حضرت کی خدمت میں آئی اور عرض کرنے لگی "یا امیرالمومنین! اب مجھ کو پاک کر دیجئے کیونکہ اب میں بچہ کی ولادت سے فارغ ہو چکی ہوں لہٰذا آپ مجھ پر حد شرعی جاری فرمائیں کیونکہ عذاب دنیا عذاب آخرت سے آسان تر ہے۔ اس لئے میں عذاب دنیا کو اپنے لئے اختیار کرتی ہوں"۔

یہ سُنکر حضرت نے مثل اس شخص کے جو واقعہ سے بے خبر ہو اور یہ عورت پہلے پہل آئی ہو اس سے فرمایا۔ کس چیز سے تجھ کو طاہر کروں"۔ اس نے کہا میں نے زنا کیا ہے پھر آپ نے پوچھا تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب۔؟ اس نے کہا "حاضر تھا"، جاؤ بچہ کو پورے دو سال دودھ پلاؤ پھر میرے پاس آنا" جب وہ عورت آنکھوں سے غائب ہو گئی اور اتنی دور ہو چکی کہ حضرت کی آواز کو نہیں سُن سکتی تھی تو حضرت نے پھر فرمایا "بارالٰہا! یہ اس عورت کی اپنے خلاف دو شہادتیں ہوئیں"۔ جب دو سال گزر گئے تو وہ باایمان عورت پھر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی یا حضرت! میں نے بچے کو دو سال کامل دودھ بھی پلایا ہے اب میری تطہیر کر دیجئے"۔ حضرت علیؑ نے پھر حسب سابق .... اور یہ بھی پوچھا "اے کنیز خدا! کس چیز سے طہارت طلب کرتی ہے تو نے کیا کیا ہے"؟ اس نے پھر وہی جواب دیا کہ "مولا! مجھ سے زنا سرزد ہوئی ہے"۔ فرمایا "اس وقت تو شوہر دار تھی یا بے شوہر"؟ عرض کیا شوہر دار تھی"۔ القصہ حسب سابق حضرت نے سوالات دہرائے اور وہ اقرار کرتی گئی۔

آخر میں آنحضرت نے فرمایا "جاؤ ابھی حد جاری نہیں ہوگی۔ تمہارا بچہ چھوٹا ہے اس کی پرورش و پرداخت کرو یہاں تک کہ وہ اتنا بڑا ہو کہ اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ وہ کوٹھے سے نہیں گرے گا یا کوئیں میں نہیں جا گرے گا۔" اس دفعہ حد سے محرومی کا اس پاکباز کو اتنا صدمہ ہوا کہ اب وہ امام کی خدمت سے روتی ہوئی واپس ہوئی جب کافی دور پہنچ گئی تو حضرت نے پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ "پالنے والے! یہ تیسری شہادت تھی۔" راستہ میں اس عورت کو عمرو بن حریث ملا اور اس نے پوچھا کہ "اے عورت تو کیوں گریہ کر رہی ہے۔؟" اس نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اپنی بدقسمتی پر رو رہی ہوں کہ گناہ کرنے کے بعد اس کی حد شرعی سے بھی محروم رہی اب ڈرتی ہوں کہ میں مر جاؤں اور یہ حد میری گردن پر باقی رہ جائے جسکی وجہ سے عذاب آخرت سے مجھ کو دوچار ہونا پڑے۔" اس کا یہ کلام سنکر عمرو بن حریث نے کہا "تم پلٹ جاؤ میں تمہارے بچے کی پرورش کروں گا۔" یہ عورت پھر حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت نے پھر امتحان ہی کی غرض سے حسب سابق سوالات کئے اس نے پھر مثل سابق جوابات دیئے اور اپنے گناہ کا اقرار کیا جس وقت عورت کے آخری الفاظ تمام ہوئے تو حضرت علیؑ نے اپنا سر جانب آسمان بلند کیا اور فرمایا "بار الہا! میں نے چار گواہیاں اس عورت پر ثابت کر دیں اور تو نے اپنے رسولؐ سے فرمایا ہے کہ جس نے حدود الٰہی کو معطل کیا اس نے تجھ سے عناد کیا اور تجھ سے دشمنی کی ہے۔ خدایا تو گواہ رہنا کہ میں تیرے حدود کو معطل کرنے والوں میں نہیں ہوں۔ اور نہ تیرے احکام ضائع کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں تیری اطاعت میں کوشاں ہوں۔" یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری تھے مگر حالت یہ تھی کہ چہرہ آپ کا فرط غضب سے مثل انار کے سرخ تھا اور آثار اندوہ آپ کی پیشانی اقدس سے نمایاں تھے، عمرو بن حریث نے جو حضرتؑ کی یہ حالت مشاہدہ کی تو عرض کرنے لگا "مولا! میں نے جو اس عورت کے فرزند کی کفالت کا ذمہ لیا تو یہ اس وجہ سے تھا کہ میرا خیال تھا کہ آپ کی رضا اس میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے اس فعل سے ناراض ہیں لہٰذا میں اپنے وعدہ کو واپس لیتا ہوں میں اس بچے کی کفالت نہیں کرتا!!" یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا: "اس عورت کے چار مرتبہ اقرار کر چکنے کے بعد اب یہ کہتا ہے اب تجھ کو علی الرغم کی پرورش کرنا پڑے گی (الیشیٰ) میں نے اس عورت کو حد کی تکلیف سے بچنے کے لئے راہ سترکی بتائی تھی جو تیری ناعاقبت اندیشی سے مسدود ہو گئی ورنہ خداوند کریم

مرنے کے بعد اس کو معاف کر دیتا۔)

اس کے بعد امیر المومنینؑ بالائے منبر تشریف لائے۔ اور قنبرؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز جماعت کے لئے بلائیں آواز آذان سنتے ہی اہل کوفہ اطراف و اکناف سے جمع ہونے لگے جب مسجد خوب بھر گئی تو حضرتؑ کھڑے ہوئے اور بعد حمد خدا و ثنائے رسولؐ ارشاد فرمایا "ایہا الناس! میں کل صبح کو پشت کوفہ پر اس عورت پر حد جاری کرنا چاہتا ہوں لہٰذا کل تم لوگ پتھر لے کر جمع ہونا لیکن اس بات کا خیال کرنا کہ تم سب کے سب کے منہ چھپے ہوئے ہوں تاکہ ایک دوسرے کو نہ پہچانے یہاں تک کہ اپنے گھروں کو واپس لوٹو۔" یہ کہکر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

راوی کا بیان ہے جب دوسرا روز ہوا تو اس عورت کو باہر لایا گیا اور تمام لوگ پتھروں کو اپنے دامن و آستین میں لئے ہوئے، اپنے عماموں سے چہروں کو چھپائے ہوئے پشت کوفہ پر جمع ہوئے تھوڑی دیر میں حضرت علیؑ بھی تشریف لے آئے آپ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے اور اس میں اس عورت کو تا کمر دفن کر دیا جائے چنانچہ جب وہ عورت زمین میں گاڑی جا چکی تو حضرت اپنے خچر پر سوار ہوئے اور پیروں کو خوب اچھی طرح رکاب میں جما کر آپ نے اپنی انگشت شہادت و وسطی اپنے گوش مبارک میں رکھی اور بہ آواز بلند فرمایا "ایہا الناس: خداوند عالم نے اپنے نبیؐ سے یہ عہد لیا ہے کہ کوئی ایسا شخص حد نہیں جاری کر سکتا جس پر خود حد ہو۔ لہٰذا جو شخص خود حد کے ساتھ ملوث ہو۔ وہ اس عورت کو پتھر نہ مارے۔"

راوی کا بیان ہے کہ سنتے ہی جتنے آدمی تھے سب کے سب شہر واپس چلے گئے۔ صرف تین شخص باقی رہ گئے اور وہ تھے علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ۔ لہٰذا ان تینوں عظیم شخصیتوں نے حد جاری کی۔ (بحار الانوار ج ۹ ص ۴۹۲۔ کافی تہذیب۔ محاسن برقی)

(۱۸۱) ایک شخص جس نے بدفعلی کا اقرار کیا

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک

جوان آیا اور اس نے عرض کی یا امیر المومنینؑ! میں نے ایک لڑکے کے ساتھ فعل بد کیا ہے۔ مجھ کو آپ پاک کر دیں۔" آپ نے فرمایا "اے جوان اپنے گھر لوٹ جا معلوم ہوتا ہے کہ تیرا سر پھر گیا ہے۔" چنانچہ وہ شخص چلا گیا لیکن دوسرے روز وہ پھر حاضر ہوا اور اس نے پھر وہی کلام دُہرایا امام نے حسب سابق جواب دیا اور وہ چلا گیا یہاں تک کہ جب وہ چوتھی دفعہ آیا اور اس نے چوتھی بار اقرار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا "اے شخص سن! رسول خداؐ نے اس گناہ کی پاداش میں تین حدیں مقرر کی ہیں۔ (۱) تیری گردن پر تلوار ماری جائے جتنا بھی اس سے زخم آئے وہی تیری سزا ہے۔ (۲) تیرے ہاتھ پیر باندھ کر پہاڑ سے نیچے پھینک دیا جائے۔ (۳) تجھ کو زندہ آگ میں ڈال دیا جائے۔ ان تینوں سزاؤں میں کون سی سزا اپنے لئے پسند کرتا ہے؟" اس نے پوچھا "یا امیر المومنین! ان تینوں میں سخت ترین عذاب کیا ہے؟" فرمایا "آگ میں جلنا" اس نے کہا "میں نے یہی اپنے لئے اختیار کیا۔" امام نے فرمایا "تو پھر آمادہ ہو جا۔" اس نے عرض کی "اتنی اجازت دیں کہ آخری مرتبہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ فرمایا پڑھ لو" چنانچہ اس نے وضو کر کے بہ کمال خضوع و خشوع دو رکعت نماز پڑھی نماز کے بعد اس کی دعا یہ تھی۔

"پالنے والے! میں نے جو گناہ کیا ہے تو اس سے واقف ہے۔ میں اس کے خوف سے تیرے نبی کے وصیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے تین قسم عذاب میں مجھ کو اختیار دیا چنانچہ جو سخت ترین عذاب تھا اس کو میں نے اختیار کیا۔ بار الہا! تو اس کی تکلیف کو میرے گناہوں کا کفارہ قرار دے اور روز آخرت مجھ کو آتش میں نہ جلانا۔" یہ کہہ کر روتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور ایک مرتبہ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اس نے چھلانگ لگا دی اور اس میں پالتی مار کر بیٹھ گیا اس کی حالت پر تمام اصحاب معہ امیر المومنین کے رونے لگے۔ اور بالآخر حضرتؑ نے اس کو آگ کے شعلوں سے نکال لیا اور فرمایا۔ قُمْ یَا هٰذَا فَقَدْ اَبْكَيْتَ مَلَائِكَةَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ تَابَ عَلَيْكَ۔ اے شخص اُٹھ کھڑا ہو کیونکہ تو نے اپنی ادا سے آسمان و زمین کے فرشتوں کو رلا دیا۔ اللہ نے تیری توبہ قبول کر لی اب دوبارہ اس کا اعادہ نہ کرنا۔

(بحار الانوار ج ۹ ص ۴۹۳ کافی وافی ج ۲ ص ۱۵)

توضیح:- اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام نے حد واجب کیسے ترک کر دیا دراں حالیکہ جرم جب ثابت ہو جائے تو حد کا جاری کرنا امام پر واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو ایسی حد کے معاف کر دینے کا اختیار ہے جس میں گواہ قائم نہ ہوئے ہوں خواہ امام کو کسی اور ذریعہ سے معلوم ہوا ہو یا مجرم نے خود اقرار کر لیا ہو جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں ہوا۔ پھر یہ بھی شرط ہے کہ وہ جرم حقوق الناس سے متعلق نہ ہو بلکہ حقوق اللہ میں سے ہو۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ لا یعفی عن الحدود التی للہ دون الامام (وافی جز ۹ ص [illegible]) حسب ذیل روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

"ایک شخص جس کا نام ماعز بن مالک تھا اس نے رسول اللہؐ کے پاس آ کر زنا کا اقرار کیا آپ نے اس کے رجم کئے جانے کا حکم دیا جب وہ سنگسار کیا جانے لگا تو گڑھے سے نکل کر بھاگا یہ دیکھ کر زبیر بن عوام نے اونٹ کے پیر کی ہڈی اس کو ماری جو اس کو لگ گئی اور وہ گر گیا۔ اس کے بعد دوسرے لوگ بھی وہاں پہنچ گئے اور انھوں نے پتھر اینٹیں مار کر اس کو ہلاک کر دیا جب یہ واقعہ حضرتؐ کے گوش گزار کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:- تم نے اس کو کیوں نہ چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس نے تو خود ہی اقرار کے ذریعہ حد کو اپنے اوپر عائد کیا تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:- اگر علیؑ وہاں ہوتے تو تم لوگ گمراہ نہ ہوتے۔ اس کے بعد آپ نے بیت المال سے اس کی دیت ادا کی۔

(وافی جز ۹ ص ۳۴، مزید تفصیل کے لئے دیکھو حدیث دیگر صفحہ)

(۱۰۷) بے گناہ قاتل

ایک شخص کو ایک خرابہ میں لوگوں نے اس طرح پایا کہ اس کی دونوں آستینیں کہنی تک اوپر چڑھی ہوئی تھیں، ہاتھ میں خون بھرا خنجر تھا، اور اس کے سامنے ایک لاش خاک و خون میں لتھڑی ہوئی تڑپ رہی تھی۔ اس سے پوچھا کہ تو نے اس کو قتل کیا ہے؟ تو اس نے اقرار کیا لہٰذا اس کو قتل کرنے کی غرض سے لے چلے۔ ابھی مقتل تک نہیں پہنچے تھے کہ ایک مرتبہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا ٹھہرو اس کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرو۔ بلکہ امیر المومنینؑ کی خدمت میں لے چلو۔ جب آپ کی خدمت میں آئے تو اس شخص نے

اقرار کیا کہ اصل قاتل میں ہوں اور یہ شخص بے گناہ ہے جو گرفتار کیا گیا ہے تب آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ تو نے کس لئے اقرار جرم کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ "یا امیر المومنین ؑ میں اس خرابہ کے پاس گوسفند ذبح کر رہا تھا کہ مجھ کو پیشاب معلوم ہوا لہٰذا اس خرابہ میں آیا تو ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے خون میں لوٹ رہا تھا اتنے میں یہ لوگ وارد ہو گئے اور انھوں نے خون بھری چھری میرے ہاتھ میں دیکھی میرے علاوہ کوئی دوسرا خرابہ میں نہ تھا انھوں نے مجھ سے سوال کیا اگر میں ان شواہد کے ہوتے ہوئے انکار کرتا تو یہ لوگ مجھ کو اتنا زد و کوب کرتے کہ مرنے کے قریب ہو جاتا اس لئے بوجہ خوف کے میں نے اقرار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا۔ یہ سُن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو میرے فرزند حسنؑ کے پاس لے جاؤ وہ فیصلہ کریں گے جب آپ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کر دینا کہ قاتل نے اگرچہ ایک مرد کو مارا ہے لیکن اس نے ایک نفس کو ہلاکت سے بھی بچایا ہے اور خداوند کریم کا ارشاد ہے۔ مَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا۔ لہٰذا اس قضیہ میں حکم یہ ہے کہ دونوں کو رہا کیا جائے اور مقتول کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے۔ یہ فیصلہ سُن کر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ فیصلہ یہی ہے جو حسنؑ نے کیا۔

(بحار ج ۹ ص ۴۹۸ طرق حکمیہ ص ۵۵)

ایک ایسا ہی زنا کا واقعہ جناب رسالت مآبؐ کے زمانہ میں بھی گزرا ہے جس میں آنحضرتؐ نے اسی طرح فیصلہ فرمایا ہے وہ واقعہ یہ ہے۔

ایک عورت نماز صبح کے وقت مسجد کی طرف جا رہی تھی کہ ایک شخص نے اس کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھ زنا کیا وہ عورت چیخی تو دوسرا شخص اس کو بچانے آگیا اتنے میں اور لوگ بھی جمع ہو گئے اور انھوں نے اس شخص کو پکڑ لیا جو بچانے آیا تھا یہ لاکھ چیختا رہا کہ میں نہیں تھا مگر کسی نے سماعت نہ کی بالآخر یہ رسول اللہؐ کے سامنے پیش ہوا گواہوں نے تو اس کے خلاف گواہیاں دیں ہی اس عورت نے بھی اشتباہ کرتے ہوئے اسی پر فرد جرم لگائی چنانچہ رسول اللہؐ نے اس کے رجم کئے جانے کا حکم دے دیا۔ جب لوگ اس کو رجم کرنے کے لئے لے چلے تو اس مجمع میں سے ایک شخص بول اٹھا نہ مارو یہ بے خطا ہے اصل

مجرم میں ہوں میں نے اس عورت سے زنا کیا ہے۔ اب رسول اللہؐ کے پاس تین شخص جمع ہو گئے ایک وہ جس نے زنا کیا تھا، دوسرا وہ جو اس عورت کی مدد کو آیا تھا اور اشتباہاً پکڑا گیا تھا، تیسری خود عورت۔ رسول اللہؐ نے اصل مجرم سے ارشاد فرمایا:۔ تیرا گناہ بخشا گیا اجس نے بچایا تھا اس کو تحسین کہی یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے کہا میں اس شخص کو جس نے اعتراف گناہ کیا ہے رجم کئے دیتا ہوں۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا نہیں اس لئے وہ توبہ کر لی ہے کہ اگر ایسی توبہ تمام اہل مدینہ کر لیں تو سب کی توبہ قبول ہو جائے۔ (طرق حکمیہ ص ۷۰۔ طا مصر)

اس واقعہ سے اہل بیت رسولؐ کا شرف و مرتبہ دوسرے افراد پر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ امام حسن علیہ السلام اس واقعہ کے وقت کمسن ہوں گے یا ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں گے مگر اس کے باوجود آپ نے وہی فیصلہ کیا جو رسالت مآبؐ بھی فرما چکے تھے۔

یہ امر بھی قابل توضیح ہے کہ معصوم غلط فیصلہ نہیں کر سکتا آنحضرتؐ نے پہلے شخص کے رجم کئے جانے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ آپ کو اپنے علم باطن سے معلوم تھا کہ عنقریب اصل مجرم ظاہر ہو جائے گا اگر آنحضرتؐ ایسا نہ کرتے تو نہ اصل مجرم اقرار کرتا اور نہ لوگوں کو ایسے قضیہ کا فیصلہ معلوم ہوتا جس کے نتیجہ میں قیاس پر عمل ہوتا اور نہ معلوم کتنے بے گناہ مارے جاتے۔ (مؤلف)

(۱۷۳) غلام شوہر

ایک شخص نے اپنی کنیز سے ہم بستری کی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد اس کو اپنے سے جدا کر دیا۔ اور اپنے غلام سے اس کا عقد کر دیا اس کے بعد آقا مر گیا اب یہ کنیز آزاد ہو گئی کیونکہ اب اس کا لڑکا اس کے مالک کا وارث ہوا اور کنیز اپنے لڑکے کی ملک میں نہیں آ سکتی اس لئے آزاد ہو گئی اس کے بعد لڑکا بھی مر گیا اس لئے اب یہ اپنے لڑکے کی وارث شرعی ہوئی جن چیزوں کی وارث ہوئی ان میں اس کا شوہر بھی تھا کیونکہ وہ پہلے اس کے مالک کا غلام تھا اس کے مرنے کے بعد اس کے فرزند

کی ملکیت میں آیا اس کے مرنے کے بعد خود اس کی ملک میں آگیا اب دونوں میں تنازع ہوئی پر مرد عورت سے کہتا تھا کہ میں تیرا واجب الاطاعت شوہر ہوں عورت کہتی تھی تو میرا غلام ہے جب یہ قضیہ حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش ہوا تو وہ بھی حیران ہوئے اور بولے واقعاً عجیب مشکل معاملہ ہے ۔ اس کو سوائے ابوالحسنؑ کے اور کوئی حل نہیں کر سکتا ماچار آپ سے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اس غلام سے پوچھو کہ اس نے اپنی بیوی سے اس کے وارث ہونے کے بعد جماع کیا ہے اس نے کہا نہیں ۔ فرمایا خیر گزری ورنہ میں تم پر حد جاری کرتا کیونکہ اب یہ تیری زوجہ نہیں رہی بلکہ مالکہ ہے ۔ پھر آپ نے اس عورت سے کہا کہ اب تو اس غلام کی مالک ہے ۔ چاہے اس کو اپنی بندگی پر باقی رکھ چاہے آزاد کر دے چاہے بیچ ڈال ۔ (مناقب شہر آشوب ج ۲ ص ۱۹۲ ، ناسخ ج ۳ ق ۲۳ ، بحار ج ۹ ص ۴۸۴) ۔

(۱۶۸) ہاتھی کا وزن معلوم کرنا !

کتاب تہذیب میں ہے کہ ایک شخص نے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہاتھی کا وزن کروں گا ۔ آپ نے فرمایا ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے ۔ عرض کیا اب تو میں مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہوں ۔ حضرت نے ایک بڑی کشتی کو طلب کیا اس پر ہاتھی کو سوار کیا جہاں تک کشتی پانی میں ڈوبی تھی وہاں تک کشتی پر نشان لگا دیا تھا پھر ہاتھی کو کشتی سے اتار کر کنارے لے آئے اس کے بعد کشتی میں لکڑیاں رکھنا شروع کر دیں اور اس حد تک کشتی پر لکڑیاں رکھی گئیں کہ نشان تک کشتی پانی میں ڈوب گئی تو پھر حضرت نے حکم دیا کہ ان لکڑیوں کو وزن کر لو ۔ جو وزن ان لکڑیوں کا ہوگا وہ ہاتھی کا وزن ہوگا ۔ اس طرح ہاتھی کے وزن کا آسان طریقہ سامنے آگیا ۔

(۱۶۹) آسمان کی مسافت دریافت کرنا !

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا یہ نیلگوں آسمان ہم سے کس قدر فاصلے پر ہے تو آپ نے جواب دیا " نظرۃ واحدہ " یعنی ایک حد نظر ہے ۔ در اصل سائنسی لحاظ سے بھی خلائی ذرات تک پہنچ کر ہماری نظر رک جاتی ہے اگر ان خلائی ذرات سے اُدھر جائیں تو مسافت ایک اور حد پر جا کر رکے گی جسے ہم دوسرا آسمان کہہ سکتے ہیں ۔

(۱۷۰) سورج کی جسامت معلوم کرنا

ایک شامی نے حضرت علی علیہ السلام سے سورج کی جسامت دریافت کی تو آپ نے فرمایا ۹۰۰ × ۹۰۰ فرسخ ہے جبکہ ایک فرسخ ۳ شرعی میل کے برابر ہوتا ہے جبکہ ایک شرعی میل تقریباً ۲۰۰۰ گز کا ہوتا ہے ۔ اس وجہ سے سورج کی جسامت بنتی ہے ۔

۲۰۰۰ × ۳ × ۹۰۰ × ۹۰۰ یعنی = ۲۷،۶۱،۳۶۴ میل

سائنس دانوں کے فاصلے اور پیمائش میں فرق ہو سکتا ہے جو کہ ۲ لاکھ میل بتاتے ہیں جنہوں نے میل اور پیمانوں سے فاصلہ ناپنے کی کوشش کی ہے لیکن مولائے کائنات نے اپنے علم سے کتنا محکم جواب دیا ہے ۔ (کتاب اسلام اور حیات عقلانی)

(۱۷۱) زمین سے سورج کا فاصلہ کتنا ہے

ایک عرب نے جناب امیر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ زمین سے سورج کا فاصلہ کتنا ہے ؟ حضرت علیؑ نے عرب کے ماحول میں اس بدو کو جو آسان جواب دیا وہ حیرت انگیز بھی ہے اور سہل ممتنع بھی ۔ آپ نے کہا اگر تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سورج کی طرف روانہ ہو جائے تو ۵۰۰ برس میں سورج پر پہنچ جائے گا ۔

اللہ اکبر - ایک عرب گھوڑا - ۲۰ سے لے کر ۳۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتا ہے لہٰذا یہ فاصلہ ۹ کروڑ میل کے قریب ہے جو کہ سائنسدانوں کی اندازاً مسافت ہے۔

(۱۶۹) اہرام مصر کی بنیاد کی تاریخ معلوم کرنا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ جناب امیرؑ کے سامنے اہرام مصر کی بنیاد کی تاریخ جاننا چاہتے تھے۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا اہرام پر کوئی تصویر بنی ہوئی ہے۔ کسی نے کہا کہ ایک جبل کی تصویر ہے جس کے منہ میں کیکڑا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بنی الحرمان النسر فی السرطان یعنی ہرمان اس وقت بنایا گیا تھا جبکہ ستارہ نسر برج سرطان میں تھا اور وہ دو ہزار برس میں ایک برج کو طے کرتا ہے۔ اور آج کل جدی میں ہے اس حساب سے ۵ ہزار برس ان کی تعمیر کو گزرے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعزیرات اسلامی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء کو نافذ ہونے والے پانچ آرڈیننس اور ایک صدارتی حکم کے متن کا مکمل اُردو ترجمہ مع اعلان زکوٰۃ و عشر

۱۔ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس۔
۲۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری (ترمیمی) آرڈیننس۔
۳۔ جرم قذف (نفاذ حدود) آرڈیننس۔
۴۔ حکم امتناعی (شراب، چرس، بھنگ وغیرہ)
۵۔ جائیداد کے خلاف (چوری) "حد کا نفاذ" آرڈیننس۔
۶۔ کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈیننس۔
۷۔ اعلانِ زکوٰۃ و عشر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آغاز نظام مصطفیٰ — مبارکباد

"اسلام دین فطرت ہے" اس حقیقت کی توضیح کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہ دین اُس ذات کا بنایا ہوا ہے جو فطرت کا بھی خالق ہے، تخلیق خواہ کس قدر اپنی جگہ مکمل اور مستند ہو اپنے خالق کے آگے ہیچ ہوتی ہے۔

مسلمان ہونے کی حیثیت میں ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدائے ذوالجلال ہی وہ ذات پاک ہے جو خالق حقیقی ہے اور اُس نے ہر شے کو اپنی مناسب ترین صورت میں پیدا کیا ہے اور جہاں تک انسان کا تعلق ہے خود خالق حقیقی فرماتا ہے "لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم" "بے شک ہم نے انسان کو بہترین انداز سے پر پیدا کیا اور یہی وہ شاہکار صانع ازل ہے جس میں خدا کی صفات کا عکس نظر آتا ہے یعنی جو تخلیق خالق کی صفات کا عکس نظر آتا ہے یعنی جو تخلیق خالق کی صفات کا عکس ہے اُس سے خالق کو کس قدر پیار ہوگا اور خالق نے اس اپنی تخلیق کے لئے جو نظام پسند فرمایا کیا اس نظام میں کسی خامی کا امکان ہو سکتا ہے؟ کم از کم ایک مسلمان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسی سوچ کی راہ سے بھی گزرنے پائے۔

نظام اسلام کیا ہے؟ لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھٹکے ہوئے گھپ اندھیر زمانے کے سامنے وہ نظام پیش کیا جو کسی گروہ، کسی فرد واحد یا کسی جماعت کے لئے نہیں بلکہ ہر فرد کی بھلائی کا ذمہ دار ہے۔ زمانے نے بہت سے نظام ہائے قوانین کو آزمایا۔ تاریخ کے اوراق یہی بتاتے ہیں کہ ہر فرد کی بھلائی کا نظام اسلام کے سوا کسی

نظام نے پیش نہ کیا۔ اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ دو قسم کے نظام ہی کسی نہ کسی طرح سے لاگو رہے ہیں ایک کیپٹلزم اور دوسرا کمیونزم لیکن دونوں نظام ایک خاص گروہ کی ترجمانی تو کرتے رہے ہر انسان کو وہ حقوق نہ دے سکے جو اس کا بنیادی حق ہے۔ بظاہر ان دونوں نظاموں کے ہاتھ میں انسانی حقوق کا پرچم ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مخصوص گروہ کے افراد کے سوا ہر فرد غیر مطمئن اور انسانی حقوق سے محروم رہا۔ اب چین کی مثال لیجئے۔ چین میں انسانی حقوق کے نام پر قائم ہونے والا نظام صرف اس مخصوص گروہ کی حمایت کرتا ہے جس کے اراکین کی تعداد صرف تین کروڑ ہے۔ اور باقی انسان آج وہاں بھی حقوق سے محروم ہیں۔

مسلمانان پاکستان کے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ آج وہ اس نظام کے حوالے کئے جا رہے ہیں جو ایک طرف نظریۂ پاکستان کی اساس ہے اور دوسری طرف مسلمان کی روحانی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی صحت کا ضامن ہے۔

پیش نظر مضمون پانچ آرڈیننس اور ایک حکم امتناعی کے متن کے ترجمہ کا مجموعہ ہے۔ ترجمے کے لئے انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

ہماری دلی تمنا ہے کہ "پروردگار عالم اس نظام کی برکات کو اہل پاکستان پر نازل فرمائے"

آمین

احقر

وصی خان

صدر مرکزی تنظیم عزا (رجسٹرڈ) کراچی

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي
دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝
الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ
لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ
لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ
جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو درّے مارو اور تمھیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرا رحم نہ آنا چاہیئے۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں اور پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انھیں اسی درّے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ نافرمان ہیں۔ (سورۃ ۲۴، النور آیت ۲ سے ۵ پارہ ۱۸)

جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈی ننس

جرم زنا آرڈی نینس (نفاذ حدود) ۷ ۱۹۷۹ء

آرڈی نینس ۷ 1979

زنا کے جرم کو اسلامی امتناعی احکامات کی توثیق کے مطابق لانے کے لئے آرڈی نینس

جب کہ یہ ضروری ہے کہ زنا کے متعلق موجودہ قانون کو اسلام کے امتناعی احکامات جیسا کہ قرآن اور سُنّت میں ہیں کہ توثیق میں تبدیل کیا جائے۔

اور جب کہ صدر مملکت مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری اقدام کا تقاضا کرتے ہیں۔ اب اس لئے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے قوانین کے ساتھ اعلان کے مطابق جو اس وقت جاری ہے اور صدر مملکت اس بنا پر تمام اختیارات رکھتے ہوئے درج ذیل آرڈی نینس بنانے اور جاری کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

(۱) مختصر عنوان، حد اور نفاذ

(۱) اس آرڈی نینس کو جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈی نینس ۷ مجریہ 1979 کہا جائے گا۔

(2) اس کا دائرہ عمل پورا پاکستان ہوگا۔

(3) یہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے نافذالعمل ہوگا۔

تعریفیں

تاوقتیکہ اس آرڈی نینس کے متن یا سیاق وسباق میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی۔

(۱) "بالغ" سے مراد وہ شخص ہے جو مرد ہونے کی صورت میں ۱۸ سال کا اور عورت ہونے کی صورت میں ۱۶ سال کی ہو یا وہ بلوغت کو پہنچ گئے ہوں۔

(ب) "حد" سے مراد ایسی سزا ہے جو قرآن و سنت میں تجویز کی گئی ہو۔

(ج) (UNMARRIGE) غیر شادی شدہ سے مراد وہ شادی ہے جو فریقین کے شخصی قانون کے مطابق موثر نہ ہوئی ہو اور "شادی شدہ" بھی اسی طرح تعبیر کیا جائیگا۔

(د) "محصن" سے مراد ہے کہ

(i) ایک مسلمان بالغ آدمی جو کہ پاگل نہیں ہے اور وہ بالغ مسلمان عورت جو پاگل نہیں ہے سے جنسی تعلق رکھے جبکہ وہ اس وقت اس سے شادی شدہ ہو۔

(ii) یا ایک مسلم بالغ عورت جو کہ پاگل نہ ہو اور وہ بالغ مسلمان مرد سے جو پاگل نہیں ہے سے جنسی تعلق رکھے جبکہ وہ اس وقت اس سے شادی شدہ ہو۔

(د) "تعزیر" سے مراد کوئی سزا ہے جو حد کے علاوہ ہو اور تمام دیگر شرائط اور وضاحتیں بالکل وہی مطلب رکھیں گی جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۱۸۶۰ء کا ۲۱) 399/ جو کہ ایکٹ ۱۸۶۰ء یا مجموعہ ضابطہ فوجداری 1899 میں ہیں۔

(3) دوسرے قوانین پر غالب آرڈیننس

اس آرڈیننس کی دفعات کا اطلاق رائج الوقت کسی دوسرے قوانین سے مقابلہ کئے بغیر غالب طور پر ہوگا۔

(4) زنا ایک مرد اور ایک عورت اس وقت زنا کے مرتکب ہوں گے جب وہ اپنی مرضی سے ایک دوسرے سے جائز شادی کے بغیر جنسی تعلق رکھتے ہوں۔

وضاحت۔ زنا کے جرم کے لئے جنسی تعلق کے لئے اتنا کافی ہے کہ دخول ہوا ہو۔

(5) زنا جس پر حد لاگو ہوگی

(ا) زنا جس پر حد کا اطلاق ہوگا وہ زنا اس وقت ہوگا جب

(i) اس کا ارتکاب ایک بالغ مرد نے کیا ہو جو کہ پاگل نہ ہو اور اس عورت سے کیا ہو جس کے ساتھ وہ شادی شدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ شادی کا شبہ کیا جا سکتا ہو۔

(ب) اس کا ارتکاب ایک بالغ عورت نے جو پاگل نہ ہو اس مرد کے ساتھ کیا ہو جس کے ساتھ وہ

شادی شدہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کے ساتھ شادی کا شبہ کر سکتی ہے۔

(2) جو کوئی زنا کا مجرم ہو جس پر حد لاگو ہوتی ہو اسے اس آرڈیننس کی وضاحت کے مطابق

(1) اگر وہ مرد یا عورت "محصن" ہے اسے جائے عام پر اس وقت تک پتھر مارے جب تک کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔

(ب) اگر وہ مرد یا عورت "محصن" نہیں ہے تو اسے کوڑوں کی سزا جائے عام پر دی جائے گی جن کی تعداد ایک سو ہوگی۔

(3) کوئی سزا جو سیکشن ۵ کے تحت دی گئی ہو اس کی اس وقت تک تعمیل نہ ہوگی جب تک اس عدالت سے جس میں سزا یابی کے فیصلہ کی اپیل دائر ہو تو توثیق نہ ہو جائے اور اگرچہ کوڑوں کی سزا بھی ہو جب تک سزا کی تعمیل اور توثیق نہ ہو جائے مجرم کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ وہ سادہ قید کا سزا یافتہ ہو۔

(۶) زنا بالجبر

زنا بالجبر کا مرتکب اسے قرار دیا جائے گا اگر وہ مرد یا عورت کے ساتھ جیسی بھی صورت ہو جنسی تعلق رکھے جس کے ساتھ وہ جائز طور پر شادی شدہ نہ ہو اور ذیل میں سے کوئی ایک صورت حال ہو۔

(ا) شکار کے ارادہ کے خلاف۔

(ب) شکار کی رضامندی کے خلاف۔

(ج) شکار کی رضامندی کے ساتھ جبکہ اس کی رضامندی موت یا ضرر کے ڈر سے حاصل کی گئی ہو

(د) شکار کی رضامندی کے ساتھ جبکہ مجرم یہ جانتا ہے کہ جائز طور پر شکار سے شادی شدہ نہیں ہے اور رضامندی اس لئے دی جاتی ہے کیونکہ شکار یہ یقین رکھتا ہے کہ مجرم کوئی دوسرا شخص ہے جس سے وہ شکار مرد یا عورت یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ اس سے جائز طور پر شادی کرے گا۔

وضاحت ۔ زنا بالجبر کے ارتکاب کے لئے جنسی تعلق کے وجود کے لئے اتنا کافی ہے کہ دخول ہوا ہو۔

(2) زنا بالجبر اسی وقت زنا بالجبر کہلائے گا کہ جس پر حد کا اطلاق ہو گا جبکہ اس کا ارتکاب سیکشن ۶ کے سب سیکشن I میں دیئے گئے حالات میں ہوا ہو۔

(3) جو کوئی زنا بالجبر کا مرتکب یا مجرم ہو گا اس پر اس آرڈیننس کی شرائط کے مطابق حد لاگو ہو گی۔

(ا) اگر وہ مرد یا عورت "محصن" نہیں ہے تو اسے سرِعام کوڑے لگائے جائیں گے جن کی تعداد ۱۰۰ (ایک سو) ہو گی مع ان سزاؤں کے جن میں سزائے موت بھی شامل ہے جو عدالت مقدمہ کی نوعیت کے مطابق مناسب خیال کرے۔

(4) کوئی سزا جو سیکشن 3 کے تحت دی گئی ہو اس وقت تک قابل تعمیل نہ ہو گی جب تک کہ اس عدالت سے جس میں سزا یابی کے فیصلے کی اپیل دائر ہو توثیق نہ ہو جائے اگرچہ کوڑوں کی سزا بھی ہو جب تک سزا کی تعمیل اور توثیق نہ ہو جائے مجرم کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ وہ سادہ قید کا سزا یافتہ ہو۔

(7) زنا اور زنا بالجبر کی سزا جبکہ مجرم نابالغ ہو

کوئی شخص جو کہ زنا یا زنا بالجبر کے جرم کا مرتکب ہے اور اگر وہ بالغ نہ ہو اسے پانچ سال تک کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جائے گی یا جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی اور کوڑوں کی سزا بھی دی جا سکتی ہے جن کی تعداد تیس (30) سے زیادہ نہ ہو گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں اگر مجرم 15 سال کی عمر سے کم نہ ہو تو کوڑوں کی سزا دی جائے گی خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری سزا دی جائے یا نہ دی جائے۔

(8) زنا یا زنا بالجبر جس پر حد کا اطلاق ہو، کا ثبوت

زنا یا زنا بالجبر جس پر حد کا اطلاق ہوتا ہو — کا ثبوت درج ذیل کسی ایک قسم کا ہو گا۔

(ا) ملزم اپنے جرم کا اقبال مستند اختیارات کی عدالت کے سامنے کرے۔

(ب) کم از کم چار مسلم بالغ گواہ جن کے متعلق عدالت تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کے مطابق مطمئن ہو کہ وہ سچے اشخاص ہیں کبیرہ گناہ سے باز رہتے ہیں وہ جرم کے لئے ضروری دخول کے عینی گواہ ہونے کی گواہی دیں گے۔

مگر یہ بھی شرط ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو گواہ بھی غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔

وضاحت — سیکشن میں تزکیۃ الشہود سے مراد تحقیقات کا وہ طریق کار ہے جو عدالت گواہوں کے معتبر ہونے کے اطمینان کے لئے اختیار کرے۔

(9) وہ صورت جس میں حد کا اطلاق نہیں ہو گا۔

(1) اس صورت میں جبکہ زنا یا زنا بالجبر صرف مجرم کے اعتراف ہی سے ثابت ہوا ہو "حد" یا اس قسم کی سزا جو ابھی نافذ ہو گی، اس پر نافذ نہیں کی جائے گی جبکہ وہ اپنے اعتراف حد کے جاری ہونے سے پہلے انحراف کرے۔

(2) اس صورت میں جبکہ زنا یا زنا بالجبر کا جرم صرف شہادتوں سے ثابت ہوا ہو اور کوئی گواہ اپنی شہادت سے پیچھے ہٹ جائے تا کہ عینی گواہوں کی تعداد چار (4) سے کم رہ جائے اور ابھی حد (یا اسی قسم کی سزا جو ابھی نافذ ہو گی) بھی جاری نہ ہوئی ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہو گی۔

(3) سب سیکشن (1) میں بیان کردہ صورت حال میں عدالت دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

(4) سب سیکشن (2) میں بیان کردہ صورت حال میں عدالت ریکارڈ پر شہادتوں کی بنیاد پر تعزیر لاگو کر سکتی ہے۔

۱۰ ۔ زنا یا زنا بالجبر

(1) سیکشن ۵ کی شرائط کے مطابق جو کوئی زنا یا زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے۔ جس پر حد لاگو نہیں ہوتی یا جس کے متعلق سیکشن ۸ کے بیان کردہ ثبوت کی اقسام سے کوئی ایک میسر نہ ہو اور قاضی نے استغاثہ کو حد کی سزا جاری نہ کی ہو یا اس آرڈیننس کے تحت جس پر حد لاگو نہ ہوتی ہو۔ اس پر تعزیر لاگو ہو گی۔

(2) جو کوئی زنا یا زنا بالجبر کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر تعزیر لاگو ہوتی ہو اسے قید بامشقت کی سزا دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ کوڑوں کی سزا ہو گی جس کی تعداد تیس تک ہو گی۔ اور جرمانہ بھی کیا جائے گا۔

(3) جو کوئی زنا بالجبر کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس پر تعزیر لاگو ہوتی ہو اسے ۲۵ سال

تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اگر سزا ایک قید کی ہی ہو، اس کے ساتھ کوڑوں کی سزا بھی دی جائے گی جن کی تعداد تیس تک ہو گی۔

اغوا، عورت کو جبراً یا ترغیباً یا تحریص دیکر اغوا کر کے شادی پر مجبور کرنا وغیرہ

جو کوئی کسی عورت کو اغوا کرتا ہے یا بھگا لے جاتا ہے اس نیت سے کہ اس عورت کو مجبور کیا جا سکے گا یا یہ جانتے ہوئے کہ اس عورت کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی مرضی کے بغیر اس سے شادی کرے یا اس غرض کے لئے کہ اس عورت کو مجبور کیا جا سکے گا یا ورغلایا جا سکے گا کہ وہ اس سے ناجائز جنسی تعلق قائم کرے اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی اور تیس کوڑوں تک سزا دی جائیگی اور جرمانہ بھی کیا جائے گا۔

اور جو کوئی مجرمانہ تخویف کے ذریعہ جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان 1860ء میں بیان کیا گیا ہے یا اپنے اختیار کو غلط استعمال کرتے ہوئے یا دباؤ کے کسی طریقہ سے کسی عورت کو راغب کرتا ہے کہ وہ کسی جگہ سے جائے، اس نیت سے کہ اس نیت سے کہ اس عورت کو ناجائز تعلق کے لئے مجبور کیا جا سکے گا یا اس عورت کو ورغلایا جا سکے گا یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ ناجائز تعلق کے لئے مجبور ہو جائیگی۔ یا ورغلائی جائیگی اسے بھی اوپر بیان کی گئی سزا دی جائے گی۔

(2) کسی شخص کو غیر فطری خواہش کیلئے اغوا کرنا یا ترغیباً بھگا لے جانا

جو کوئی کسی شخص کو اس غرض کے لئے اغوا کرتا ہے یا ترغیباً بھگا لے جاتا ہے کہ اسے غیر فطری خواہش کا نشانہ بنایا جائے گا یا اسے ایسے فروخت کیا جا سکے گا کہ وہ غیر فطری خواہش کا نشانہ بنایا جا سکے یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ شخص غیر فطری خواہش کا نشانہ بن جائیگا یا غیر فطری نشانہ کیلئے فروخت ہو جائے گا اسے پچیس سال تک قید با مشقت کی سزا دی جائے گی اس کے ساتھ جرمانہ بھی کیا جائے گا۔ اور اگر صرف قید کی سزا دی جائے گی تو اس کے ساتھ تیس کوڑوں تک کی سزا بھی دی جائے گی۔

(3) عصمت فروشی کے مقاصد کیلئے اشخاص کی فروخت وغیرہ

جو کوئی کسی شخص کو اس غرض کے لئے بیچتا ہے، کرایہ پر دیتا ہے یا منتقل کرتا ہے اس نیت کے ساتھ کہ وہ شخص کسی وقت کسی شخص کے ساتھ عصمت فروشی یا ناجائز جنسی

تعلق یا کسی غیر قانونی اور غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکے گا یا اس کا یہ علم ہو کیا جا سکے گا یا یہ جانتے ہوئے کہ یہ شخص کسی وقت ان مقاصد کے لئے استعمال کیا جائیگا یا مامور کیا جائے گا اسے موت کی سزا دی جائے گی اور ساتھ تیس کوڑوں تک سزا اور جرمانہ کی سزا بھی دی جائے گی۔

(ل) جب کسی عورت کو عصمت فروشی کے لئے فروخت کیا جاتا ہے، یا کرایہ پر دیا جاتا ہے یا کسی دوسرے طریقہ سے کسی ایسے شخص کو منتقل کیا جاتا ہے جو عصمت فروشی کا اڈہ رکھتا ہے یا اس کا منتظم ہے، وہ شخص جو ایسی عورت کو منتقل کر رہا ہو اسے فرض کیا جائیگا کہ اس نے اس عورت کو عصمت فروشی کے لئے فروخت کیا ہے تاوقتیکہ اس کے برعکس کوئی ثبوت مہیا نہ ہو جائے۔

(ب) اس دفعہ میں اور دفعہ 19 میں "ناجائز تعلق" سے مراد جنسی ناجائز تعلق ہے جو دو شخصوں کے درمیان ہو جو آپس میں شادی شدہ نہ ہوں۔

(4) کسی شخص کو عصمت فروشی کی غرض سے خریدنا۔

جو کوئی کسی شخص کو اس نیت سے خریدتا ہے یا کرایہ پر لیتا ہے یا کسی دوسرے طریقہ سے اس کو اپنے قبضہ میں لیتا ہے، کہ وہ شخص کسی وقت کسی شخص کے ساتھ عصمت فروشی یا ناجائز جنسی تعلق یا کسی غیر قانونی اور غیر اخلاقی مقصد کے لئے استعمال کیا جا سکے گا۔ یا یہ جانتے ہوئے کہ وہ شخص کسی وقت، ان مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یا مامور کیا جائے گا اسے موت کی سزا دی جائیگی اور ساتھ ہی تیس کوڑوں کی سزا اور جرمانہ کی سزا بھی دی جائے گی۔

وضاحت — کوئی طوائف یا کوئی شخص جو عصمت فروشی کا اڈہ رکھتا ہو یا اس کا منتظم ہو، جو کسی عورت کو خریدتا ہے، کرایہ پر لیتا ہے یا کسی دوسرے طریقہ سے اس کو قبضہ میں رکھتا ہے اسے سمجھا جائے گا کہ اس نے ایسی عورت کو قبضہ میں رکھا ہوا ہے کہ اسے عصمت فروشی کے لئے استعمال کیا جائے گا تاوقتیکہ اس کے برعکس ثبوت مہیا نہ ہو جائے۔

(۱۵) کسی مرد کا قانونی شادی کا دھوکے سے یقین دلاتے ہوئے ترغیب دلا کر مباشرت کرنا

ہر وہ مرد جو دھوکہ دہی سے کسی عورت کو جو اس کے ساتھ جائز طور پر شادی شدہ نہیں ہے اسے یقین دلاتا ہے کہ وہ قانونی طور پر اس سے شادی شدہ ہے اور اسی یقین میں اس سے مباشرت کرتا ہے اسے ۲۵ سال قید با مشقت کی سزا اور تیس کوڑوں تک کی سزا اور جرمانہ کی سزا بھی دی جائے گی۔

(۱۶) کسی عورت کو مجرمانہ نیت سے پھسلا لے جانا یا حراست میں رکھنا

جو کوئی کسی عورت کو لے جاتا ہے یا پھسلا لے جاتا ہے کہ وہ عورت کسی شخص سے ناجائز جنسی تعلق قائم کرے گی یا اس عورت کو اس نیت سے چھپائے رکھتا ہے یا حراست میں رکھتا ہے اسے سات سال تک کسی ایک قسم کی قید کی سزا دی جائے گی ساتھ کوڑوں کی سزا ہوگی جو تیس سے زیادہ نہ ہوں گے اور جرمانہ بھی کیا جا سکے گا۔

(۱۷) سنگسار کرنے کی سزا کی تعمیل کا طریق کار

موت تک پتھر مارنے کی سزا جو کہ دفعہ ۵ اور دفعہ ۶ کے تحت دی جائے گی اس سزا کی تعمیل درج ذیل طریق پر ہوگی۔

وہ گواہ جنہوں نے مجرم کے خلاف گواہی دی تھی وہ حاضر ہوں گے وہ مجرم کو پتھر مارنا شروع کریں گے اور جبکہ پتھر مارے جا رہے ہوں اور مجرم کی موت واقع ہو جائے تو پتھر پھینکنے یا مارنے روک دیئے جائیں گے۔

(۱۸) جرم کرنے کی کوشش پہ سزا

جو کوئی اس آرڈی نینس کے تحت جرم کا ارتکاب کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کی سزا قید یا کوڑے ہے۔ یا جرم کے ارتکاب کا باعث بنتا ہے اور ایسی

کوشش میں وہ جرم کے ارتکاب کی جانب کوئی قدم نہیں اٹھاتا ہے اسے قید کی سزا دی جائے گی جو اس جرم کے لئے دی گئی طویل ترین قید کی سزا کے نصف تک ہو سکتی ہے۔ یا کوڑوں کی سزا دی جائے گی جو تیس سے زیادہ نہ ہوں گے یا جرمانہ ہو سکتا ہے جو کہ اس جرم کی سزا میں دیا گیا ہے یا تمام سزاؤں میں سے کوئی دو سزائیں دی جائیں گی۔

(۱۹) مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی متعلقہ دفعات کا اطلاق اور ترامیم

(۱) جب تک کہ اس آرڈی نینس کی کوئی اور وضاحت نہیں کی جاتی مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ XLV 1860 کے باب 2 کی دفعات 34 سے 38 اور باب 3 کی دفعات 63 سے 72 اور باب 5 اور 5A کی تمام شرائط مناسب تبدیلیوں کے ساتھ اسی آرڈی نینس کے متعلقہ جرائم پہ لاگو ہوں گی۔

(2) جو کوئی اس آرڈی نینس کے تحت اعانت جرم کا مجرم ہو جس پر حد کا اطلاق ہوتا ہو اس پر ایسے ہی جرم کی تعزیر کی سزا لاگو ہوگی۔

(3) مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ XLV 1860 میں

(ا) باب 16 کی دفعہ 366، 372، دفعہ 373 دفعہ 375 اور دفعہ 376 اور باب 20 کی دفعہ 493، دفعہ 497 اور دفعہ 498 منسوخ سمجھی جائیں گی۔

(ب) دفعہ 367 میں الفاظ اور کوما "OR TO THE UNNATURAL LUST OF ANY PERSON" چھوڑ دیئے جائیں گے۔

(20) مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 کا اطلاق اور ترمیم

(۱) مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ V 1898 کی دفعات جو کہ اس دفعہ میں مجموعہ کے مطابق بیان کی گئی ہیں اس آرڈی نینس کے تحت متعلقہ صورتوں میں مناسب

تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوں گی مگر شرط یہ ہے کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو جائے کہ مجرم نے کسی دوسرے قانون کے تحت مختلف جرم کیا ہے اور اگر عدالت اس جرم کی سماعت اور سزا دینے کی مجاز ہو تو مجرم کو اس کے جرم کی سزا دی جائے گی۔

(2) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی سزائے موت کی توثیق کے بارے میں دفعات اس آرڈی نینس کے تحت سزاؤں کی توثیق کے ساتھ مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہونگی

(3) مجموعہ کی دفعہ ۱۹۷، ۱۹۹، دفعہ ۱۹۹A یا دفعہ ۱۹۹B کی شرائط جرم اختیار سماعت کے لئے لاگو نہیں ہونگی جو جرم اس آرڈی نینس کی دفعہ ۵/۱ یا دفعہ ۶ کے تحت قابل سزا ہو۔

(4) مجموعہ کی دفعہ ۳۹۱ کی ذیلی دفعہ 3 یا دفعہ 393 اس آرڈی نینس کے تحت دی جانے والی کوڑوں کی سزا کی صورت میں لاگو نہیں ہوں گی۔

(5) مجموعہ کے باب ۲۵ کی شرائط اس آرڈی نینس کی دفعہ ۵ یا دفعہ ۶ کے تحت دی گئی سزاؤں کی صورت میں لاگو نہیں ہوں گی۔

(6) مجموعہ میں دفعہ ۵۶۱/۱ منسوخ سمجھی جائے گی۔

(۱۲) عدالت کا صدارتی افسر مسلمان ہو گا

اس آرڈی نینس کے تحت اس عدالت کا سربراہ جس میں یہ کیس زیر سماعت ہو یا جس میں کوئی اپیل کی سماعت ہو رہی ہو وہ مسلمان ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو صدارتی افسر بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے۔

(۲۲) استثناء

اس آرڈی نینس میں سے کچھ بھی ان مقدمات پر لاگو نہیں ہو گا جو کسی عدالت میں اس اعلان سے فوری پہلے تصفیہ طلب ہوں یا وہ جرائم جو اس آرڈی نینس کے اعلان سے پہلے کئے جا چکے ہیں۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری (ترمیمی) آرڈی نینس ۱۹۷۹ء

آرڈی نینس ۱۵ 1978

جبکہ یہ مزید ضروری ہے کہ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۵، 1898 میں پیش آنے والے مقاصد کے لئے ترمیم کی جائے۔

اور جبکہ صدر اس بات سے مطمئن ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری قدم کا لازمی تقاضا کرتے ہیں۔

اب اس لئے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے قانونی اعلان ۱۹۷۷ کی تعمیل میں اور اسے حاصل ہونے والے تمام اختیارات کی موجودگی میں صدر مندرجہ ذیل آرڈی نینس بنانے اور جاری کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

① مختصر عنوان اور نفاذ

(۱) یہ آرڈی نینس مجموعہ ضابطہ فوجداری ترمیمی آرڈی نینس ۱۹۷۹ کہلائے گا۔

(۲) یہ آرڈی نینس ۱۲ ربیع الاوّل 1399ھ بمطابق ۱۰ فروری 1979 سے نافذ العمل ہو گا۔

(2) ایکٹ V 1898 کی دوسری جدول کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ V 1898 کی جدول دوم میں ذیلی عنوان 'OFFENCES AGAINST OTHER LAWS' اور اس کے نیچے اندراجات کو اس طرح بدل دیا جائے گا۔

دوسرے قوانین کے تحت جرائم

1	2	3	4	5	6	7	8
x	اگر سزائے موت ہو، عمر قید ہو، جو تین سال سے زیادہ ہو، ہاتھ یا پاؤں کاٹنے کی سزا ہو، یا ہاتھ اور پاؤں دونوں کاٹنے کی سزا ہو یا ۸ کوڑوں کی سزا بیان کردہ کسی سزا کے ساتھ یا کسی سزا کے بغیر	گرفتاری وارنٹ کے بغیر ہو گی	وارنٹ	قابل ضمانت نہیں	قابل مصالحت نہیں	-	سیشن کورٹ

1	2	3	4	5	6	7	8
2	اگر تین سال قید کی سزا ہو یا اس سے زائد ہو لیکن ۱۰ سال سے زیادہ نہ ہو یا 80 کوڑوں کی سزا ہو اور اس کے ساتھ قید کی سزا ہو نہ ہو۔	گرفتاری وارنٹ کے بغیر ہوگی	وارنٹ	سوائے ان صورتوں میں جو اسلحہ ایکٹ 1878 کی دفعہ ۱۰ کے تحت ہو جو کہ قابل ضمانت ہے	قابل مصالحت نہیں	-	سیشن کورٹ یا مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت
3	اگر ایک سال قید کی سزا ہو یا اس سے زائد ہو مگر تین سال قید سے کم ہو یا کوڑوں کی سزا ہو جن کی تعداد 40 سے زیادہ نہ ہو خواہ ساتھ قید کی سزا ہو۔ یا نہ ہو	وارنٹ کے بغیر گرفتار نہیں کیا جائے گا۔	سمن	ایضاً	ایضاً	-	مجسٹریٹ درجہ اول مجسٹریٹ درجہ دوم
4	اگر سزا ایک سال سے کم ہو یا کوڑوں کی سزا جن کی تعداد ۱۰ سے زیادہ نہ ہو خواہ اس کے ساتھ قید ہو یا نہ ہو یا صرف جرمانہ ہو۔	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	-	کوئی مجسٹریٹ

جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس

"قذف کا جرم (حد کا نفاذ) آرڈیننس 1979ء

1979 کا نمبر 8 آرڈیننس

یہ آرڈیننس، قذف کے جرم کے متعلق قانون اسلام کے امتناعی احکامات کی توثیق میں لانے کے لئے ہے۔

جب کہ یہ ضروری ہے کہ موجودہ 'قذف' سے متعلقہ موجودہ قانون میں ضروری تبدیلی کی جائے تاکہ اسے اسلام کے امتناعی احکامات جیسا کہ قرآن و سُنّت میں بیان کیا گیا ہے کہ توثیق میں لایا جائے۔

اور جبکہ صدر اس بات سے مطمئن ہیں کہ ایسے حالات موجود ہیں کہ جو فوری قدم کا ضروری تقاضا کرتے ہیں۔

اب اس لئے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے قانونی اعلان C.M.L.A No. 1 1977 کی تعمیل میں اور اس سے حاصل ہونے والے تمام اختیارات کی موجودگی میں صدر درج ذیل آرڈیننس بنانے اور جاری کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

(۱) **مختصر عنوان، حد اور اس کا نفاذ**

(۱) اس آرڈیننس کو جرم قذف (نفاذ حد) آرڈیننس 1979 کہا جائے گا۔

(2) اس کا دائرہ عمل تمام پاکستان ہوگا۔

(3) یہ آرڈیننس ۱۲ ربیع الاول 1939 بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے نافذ العمل ہوگا۔

(2) **تعریفیں**

(1) "بالغ" "حد" "تعزیر" "زنا" اور "زنا بالجبر" سے مراد بالکل وہی ہوگی جیسا کہ جرم زنا (نفاذ حدود) آرڈیننس میں بیان کی گئی ہے۔

جو کوئی دفعہ ج کے متعلق نوعیت کا چھپا ہوا یا کندہ کیا ہوا مواد بیچتا ہے یا بیچنے کے لئے دیتا ہے اور اسے یہ معلوم ہو کہ اس میں ایسا مواد ہے اسے دو سال

تک کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی۔ یا اسے تیس کوڑوں تک کی سزا دی جائے گی یا جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ یا کوئی دو سزائیں یا تمام سزائیں دی جائیں گی یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

(14) لعان

(1) جب کوئی خاوند عدالت کے روبرو اپنی زوجہ پر الزام لگاتا ہے جو کہ 'زنا' کی دفعہ 5 کے مطابق 'محصن' ہے اور بیوی اس الزام کو سچا قبول نہیں کرتی تو مندرجہ ذیل 'لعان' کا طریق کار لاگو ہوگا۔

(ا) خاوند عدالت کے روبرو قسم کے ساتھ یہ کہے گا "میں اللہ ذوالجلال کی قسم کھاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ میں یقیناً اپنی بیوی (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کے الزام میں سچا ہوں" اس طرح چار مرتبہ کہنے کے بعد وہ کہے گا۔ "مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنی بیوی (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کے الزام میں جھوٹا ہوں۔"

(ب) بیوی خاوند کے بیان جو کہ شق ا کے مطابق ہو کے جواب میں عدالت کے روبرو قسم اٹھا کر کہے گی "میں اللہ ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا خاوند میرے خلاف زنا کے الزام میں یقیناً جھوٹا ہے" اور ایسا چار مرتبہ کہنے کے بعد وہ کہے گی

"اللہ تعالیٰ کا غضب مجھ پر نازل ہو اگر یہ میرے خلاف زنا میں سچا ہے۔"

(2) جب ذیلی دفعہ ا کے تحت طریق کار مکمل ہو جائے تو عدالت خاوند اور زوجہ کے درمیان تنسیخ نکاح کا حکم جاری کرے گی جو کہ تنسیخ نکاح کے لئے حکم کے طور پر کام کرے گا۔ اور اس کے خلاف کوئی اپیل دائر نہ ہو سکے گی۔

(3) جبکہ خاوند یا زوجہ ذیلی دفعہ ا میں مخصوص طریق کار اپنانے سے انکار کرے اسے اس وقت تک قید کر دیا جائے گا جب تک کہ

(ا) خاوند کی صورت میں اوپر دیئے گئے طریق کار اپنانے کے لئے رضامند ہو جائے۔

(ب) تمام دوسری شرائط اور وضاحتیں جنھیں اس آرڈی نینس میں [illegible]

نہیں کیا گیا اُن کا وہی مطلب ہوگا جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ 1860ء یا مجموعہ ضابطہ فوجداری 1898 (ایکٹ 7 1898) میں بیان کیا گیا ہے۔

(3) قذف

جو کوئی الفاظ سے یا وہ بولے جائیں یا ان کے پڑھنے کا ارادہ کیا جائے یا اشاروں سے یا نظر آنے والی نمائندگی سے کسی شخص کے متعلق زنا کا اتہام لگائے یا شائع کرے اس ارادے سے کہ اسے تکلیف پہنچائے یا یہ جانتے ہوئے یا یقین کرنے کی دلیل رکھتے ہوئے کہ ایسا اتہام کسی خاص شخص کی شہرت کو نقصان پہنچائے گا یا احساسات کو ٹھیس پہنچائے گا سوائے ان صورتوں میں جن کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے وہ شخص قذف کا جرم کرے گا۔

وضاحت ۔۔۔ (1) یہ بھی قذف ہوگا کہ کسی متوفی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے، اگر وہ تہمت اس کی شہرت کو نقصان پہنچائے یا اس شخص کے احساسات کو اگر وہ زندہ ہو تو نقصان پہنچائے یا اس کے خاندان کے احساسات کے لئے نقصان دہ ہو یا دوسرے قریبی رشتہ داروں کے لئے نقصان دہ ہو۔

وضاحت ۔۔۔ (2) کوئی تہمت متبادل کی صورت میں یا طنزیہ طور پر بیان کی جائے 'قذف' ہو سکتی ہے۔

پہلا استثناء ۔۔۔ (سچا الزام و تہمت) جس کے لگانے یا شائع کرنے کا بہبود عامہ تقاضا کرتی ہو۔

یہ قذف نہیں ہے کہ کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائی جائے اور وہ سچی ثابت ہو جائے اور اسے عوامی بھلائی کے لئے لگایا یا شائع کیا گیا ہو۔ (آیا وہ عوامی بھلائی کے لئے ہے کہ نہیں یہ امر متعلقہ واقعات سے ہے)

دوسرا استثناء (با اختیار شخص پر نیک نیتی سے الزام لگایا جائے

اس صورت میں استثناء قرار دیا گیا ہے کہ یہ قذف نہیں ہے کہ کسی ایسے شخص پر نیک نیتی سے زنا کا الزام لگایا جائے یا ان اشخاص پر الزام لگایا جائے جو اس شخص کے

متعلق الزام کے موضوع پر قانونی اختیار رکھتے ہوں۔

(ا) ایک مستغیث عدالت میں کسی دوسرے شخص پر زنا، کا الزام لگاتا ہے لیکن عدالت کے سامنے اپنی تائید میں چار گواہ پیش کرنے میں ناکام رہتا ہے

(ب) عدالت کی تحقیق کے مطابق ایک گواہ نے "زنا یا زنا بالجبر کے ارتکاب جرم کی جھوٹی گواہی دی ہو۔

(ج) عدالت کی تحقیق کے مطابق ایک مستغیث نے زنا بالجبر کا جھوٹا الزام لگایا ہو۔

(4) قذف کی دو قسمیں

ایک 'قذف' وہ ہے جس پر حد کا اطلاق ہوگا اور ایک قذف وہ ہے جس پر تعزیر کا اطلاق ہوگا۔

(5) 'قذف' جس پر حد کا اطلاق ہوگا

جو کوئی بالغ ہوتے ہوئے ارادتاً اور بغیر کسی ابہام کے کسی مخصوص شخص جو کہ محصن ہے اور جنسی تعلق قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے کے خلاف (زنا) کے 'قذف' کا ارتکاب کرتا ہے اس آرڈیننس کی شرائط کے مطابق اس نے 'قذف' کا جرم کیا جس پر حد، لاگو ہوگی۔

وضاحت — (۱) اس دفعہ میں 'محصن' سے مراد ایک صحیح العقل بالغ مسلمان ہے جس نے یا تو جنسی تعلق نہ رکھا ہو یا جنسی تعلق رکھتا ہو مگر صرف اپنے قانونی شادی شدہ شوہر یا زوجہ سے۔

وضاحت — (۲) اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے متعلق پر تہمت لگاتا ہے کہ وہ شخص حرامی بچہ ہے یا اسے جائز بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو وہ شخص اس شخص کی ماں کے بارے میں 'قذف' کا مرتکب ہوگا جس پر حد کا اطلاق ہوگا۔

(6) 'قذف' جس پر حد کا اطلاق ہوگا کا ثبوت

'قذف' جس پر حد کا اطلاق ہوگا کا ثبوت ذیل میں دی گئی کسی ایک صورت

میں ہوگا۔

(ا) جب ملزم مجاز اور با اختیار عدالت کے سامنے جرم کے ارتکاب کا اعتراف کر لیتا ہے۔

(ب) جب ملزم عدالت کی موجودگی میں 'قذف' کے جرم کا ارتکاب کرے۔

(ج) 'قذف' کا شکار ہونے والے کے علاوہ کم از کم دو مسلم مرد گواہ جن کے بارے میں تزکیۃ الشہود کے تقاضوں کے مطابق مطمئن ہو کہ وہ سچے اشخاص ہیں اور کبائر گناہوں سے باز رہتے ہیں۔ وہ گواہ قذف کے جرم کے ارتکاب کی بلاواسطہ گواہی دیں گے۔ مگر یہ شرط ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو گواہ بھی غیر مسلم ہو سکتے ہیں۔ مزید یہ بھی شرط ہے کہ مستغیث یا اس کے مختار کے بیانات گواہوں کے بیانات سے پہلے ریکارڈ کیے جائیں گے۔

(7) قذف کی سزا جس پر حد کا اطلاق ہوگا

(۱) جو کوئی قذف کا ارتکاب کرتا ہے کہ جس پر حد لاگو ہوتی ہو اسے 80 کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

(۲) جو کوئی 'قذف' کے جرم کا مرتکب ہوا ہو کہ جس پر حد کا اطلاق ہوتا ہو اور اسے سزا بھی دی جا چکی ہو تو اس کی گواہی کسی قانونی عدالت میں قابل قبول نہ ہوگی۔

(3) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت دی جانے والی سزا کی تعمیل اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ اس عدالت سے توثیق نہ ہو جائے جس میں اس سزا کے متعلق اپیل دائر ہو اور جب تک کہ سزا کی توثیق اور تعمیل نہیں ہو جاتی مجرم کے ساتھ مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ V 1898 کی شرائط کے مطابق جس کا تعلق ضمانت کی منظوری یا سزا کی معطلی سے ہے۔

ایسا سلوک کیا جائے گا جیسا کہ وہ سادہ قید کا سزا یافتہ ہو۔

(8) کون استغاثہ درج کرا سکتا ہے۔

اس آرڈیننس کے تحت اس وقت تک کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی جبکہ مندرجہ ذیل میں سے کوئی پولیس کو رپورٹ کرے یا عدالت میں استغاثہ دائر کرے۔

(د) اگر وہ شخص جس کے بارے میں "قذف" کے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے اور وہ زندہ ہے یا وہ شخص یا کوئی شخص جو اس نے مختار بنایا ہو۔

(ب) اگر وہ شخص جس کے بارے میں "قذف" کے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہے وہ مرچکا ہے اس کے آباؤ اجداد یا اس کی اولاد سے کوئی شخص۔

(۹) وہ صورتیں جن میں حد نہیں لگائی جائیگی یا جاری نہیں کیجائیگی

(ا) حد مندرجہ ذیل قذف کی صورتوں میں سے کسی ایک پر بھی لاگو نہیں ہوگی۔

(ا) جب کسی شخص نے اپنی اولاد میں سے کسی کے خلاف "قذف" کے جرم کا ارتکاب کیا ہو۔

(ب) جبکہ جس شخص کے متعلق قذف کا ارتکاب کیا گیا ہو اور وہ مستغیث ہو اور کارروائی کے دوران سماعت وہ فوت ہو گیا ہو۔

(ج) جبکہ تہمت سچ ثابت ہو گئی ہو۔

(۲) اس صورت میں جبکہ حد کی تعمیل سے پہلے مستغیث اپنے "قذف" کے دعویٰ سے پیچھے ہٹ جائے یا یہ بیان دے کہ ملزم نے جھوٹا اعتراف کیا ہے یا یہ کہ کسی گواہ نے جھوٹی گواہی دی ہو اور اس طرح گواہوں کی تعداد دو سے کم ہو جائے تو حد جاری نہیں ہوگی لیکن عدالت ریکارڈ کی روشنی میں تعزیر یا دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے۔

(۱۰) "قذف" جس پر تعزیر لاگو ہوگی

جو کوئی "قذف" کا جرم کرتا ہے جس پر کہ حد کا اطلاق نہیں ہوتا یا جس کے لئے دفعہ ۶ میں بیان کردہ ثبوت کی کسی صورت سے ثبوت نہیں ملتا یا جس کیلئے دفعہ ۹ کے تحت حد کا اطلاق نہیں ہو سکتا یا حد جاری نہیں ہو سکتی وہ اس "قذف" کا مجرم ہوگا جس پر تعزیر لاگو ہوگی۔

(۱۱) "قذف" کی سزا کہ جس پر تعزیر لاگو ہوگی

جو کوئی قذف کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر تعزیر لاگو ہوتی ہو اسے کسی قسم کی سزا دی جائے گی جو دو سال سے زیادہ نہ ہوگی اور ساتھ کوڑوں کی سزا ہوگی جو کہ چالیس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔

(۱۲) اس دفعہ کے مطابق جرم کی نوعیت کا مسودہ چھاپنا یا کندہ کرنا

جو کوئی ایسا مواد چھاپے یا کندہ کرے گا یہ جانتے ہوئے یا واضح وجوہ پر یقین کرتے ہوئے

کہ یہ مواد اس قسم کا ہے جس کا دفعہ ۳ میں حوالہ دیا گیا ہے تو ایسے شخص کو دونوں میں سے کسی ایک قسم کی دو سال تک سزائے قید اور اس کے علاوہ تیس کوڑوں کی یا جرمانہ یا کوئی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

۱۳۔ جو کوئی ایسا کوئی مواد چھپا ہوا یا کندہ کیا ہوا جس کا دفعہ ۳ میں حوالہ دیا گیا ہے بیچے گا یا بیچنے کے لئے پیشکش کرے گا یہ جانتے ہوئے کہ یہ اس موضوع پر مشتمل ہے تو ایسے شخص کو دونوں میں سے کسی ایک قسم کی دو سال تک سزائے قید اور اس کے علاوہ تیس تک کوڑوں کی۔ یا جرمانہ یا کوئی دو یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

۱۴۔ (۱) کوئی خاوند کسی عدالت میں اپنی بیوی کے خلاف جو دفعہ ۵ کے مترادف معنی میں "محصن" ہے زنا کا الزام لگائے اور بیوی اس الزام کو سچا ماننے سے انکار کرے تو اس پر مندرجہ ذیل طریق کار لعان کا اطلاق ہوگا۔

(الف) خاوند عدالت کے روبرو حلف اٹھا کر کہے گا۔

"میں قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی بیوی مسمات (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کا الزام لگانے میں یقیناً سچا ہوں اور چار دفعہ ایسی ہی قسم کھانے کے بعد وہ کہے گا۔ "اگر میں اپنی بیوی مسمات (بیوی کا نام) کے خلاف زنا کا الزام لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔" اور

(ب) فقرہ بالا (الف) کے مطابق خاوند کے بیان کے بعد بیوی عدالت کے روبرو حلف اٹھا کر کہے گی "میں قادر مطلق اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا خاوند میرے خلاف زنا کا الزام لگانے میں یقیناً جھوٹا ہے۔" اور چار دفعہ ایسی ہی قسم کھانے کے بعد وہ کہے گی۔ "اگر وہ مجھ پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو۔"

(۲) ذیلی دفعہ (۱) میں مذکورہ طریق کار مکمل ہونے کے بعد عدالت میاں بیوی کے مابین فسخ نکاح کا حکم جاری کرے گی جو فسخ نکاح کی ڈگری کے مترادف مؤثر ہوگا اور اس حکم کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی جا سکے گی۔

(۳) اگر خاوند یا بیوی اس طریق کار پر جو ذیلی دفعہ (۱) میں مذکور ہے عمل کرنے سے انکار کرے تو خاوند یا بیوی۔ جیسا کہ صورت ہو۔ کو حراست میں رکھا جائے گا تا وقتیکہ

(الف) خاوند کی صورت میں کہ وہ مذکورہ بالا طریق کار پر عمل پیرا ہونے میں راضی ہو جائے۔

(ب) بیوی کی صورت میں یا تو وہ مذکورہ بالا طریق کار پر عمل پیرا ہونے میں راضی ہو جائے یا خاوند کے الزام کو سچا قبول کرلے۔

(۴) بیوی اگر خاوند کے الزام کو سچا قبول کرلے تو وہ زنا مستوجب حد کی مرتکب ہو گی اور اسے وہی سزا دی جائے گی۔ جو جرم زنا (نفاذ حد) آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت مقرر کی گئی ہے

شرح :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۗءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

(سورۃ النور آیات ۷ تا ۱۰)

ترجمہ :۔

اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے ——— اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو ——— اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی ——— کہ وہ

اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے۔
اور ——— پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو۔ !!!

(۱۵) اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا جرم کے ارتکاب کی کوشش پر سزا

جو کوئی اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا جرم کی کوشش کرتا ہے یا جرم کے ارتکاب کے لئے کوشش کا باعث بنتا ہے اور ایسی کوشش میں ارتکاب جرم کے لئے کوئی عمل کرتا ہے تو اسے اس جرم کے تحت دی گئی چار والی طویل ترین قید کی سزا کا نصف حد قید کی سزا دی جائے گی یا جرم کے تحت دی جانے والی کوڑوں یا جرمانہ کی سزا، یا ان میں سے کوئی دو سزائیں یا تمام سزائیں دی جائیں گی۔

(۱۶) مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ XLV 1860ء کی متعلقہ دفعات کا اطلاق

(۱) جب تک اس آرڈیننس میں مزید وضاحت نہیں کی جاتی مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ XLV 1860ء کے باب ۲ کی دفعہ 34 سے 38 کی شرائط، باب ۵ کی 63 سے 72 تک دفعات اس آرڈیننس کے تحت متعلقہ جرائم میں مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوں گی۔

(۲) جو کوئی اعانت جرم کا مرتکب ہو گا جس پر اس آرڈیننس کے تحت، حد لاگو ہوتی ہو۔ اس پر ایسے جرم کے لئے دی گئی تعزیر، کی سزا لاگو ہو گی۔

(۱۷) مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ 5، 1898 کا اطلاق

جب تک اس آرڈیننس میں کوئی مزید وضاحت نہیں کی جاتی مجموعہ ضابطہ فوجداری ایکٹ V 1898 کی دفعات جیسا کہ مجموعہ میں بیان کی گئی ہیں۔ اس آرڈیننس کے تحت متعلقہ صورتوں میں مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوں گی۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو کہ مجرم نے کسی دوسرے قانون کے تحت مختلف جرم کیا ہے تو اگر وہ عدالت اس جرم کی سماعت اور سزا دینے کی مجاز ہو تو اسے اس جرم کے بدلے مجرم قرار دے سکتی ہے اور سزا بھی دے سکتی ہے۔

(۲) اس مجموعہ کی سزائے موت کے متعلق توثیق کی شرائط اس آرڈی ننس کے تحت سزا کی توثیق میں مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوں گی۔

(۳) اس مجموعہ کی دفعہ 391 کے ذیلی دفعہ 3 یا دفعہ 393 کی شرائط اس آرڈی ننس کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا پر لاگو نہیں ہوں گی۔

(4) اس مجموعہ کے باب 29 کی شرائط اس آرڈی ننس کی دفعہ 7 کے تحت دی گئی سزا کی بابت لاگو نہیں ہوں گی۔

(۱۸) عدالت کا سربراہ مسلمان ہوگا

وہ عدالت جس میں مقدمہ زیر سماعت ہو یا جس میں اپیل زیر سماعت ہو اس کا سربراہ مسلمان ہوگا۔

(۱۹) دوسرے قوانین پر غالب آرڈی ننس

اس آرڈی ننس کی شرائط موجودہ رائج الوقت کسی قانون کی کسی چیز کا مقابلہ کئے بغیر مؤثر ہوں گی۔

(۲۰) استثناء

اس آرڈی ننس کے اعلان سے فوری پہلے کے مقدمات جو کسی عدالت میں تصفیہ طلب ہوں یا وہ جرائم جو اس آرڈی ننس کے اعلان سے قبل کئے جا چکے ہوں پر اس آرڈی ننس کا کوئی حصّہ بھی لاگو نہیں ہوگا۔!

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ٥

اے ایمان والو شراب اور جُوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے سو اب بھی باز آ جاؤ۔

شراب، چرس، بھنگ وغیرہ

اسلام آباد ۱۰ فروری۔ صدر مملکت نے ہفتہ کے روز ایک حکم جاری کیا جس کا نام حکم امتناعی (نفاذ حد) مجریہ ۱۹۷۹ء ہوگا۔ صدارتی حکم کا متن درج ذیل ہے (آرڈر نمبر ۴ مجریہ ۱۹۷۹ء) جبکہ یہ ضروری ہے کہ موجودہ قوانین کو جو منشیات کی روک تھام کے لئے ہیں انھیں اسلام کے "حکم امتناعی" کے مطابق کیا جائے جیسا کہ قرآن اور سنت میں پیش کیا گیا ہے۔ اب اس لئے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان (آرڈر ۱۹۷۷ء چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) جو کہ جاری ہے اور اس کے تحت تمام اختیارات رکھتے ہوئے صدر مملکت اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مندرجہ ذیل حکم جاری کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے۔

باب - ۱

تمہید

۱۔ مختصر عنوان، وسعت اور نفاذ

۱۔ اس حکم کو "حکم امتناعی (حد کا نفاذ) مجریہ ۱۹۷۹ء" کیا جائے گا۔

۲۔ اس کی حد پورا پاکستان ہوگا۔

۳۔ یہ حکم ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء ہی سے نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ تعریفیں:- ۱۔ بالغ سے مراد وہ شخص ہے جس کی عمر ۱۸ سال ہو یا بالغ ہوگیا ہو۔

(ب) مستند میڈیکل آفیسر سے مراد وہ میڈیکل آفیسر ہوگا جسے یہ عہدہ دے کر صوبائی حکومت نے اختیارات دیئے ہوں۔

(ج) (BOTTLE) یا (BOTTLING) سے مراد نشہ آور مادہ کو کسی لگن یا نالی سے بوتل یا مرتبان یا چھوٹے منہ کی بوتل یا اس قسم کے کسی برتن میں فروخت کی غرض سے ڈالا جائے۔ اگرچہ اس میں تیاری کا کوئی مرحلہ طے ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ اس میں ایک بوتل یا برتن سے دوسری میں منتقل کرنا بھی شامل ہے۔

(ج) (BUY) خرید (BUYING) یا خریدنا سے مراد کسی طرح حاصل کرنا خواہ تحفہ یا کسی اور طریقہ سے ہو۔

(د) (COLLECTOR) کلکٹر سے مراد ایسا شخص ہوگا جسے اس حکم کے تحت کلکٹر کے کچھ یا سارے فرائض یا اختیارات سونپے جائیں گے۔

(ر) "حد" سے مراد وہ سزا ہوگی جو قرآن اور سنت نے حکم دیا ہے۔

(س) "منشیات" سے مراد وہ چیزیں جو کہ شیڈول میں مخصوص ہیں اور جن میں نشہ آور شراب بھی شامل ہے اور دوسری چیزیں جو کسی نشے سے تیار ہوں جسے صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اس حکم کی تعمیل کے لئے "نشہ آور" قرار دے دے۔

(ص) "نشہ آور شراب" میں اسپرٹ کا گرم شربت، شراب کے اسپرٹ، شراب بیئر تمام وہ محلول جن میں الکوحل اس مقدار میں ہو جو کہ نشہ کے لئے استعمال ہوتا ہو لیکن اس میں ٹھوس نشہ آور شامل نہیں ہے جب تک کہ اسے محلول نہ بنایا جائے۔

(ع) مینوفیکچر (تیاری) میں ہر قسم کا طریقہ خواہ وہ قدرتی ہو یا مصنوعی جس کے ذریعہ کوئی نشہ آور چیز پیدا ہو، یا تیار کی جائے یا مرکب بنایا جائے یا دوبارہ کشید کی جائے جیسے نشہ آور شراب بن جائیں۔

(ف) "جگہ" میں ایک گھر کوئی شیڈ، گلی، عمارت، دوکان، شامیانہ، گاڑی کوئی کشتی اور ایئر کرافٹ شامل ہیں۔

(ق) "امتناعی افسر" سے مراد کلکٹر یا کوئی افسر جسے آرٹیکل ۱۲ کے تحت تعینات کیا گیا ہو یا اسے اختیارات دیئے گئے ہوں۔

(ک) (PUBLIC PLACE) "عوامی جگہ" سے مراد ایک گلی، سڑک، شاہراہ پارک باغ یا کوئی ایسی جگہ جہاں عوام بآسانی جا سکتے ہو جس میں ہوٹل، ریسٹورنٹ، موٹل (جہاں سیاح رات گزارتے ہیں) میس (مشترکہ کھانے کی جگہ) اور کلب شامل ہیں لیکن ہوٹل کے وہ رہائشی کمرے شامل نہیں ہیں جو کسی شخص کے قبضہ میں ہوں۔

(ل) (RECTIFICATION) (شراب صاف کرنا) میں ہر وہ طریقہ شامل ہے جس سے نشہ آور محلول کو کسی شے کے ملانے سے صاف کیا جائے، رنگ دیا جائے یا اُسے خوشبودار بنایا جائے۔

(م) "فروخت" سے مراد تحفہ یا کسی اور طریقہ سے تبدیلی ہے۔

(ن) تعزیر سے مراد "حد" کے علاوہ کوئی دوسری سزا۔

(و) منتقلی سے مراد ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرنا ہے۔

باب ـ دوم

شراب نوشی کی ممانعت اور سزائیں

۳۔ منشیات کی تیاری وغیرہ کی ممانعت

(ا) جو کوئی کسی نشہ آور چیز کو درآمد کرتا ہے، برآمد کرتا ہے، منتقل کرتا ہے یا تیار کرتا ہے۔

(ب) یا کسی نشہ آور شے کو بوتل میں بھرتا ہے۔

(ج) یا کسی نشہ آور چیز کو بیچتا ہے یا پیش کرتا ہے۔

(د) یا اوپر دیئے گئے کسی فعل کی اجازت اپنی عمارت میں دیتا ہے جو کہ اس کی ملکیت ہے یا اس وقت اس کے قبضہ میں ہے اسے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جو کہ پانچ سال تک ہو سکتی ہے اُس کے لئے کوڑوں کی سزا ہو گی جو کہ تیس سے زیادہ نہ ہو گی اور اسے جرمانہ بھی کیا جا سکے گا۔

۴۔ منشیات کی ملکیت اور قبضہ

جو کوئی کسی نشہ آور شے کا مالک ہے یا جس کے قبضے میں ہے یا وہ اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اُسے قید کی سزا دی جائے گی جو کہ دو سال سے زیادہ نہ ہو گی یا اُسے کوڑے لگائے جائیں گے جو تیس سے زیادہ نہ ہوں گے اور اُسے جرمانہ بھی کیا جا سکے گا۔ مگر شرط یہ بھی ہے کہ حکم کی یہ شق غیر مسلم غیر ملکی یا غیر مسلم پاکستانی شہری پر لاگو نہیں ہو گی جو کہ اپنی مذہبی رسومات کے موقعہ پر نشہ آور شراب معقول مقدار میں اپنی حفاظت میں رکھتا ہے تاکہ اس رسم کو پورا کرنے کے لئے استعمال کر سکے۔

۵۔ شق نمبر ۳، اور نمبر ۴ مخصوص صورتوں میں لاگو نہ ہو نگی

دفعہ 3 اور دفعہ 4 کی کوئی شرط اس عمل پر لاگو نہیں ہو گی جو اس حکم کی دفعات کسی قانون یا نوٹیفیکشن کے مطابق ہو یا اس کے تحت ہو۔ یا اس کے تحت جاری شدہ لائسنس ہو۔

۶۔ شراب نوشی

جو کہ ارادۃً اور "اکراہ" اور "اضطرار" کے بغیر کوئی نشہ آور شے لیتا ہے خواہ کسی طریقہ سے بھی ہو۔ خواہ اُس کے استعمال سے نشہ پیدا ہوتا ہو یا نہیں۔ وہ شراب نوشی کا مجرم ہو گا۔

وضاحت: (ا) "اکراہ" سے مراد کسی شخص کو اُسے ضرر کے خطرے یا اُس کی یا کسی اور شخص کی جائیداد یا عزت کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہے۔

(ب) "اضطرار" سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص بہت زیادہ بھوک یا پیاس یا سخت بیماری کی وجہ سے موت کے اندیشہ میں ہو۔

۷۔ شراب نوشی کے دو اقسام

شراب نوشی ایسی ہے جس پر حد لاگو ہو گی یا شراب نوشی ایسی ہو گی جس پر تعزیر لاگو ہو گی۔

۸۔ شراب نوشی جس پر حد لاگو ہوگی۔ جو کوئی بالغ مسلمان نشہ آور محلول (شراب) منہ کے ذریعہ پیتا ہے وہ شراب پینے کا مجرم ہے اس پر حد لاگو ہوگی۔ اور اُسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کی تعداد اسّی ہوگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ سزا کی تعمیل اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ اس کی توثیق اُس عدالت سے نہ ہو جائے جس میں سزا یابی کی اپیل دائر ہو اور جب تک کہ سزا کی توثیق ہو کر تعمیل نہیں ہو جاتی اُس وقت تک مجرم مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعات کا پابند سمجھا جائے گا جس میں ضمانت اور سزا کی معطلی شامل ہے اُس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسا کسی کو قید بلا مشقت دی گئی ہو۔

۹۔ شراب نوشی کا ثبوت جس پر حد کا اطلاق ہوگا

شراب نوشی کا ثبوت کہ جس پر حد لاگو ہوگی ذیل میں سے کسی ایک قسم کا ہوگا۔

(ا) جب ملزم مجاز اور با اختیار عدالت کے روبرو شراب نوشی کے جرم کا اعتراف کر لیتا ہے اس پر حد کا اطلاق ہوگا۔

(ب) کم از کم دو مسلم مرد گواہ جن کے متعلق عدالت "تزکیۃ الشہود" کی صفات کو پورا کرتے ہوئے کہ وہ سچے اشخاص ہیں اور کبائر گناہ سے باز رہے ہیں گواہی دیں گے کہ ملزم نے شراب نوشی کے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس پر حد کا اطلاق ہوگا۔

تزکیۃ الشہود

تزکیۃ الشہود کی دفعہ سے مراد وہ طریق کار ہے جو عدالت گواہوں کے معتبر ہونے کی تحقیق کے لئے اختیار کرے۔

۱۰۔ وہ صورتیں جن میں حد کا نفاذ نہیں ہوگا

۱۔ درج ذیل حالات میں حد کا اطلاق نہیں ہوگا

(ا) جب کہ شراب نوشی صرف مجرم کے اعتراف جرم ہی سے ثابت ہوئی ہو اور وہ اپنے جرم سے حد کی تعمیل سے قبل انحراف کرتا ہو۔

(ب) جب کہ شراب نوشی شہادت سے ثابت ہوئی ہو اور حد کی تعمیل سے قبل کوئی گواہ اپنی شہادت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے تاکہ گواہوں کی تعداد دو سے کم ہو جائے۔

(۲) نمبر ۱ میں بیان کردہ صورت حال میں عدالت مجریہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کے تحت دوبارہ سماعت کر سکتی ہے۔

۱۱۔ شراب نوشی جس پر تعزیر کا اطلاق ہوگا۔

(ا) مسلمان ہونے کی صورت میں جب کہ وہ شراب نوشی کا مجرم ہو اور دفعہ نمبر ۸ کے تحت اُس پر حد کا اطلاق نہیں ہوتا ہو اور دفعہ ۹ کے تحت بیان کی گئی گواہوں کی اقسام میں سے کوئی میسّر نہ ہو۔ اور عدالت مطمئن ہو کہ ریکارڈ پر موجود شہادت سے جُرم ثابت ہوتا ہے۔

(ب) غیر مسلم کی صورت میں جبکہ وہ پاکستان کا شہری ہو اور وہ شراب نوشی کا مجرم ہو سوائے ان رسومات کے جن میں مذہبی طور پر شراب نوشی شامل ہو۔

(ج) غیر مسلم کی صورت میں جو کہ پاکستان کا شہری نہیں ہے اُس نے شراب نوشی کے جُرم کا ارتکاب جائے عام (PUBLIC PLACE) پر کیا ہو اُس پر تعزیر کا اطلاق ہوگا۔ اور اُسے کسی قسم کی تین سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ یا اُسے کوڑے مارے جائیں جو تیس سے زیادہ نہ ہوں گے اور یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

۱۲۔ دفعہ ۸ اور دفعہ ۱۱ کی خلاف ورزی کے شبہ پر گرفتاری

(ا) کوئی پولیس آفیسر کسی شخص کو اس شبہ پر کہ اُس نے دفعہ ۸ اور دفعہ ۱۱ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نشہ آور شئے پی ہے کو نہ حراست میں رکھے گا اور نہ گرفتار کر سکے گا۔ تاوقتیکہ وہ ایسے شخص کو معائنہ کے لئے کسی مستند میڈیکل آفیسر کے پاس اُس کے ساتھ جانے کو کہے اور وہ شخص اُس پولیس آفیسر کے ساتھ جانے سے یا میڈیکل ٹیکنیشنز سے

معائنہ کرانے سے انکار کر دے اور وہ پولیس آفیسر تصدیق کر دے کہ اس شخص نے نشہ آور شے استعمال کی ہے۔

(ج) جو کوئی شق (۱) کی دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہے اُسے ۶ ماہ تک قید کی سزا دی جا سکے گی یا پانچ سو تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

۱۳۔ پریشان کن تاخیر کی سزا

کوئی آفیسر یا کوئی شخص جو اس حکم کے تحت اختیارات استعمال کرتے ہوئے جو کسی گرفتار شدہ شخص اس حکم کی کسی دفعہ کو امتناعی آفیسر کے سامنے پیش کرنے میں پریشان کن اور غیر ضروری تاخیر کرتا ہے اُسے ایک ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

۱۴۔ اشیاء جن پر ضبطی کا اطلاق ہوگا

اس حکم کے تحت کسی ایسی صورت میں جس میں جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو، نشہ آور شے، شراب کی بھٹی، برتن آلات اور تجرباتی آلات جو اس سے متعلق ہوں یا جن کے ذریعہ سے جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو سان تمام برتنوں ڈبوں (PACKING) اور پردوں (COVERINGS) جانوروں جہازوں، کشتیاں، چھکڑوں یا دوسری گاڑیوں سمیت جو کہ نشہ آور شے کو قبضہ میں رکھنے یا لے جانے کے لئے استعمال کئے گئے ہوں سب پر ضبطی کا اطلاق ہوگا۔

۱۵۔ ضبطی کا حکم کیسے دیا جائے گا؟

(۱) اس حکم کے تحت کسی ایسی صورت میں جب کہ کوئی ایسی چیز اس میں آتی ہو کہ اُسے ضبط کر لیا جائے تو عدالت فیصلہ کرتے ہوئے ایسی ضبطی کا حکم دے سکتی ہے باوجود اس کے کہ اس شخص کی بریت کا جائزہ لیا جائے۔

(۲) جب کہ اس حکم کے تحت کوئی جرم کیا گیا ہے اور مجرم معلوم نہیں اور نہ اُسے گرفتار کیا جا سکا ہے یا جب کوئی چیز جس کی اس حکم کے تحت ضبطی کرنا مقصود ہو اور وہ

چیز کسی کے قبضہ میں نہ ہو جس کو قابل اطمینان شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس کیس کی تحقیقات کی جائے گی اور وہ کیس کلکٹر یا ضلع کے امتناعی آفیسر یا کوئی ایسا آفیسر جسے صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں مقرر کیا ہو کے زیر غور ہوگا جو ضبطی کا حکم دے سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا حکم اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا تا وقتیکہ ان اشیاء کو قبضہ میں لئے ہوئے جن کی ضبطی مقصود ہو پندرہ دن کی مدت گزر جانے یا ایسے اشخاص کو سُنے بغیر اگر کوئی ہو جو اس میں کسی حق کا دعویٰ کرتا ہو اور کوئی شہادت اگر ہو اور وہ اپنے دعویٰ کے لئے پیش کرنا چاہتے ہوں، ضبطی کا حکم نہیں دے سکتا۔

۱۶۔ ایسے جرائم کا اختیار سماعت

(۱) درج ذیل جرائم قابل سماعت ہوں گے۔

(ا) جرم جو کہ دفعہ ۳ کے تحت قابل سزا ہو۔

(ب) جرم جو کہ دفعہ ۴ دفعہ ۸ اور دفعہ ۱۱ کے تحت قابل سزا ہو جب کہ اس کا ارتکاب جائے عام پر کیا گیا ہو۔

(۲) کسی عدالت کو بھی اختیار سماعت نہیں ہوگا۔ اگر ایسا جرم ہو جس کی سزا حسب ذیل ہو۔

(ا) دفعہ ۱۲ اور دفعہ ۱۳ سوائے اس شخص کے استغاثہ کے جس کے متعلق جرم کا ارتکاب کیا گیا ہو۔

(ب) دفعہ ۲۰ سوائے اس شکایت کے جو امتناعی افسر یا اس کی ایماء پر کی گئی ہو۔

باب ۔ ۳

ادویاتی یا اس قسم کے دوسرے مقاصد کیلئے لائسنس

۱۷۔ نیک نیت ادویاتی یا دوسرے مقاصد کیلئے لائسنس

صوبائی حکومت یا صوبائی حکومت کے ماتحت کلکٹر کسی شخص کو کسی ادارہ کے لئے لائسنس جاری کر سکتا ہے۔ وہ ادارہ حکومت کے زیر انتظام ہو یا نہ ہو۔

(ا) کسی نشہ آور شے یا ایسی شے جو نشہ آور محلول (شراب) پر مشتمل ہو کی تیاری، درآمد نقل و حمل فروخت اور قبضہ کے لئے لائسنس حاصل کیا جا سکتا ہے۔ صرف اس بنا پر کہ ایسی چیز یا نشہ آور شے کی ایسے شخص کو ایسے ادارہ کو ایک نیک نیت ادویاتی، سائنسی، صنعتی یا اسی قسم کے دوسرے مقاصد کے لئے یا غیر مسلم پاکستانی شہری کے لئے جب کہ وہ اس کے مذہبی رسم کا حصہ ہو یا کسی غیر مسلم یا کسی غیر ملکی کے لئے ضرورت ہو۔

(ب) کسی نشہ آور شے یا چیز جو شراب پر مشتمل ہو گی برآمد کے لئے

۱۸۔ لائسنس کی قسمیں اور شرائط

ہر لائسنس جو اس حکم کے تحت جاری ہو گا وہ

(ا) مخصوص فیس کی ادائیگی، اگر کوئی ہو، مخصوص وقت کے لئے اور مخصوص شرائط پر ہو گا۔

(ب) خاص قسم کا ہو گا اور خاص تفصیلات پر مشتمل ہو گا جیسا کہ عام طور پر یا مخصوص حالت میں صوبائی حکومت ہدایت کرے۔

۱۹۔ لائسنس کی منسوخی یا معطلی کے اختیارات

(ا) کلکٹر لائسنس کو معطل یا منسوخ کر سکتا ہے۔

(ا) اگر کوئی ادائیگی لائسنس یافتہ کے ذمہ ہو اور اس نے ادا نہ کی ہو۔

(ب) لائسنس ہولڈر اس کے ملازم کسی شخص نے جو اس کے ساتھ کام کرتا ہو یا جس نے اس کے ایماء پر اجازت لے رکھی ہو۔ لائسنس کی شرائط یا قواعد کی خلاف ورزی کی ہو۔

(۲) کلکٹر لائسنس کو منسوخ کر دے گا۔ اگر

(ا) لائسنس ہولڈر اس حکم کے تحت کسی جرم سے سزا یاب ہو۔

(ب) اس مقصد کے لئے جس کے لئے لائسنس جاری کیا گیا تھا ختم ہو جائے۔

(۳) جب اور جوں ہی کوئی لائسنس شق ۱، اور شق ۲ کے تحت منسوخ کیا گیا ہو وہ لائسنس ہولڈر کلکٹر کے پاس نشہ آور شراب یا ایسی اشیاء جو شراب پر مشتمل ہوں موجودہ اسٹاک سے فوری طور پر آگاہ کرے گا اور اس اسٹاک کو اس مستند شخص کے حوالے کر دے گا جسے کلکٹر مخصوص کرے

۲۰۔ لائسنس کی شرائط کی خلاف ورزی پر سزا

کسی لائسنس ہولڈر یا اس کے ملازم، اس کے ساتھ کام کرنے والے یا جس کے ایماء پر اسے اجازت معنوی دی گئی ہو اس نے لائسنس کے قواعد و شرائط میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی کی ہو۔ ایسے لائسنس ہولڈر کو لائسنس کی معطلی یا منسوخی کے علاوہ اور اس سزا کے علاوہ جو اس حکم کے تحت اس پر لاگو ہو گی اسے کسی قسم کی قید کی سزا جو ایک سال تک ہو گی دی جا سکے گی تاوقتیکہ وہ یہ نہ ثابت کر دے کہ اس نے ایسی خلاف ورزی روکنے کے لئے اپنی حتی المقدور کوشش کی ہے۔ اور کوئی شخص ایسی خلاف ورزی کرتا ہے خواہ وہ لائسنس ہولڈر کی مرضی سے کرتا ہے یا بغیر مرضی کے وہ بھی اسی قسم کی سزا کا مستحق ہو گا۔

باب ۔ ۴

عمل اور روک تھام

۲۱۔ آفیسرز کی تعیناتی: صوبائی حکومت وقتاً فوقتاً سرکاری گزٹ میں اعلان کے ذریعے ۔

(ا) کسی افسر کو اس حکم کے تحت کلکٹر کے اختیارات کسی علاقہ کے لئے جو اعلان میں مخصوص کیا گیا ہو سونپ سکتی ہے اور اُسی علاقہ میں اس حکم کی دفعات کے نظم و نسق کے لئے مقرر کر سکتی ہے ۔

(ب) مخصوص عہدوں، اختیارات اور فرائض کے لئے جو کلکٹر یا دیگر امتناعی افسران کی مدد کے لئے جیسا صوبائی حکومت مناسب سمجھے افسران مقرر کر سکتی ہے ۔

(ج) کسی امتناعی افسر کو اس حکم کے تحت تمام یا کوئی اختیار تفویض کر سکتی ہے ۔

افسران وغیرہ کے اختیارات، فرائض اور طریق کار

۲۲۔ تلاشی کے وارنٹ کا اجراء

(۱) اگر کوئی کلکٹر یا امتناعی افسر یا مجسٹریٹ جسے بھی اطلاع ملے اور تحقیقات کے بعد اگر وہ ضروری خیال کرے اُس کے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ موجود ہے کہ دفعہ ۳ دفعہ ۴ دفعہ ۸ اور دفعہ ۱۱ کے تحت جرم کا ارتکاب ہوا ہے وہ کسی نشہ آور شے، مادے، شراب کی بھٹی، برتن آلات اور تجرباتی آلات جن سے بیشن کردہ جرم کا ارتکاب ہوا ہو کی تلاشی کے وارنٹ جاری کر سکتا ہے ۔

(۲) کوئی شخص جس کے ذمہ اس قسم کے وارنٹ کی تعمیل ہو وہ کسی کو حراست میں رکھ سکتا ہے اور تلاشی لے سکتا ہے اور اگر دفعہ ۱۲ کی شق (۱) کی پابندی میں اگر وہ مناسب خیال کرے تو ایسے شخص کو گرفتار کر سکتا ہے جو اس جگہ

پر پایا گیا ہو جہاں تلاشی لی گئی ہو اور اس کے پاس یہ یقین کرنے کی وجہ موجود ہو کہ وہ شخص دفعہ ۳ دفعہ ۴ دفعہ ۸، اور دفعہ ۱۱ کے تحت جرم کا مرتکب ہے ۔

۲۳۔ امتناعی افسران کے اختیارات:۔ اس حکم کے تحت گزشتہ دفعات میں دیئے گئے اختیارات کے علاوہ ایک امتناعی افسر قابل دست اندازی جرم کی تحقیقات میں ان تمام اختیارات کا مجاز ہو گا جو پولیس اسٹیشن کے افسر انچارج کے ہوتے ہیں ۔

۲۴۔ سابقہ سزایابی کے بعد اس جرم کی اضافہ شدہ سزا

جو کوئی عدالت اس حکم کے تحت قابل سزا جرم کی سزا پا چکا ہو اور اس جرم کا مرتکب ہو تو اس جرم کی مجوزہ سزا کے علاوہ اسے ہر جرم کی بابت ایک قید کی سزا بھی دی جائے گی ۔

اس حکم کے تحت ارتکاب جرم کی کوشش پر سزا

جو کوئی اس حکم کے تحت جرم کے ارتکاب کی کوشش کرتا ہے یا اس جرم کے ارتکاب کا سبب بنتا ہے اور اس کوشش میں جرم کے ارتکاب کے لئے ایک عمل کرتا ہے یا اسے قابل سزا جرم کی دفعہ ۸ کے تحت سزا دی جائے گی جو کہ ۲ سال تک قید با مشقت ہو گی اور دیگر حالات میں اس عرصہ تک قید کی سزا دی جا سکے گی جو کہ اس جرم کی سزا میں دی گئی طویل ترین قید کی سزا کا نصف تک ہو سکتا ہے یا جرم کی سزا میں دی گئی کوڑوں کی سزا یا جرمانے کی سزا یا کوئی دو سزائیں یا تمام سزائیں دی جائیں گی ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی ایسی دفعات کا اطلاق

جب تک کہ اس حکم میں اور وضاحت نہیں کی جاتی باب ۲ کی ۳۴ سے ۳۸ تک وضاحت اور باب ۳ کی ۶۳ سے ۶۷ تک وضاحت اور مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کا باب ۵، اور باب ۷۸ (5A) کی دفعات مناسب تبدیلیوں کے ساتھ

اس حکم کے تحت لاگو ہوں گی۔

۲۷۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کا اطلاق

(۱) جب تک اس حکم میں اور وضاحت نہیں کی جاتی مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء جیسا کہ اس مجموعے میں ہے اس حکم کے تحت مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ مجرم نے کسی دوسرے قانون کے تحت مختلف جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اگر عدالت اس جرم کی سماعت اور سزا دینے کی مجاز ہو تو اُسے اس جرم کی سزا دی جائے گی۔

(۲) اس مجموعہ کی دفعات جن کا تعلق سزائے موت کی توثیق سے ہے مناسب تبدیلیوں کے ساتھ سزا کی توثیق کے لئے اس حکم کے تحت لاگو ہوں گی۔

(۳) اس مجموعہ کی دفعہ ۳۹۱ کی شق ۳ یا دفعہ ۳۹۲ اس حکم کے تحت دی جانے والی کوڑوں کی سزا پر لاگو نہیں ہوگی۔

(۴) اس مجموعہ کے باب ۲۹ کی دفعات کا اطلاق اس حکم کی دفعہ ۸ کے تحت دی گئی سزا پر نہیں ہوگا۔

۲۸۔ قانونی ذمہ داری سے برائت

کوئی مقدمہ، گرفتاری یا کوئی قانونی کارروائی صوبائی حکومت، پولیس افسر، امتناعی افسر یا کوئی دوسرا افسر یا ایسا کام جو اس حکم کے تحت یا اس حکم کے تحت بنائے ہوئے قوانین کے تحت نیک نیتی سے کیا گیا ہو کے خلاف کوئی مقدمہ، گرفتاری یا کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی۔

۲۹۔ دوسرے قوانین پر غالب حکم

یہ حکم موجودہ رائج کسی دوسرے قانون کی کسی چیز کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے غالب طور پر موثر ہوگا۔

~~~~~~~~

۳۰۔ عدالت کا صدارتی افسر مسلمان ہوگا

اس عدالت میں جس میں مقدمہ زیرِ سماعت ہوگا یا اپیل زیرِ سماعت ہوگی اس حکم کے تحت اس عدالت کا صدارتی افسر مسلمان ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو صدارتی افسر بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے

۳۱۔ قوانین بنانے کے اختیارات

(۱) صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کے ذریعہ اس حکم کی دفعات کو موثر بنانے کے لئے قوانین بنا سکتی ہے۔

(۲) خاص طور پر اور بلا تعصب گزشتہ دفعات کی عمومیت کے لئے صوبائی حکومت مندرجہ ذیل قانون بنا سکتی ہے

(الف) لائسنس کے اجراء اور اس کی شرائط کے نفاذ کے لئے۔

(ب) امتناعی افسران کے اختیارات اور فرائض کو اس حکم کے مقاصد کی تائید کے لئے مقرر کرنے کے لئے

(ج) امتناعی افسران کے تحقیق اور تفتیش کے متعلق ان کے علاقائی اختیارات کا تعین کرنے کے لئے۔

(د) کسی افسر کو کوئی اختیار دیتے ہوئے یا فرض کی ادائیگی کے لئے مجاز بنانے کے لئے۔

(ر) کلکٹر اور دوسرے امتناعی افسران کے اختیار کو باقاعدہ بنانے کے لئے جو انہیں اس حکم سے اور اس حکم کے تحت تفویض کئے گئے ہوں۔

(س) اس بات کو واضح کرنے کے لئے کہ کن مقدمات یا کن اقسام کے مقدمات کی فیصلے کے بعد اپیل ہو سکے گی آیا اصل یا متعلق بہ اپیل جو کہ عدالت کے علاوہ کسی اتھارٹی نے اس حکم کے تحت قوانین کے تحت منظور کی ہو۔ یا کوئی اتھارٹی ایسے احکامات کی نظر ثانی کرے گی۔ یا وقت مقرر کرنے کے لئے اور اپیل دائر کرنے کے طریقے کے متعلق اور اس کی کارروائی کے طریق کار کے متعلق۔
~~~~~~~~

(ص) ضبط شدہ دفعات کو ختم کرنے کے لئے اور اس کے متعلق کارروائی کے لئے۔

۳۲۔ **استثناء** اس حکم کو ان مقدمات پر لاگو تصوّر نہیں کیا جاسکے گا جو عدالتوں میں اس حکم کے اعلان سے فوراً پہلے تصفیہ طلب ہیں۔ یا وہ جرائم جو کہ ایسے اعلان سے پہلے کئے جا چکے ہیں۔

۳۳۔ **تنسیخ**

مندرجہ ذیل قوانین منسوخ کر دیئے گئے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(ا) قانون امتناعی ۱۹۷۷ء (×× ۱۷ - ۱۹۷۷)

(ب) بلوچستان قانون امتناعی ۱۹۷۸ء (بلوچستان آرڈیننس ۱۱)

(ج) شمال مغربی سرحدی صوبہ امتناعی آرڈیننس ۱۹۷۸ء

(د) پنجاب امتناعی آرڈیننس (پنجاب آرڈیننس ۶ ۱۹۷۸ء)

(ر) سندھ امتناعی آرڈیننس (سندھ امتناعی آرڈیننس ۱۹۷۸ء)

جدول

(۱) پتے، چھوٹی ڈنڈیاں، ہندوستانی پودا بھنگ یا حشیش کے پھولوں یا پھلوں کی اوپر کی کلیاں (ڈوڈے) بشمول بھنگ، سبزی یا گانجا کی تمام اقسام۔

(۲) چرس جو کہ ہندوستانی بھنگ یا حشیش کے پودے سے حاصل کیا ہوا گندہ بیروزہ جیسے ضروری پیکنگ اور نقل و حمل کے علاوہ کسی جگہ توڑ موڑ کر استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) کوئی محلول جو (۱) اور (۲) میں اندراج کی گئی اشیاء کے مادی توازن یا عدم توازن سے بنا ہو۔ یا کوئی ایسا مشروب جو ان سے بنایا گیا ہو۔

(۴) افیون اور افیون سے بننے والی شے جیسا کہ خطرناک ادویات ایکٹ ۱۹۳۰ء میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) (COCA - LEAF) کوکین اور کوکین سے بننے والی اشیاء جیسا کہ خطرناک ادویات ایکٹ ۱۹۳۰ء میں بیان کیا گیا ہے۔

(۶) حشیش۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا

جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

(سورۃ ۵ مائدہ آیت ۳۸ پارہ ۷)

اور چور خواہ مرد ہو یا عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کی کمائی کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

چوری - ڈکیتی - راہزنی

جائیداد کے خلاف جرائم (نفاذ حدود) آرڈی ننس مجریہ ۱۹۷۹ء

ق ۱۹۷۹ء کا نمبر ۶ آرڈی ننس سے مراد ایسے قانون کو جو جرائم خلاف جائیداد کے متعلق ہے اسے اسلام کے امتناعی احکامات کی توثیق کے مطابق لانا ہے۔

جب کہ یہ ضروری ہے کہ موجودہ ایسے قانون کو جو جرائم خلاف جائیداد کے متعلق ہے کو تبدیل کیا جائے اور اسے اسلام کے امتناعی احکامات کی توثیق میں لایا جائے جیسا کہ قرآن اور سنت میں بیان کیا گیا ہے۔

اور جب کہ صدر مطمئن ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری قدم کا تقاضا کرتے ہیں۔ اب اس لئے ۵ر جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کی پیروی میں جو قانونی احکامات کے ساتھ ہوا (C.M.L.A حکم نمبر ۱)

صدر مملکت درج ذیل آرڈی ننس کے تیار کرنے اور جاری کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

تمہید

۱۔ مختصر عنوان، وسعت اور نفاذ

(۱) اس آرڈی ننس کو جرائم خلاف جائیداد (نفاذ حدود) آرڈی ننس ۱۹۷۹ء کہا جائے گا۔

(۲) اس کی حد پورا پاکستان ہوگا۔

(۳) یہ حکم ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء سے نافذ العمل ہوگا۔ اس آرڈی ننس کے متن میں جب تک کوئی تبدیلی نہ ہو۔

۲۔ تعریفیں :۔ (۱) بالغ سے مراد وہ شخص ہوگا جس کی عمر ۱۸ سال ہو گئی ہو یا وہ بالغ ہو۔

(ب) مجاز میڈیکل آفیسرز سے مراد جسے حکومت کی طرف سے عہدہ دیا گیا ہو اور اختیارات دیئے گئے ہوں۔

(ج) "حد" سے مراد وہ سزا ہے جسے قرآن اور سنت نے جاری کیا ہو۔

(د) "حرز" سے مراد ایسا انتظام ہے جو جائیداد کی تحویل کے لئے کیا گیا ہو۔

وضاحت ۔ (۱) جائیداد جو کہ گھر میں رکھی ہو خواہ اس کے دروازے بند ہوں یا کھلے یا کسی الماری یا بکس یا کسی رکھنے والی جگہ پر رکھی ہو یا کسی شخص کی تحویل میں ہو خواہ اسے اس کی حفاظت کا معاوضہ ملتا ہو یا نہ ملتا ہو وہ جائیداد حرز میں شمار ہوگی۔

وضاحت ۔ (۲) اگر ایک گھر میں ایک خاندان رہتا ہے وہ سارا گھر "حرز" کہلائے گا لیکن اگر دو یا اس سے زیادہ خاندان ایک ہی گھر میں علیحدہ علیحدہ رہتے ہوں مکان کا وہ حصہ جو ہر ایک کے قبضہ میں ہوگا وہ علیحدہ "حرز" کہلائے گا۔

(ر) "عمر قید" سے مراد موت تک قید ہوگی۔

(س) "نصاب" سے مراد وہ نصاب ہوگا جس کو دفعہ ۶ میں بیان کیا گیا ہے۔

(ص) تعزیر سے مراد کوئی سزا جو "حد" کے علاوہ ہوگی اور وہ تمام شرائط اور وضاحتیں جنہیں اس آرڈی ننس میں واضح نہیں کیا گیا ان کا وہی مطلب ہوگا جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء میں ہے یا مجموعہ تعزیرات فوجداری ۱۸۹۸ء میں ہے۔

۳۔ دوسرے قوانین پر غالب آرڈی ننس

اس آرڈی ننس کی دفعات موجودہ رائج کسی دوسرے قانون کی کسی چیز کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے غالب طور پر مؤثر ہوں گی۔

۴۔ چوری کی دو اقسام :۔ چوری کی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک چوری جس پر حد کا اطلاق ہوگا اور دوسرا وہ چوری جس پر تعزیر لاگو ہوگی۔

۵۔ چوری جس پر حد کا اطلاق ہوگا:۔ جو کوئی بالغ چھپ کر کسی "حرز" سے جائیداد کی چوری کرتا ہے جس کی قیمت "نصاب" جتنی ہو یا اس سے زیادہ ہو جو کہ چوری کی گئی ہو یہ جانتے ہوئے کہ یہ "نصاب" کی قیمت کا ہے یا اس کے قریب ہے اس پر اس آرڈیننس کی دفعات کے مطابق چوری کا وہ جرم کہلائے گا جس پر حد لاگو ہوگی۔

وضاحت — (۱) اس دفعہ میں "چوری شدہ جائیداد" میں وہ جائیداد شامل نہیں ہے جو مجرمانہ طور پر تصرف بے جا میں لائی گئی ہو یا امانت میں مجرمانہ خلاف ورزی کی گئی ہو۔

وضاحت — (۲) اس دفعہ میں "خفیہ طور پر" سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو چوری کا جرم کرتا ہے اور یہ یقین کرتا ہے کہ چوری کا شکار ہونے والا اس کے عمل سے واقف نہیں، خفیہ طور پر جائیداد کے اخراج کے لئے یہ ضروری ہے کہ اگر دن کا وقت ہو جس میں سورج کے طلوع سے ایک گھنٹہ قبل اور غروب آفتاب سے دو گھنٹے کے بعد شامل ہے خفیہ طور پر اس وقت تک لاگو ہوگا جب تک کہ جرم کا ارتکاب مکمل ہو جائے اور اگر یہ رات ہو تو جرم کے آغاز سے تکمیل ارتکاب جرم ضروری نہیں ہے۔

۶۔ نصاب:۔ نصاب جس پر حد لاگو ہوگی وہ 4457ء4 گرام سونے کے مطابق ہوگا یا چوری کے وقت دوسری جائیداد جو اس قیمت کے برابر ہوگی۔

وضاحت — اگر چوری کے جرم کا ارتکاب ایک ہی "حرز" سے کیا ہو اور چوری شدہ جائداد ہر صورت میں نصاب سے کم ہو یہ ایسی چوری نہ ہوگی جس پر حد لاگو ہوگی۔ اگرچہ تمام صورتوں میں جمع کرنے سے جائداد نصاب تک پہنچ جائے یا نصاب سے بڑھ جائے۔

(ا) اگر "ا" ایک گھر میں داخل ہوتا ہے جو ایک خاندان کے قبضہ میں ہے

اور مختلف کمروں سے جائیداد اٹھا لیتا ہے جن کی قیمت اکٹھی ہو کر نصاب جتنی ہو جاتی ہے یا اس سے بڑھ جاتی ہے۔ ایسی چوری پر حد لاگو ہوگی۔ اگرچہ کسی ایک کمرے سے اٹھائی ہوئی جائیداد نصاب جتنی نہ ہو۔ اگر گھر میں ایک سے زیادہ خاندان رہتے ہیں اور "حرز" سے اٹھائی گئی جائداد جو کسی ایک خاندان سے اٹھائی گئی ہو نصاب سے کم ہو تب چوری پر حد لاگو نہیں ہوگی۔ اگرچہ ان کل جائیدادوں کی قیمت جو اس گھر سے اٹھائی گئی ہوں ملکر نصاب سے بڑھ جائے یا نصاب تک پہنچ جائے۔

(ب) "ا" کسی گھر میں کئی مرتبہ داخل ہوتا ہے اور ہر مرتبہ اتنی جائیداد لے جاتا ہے جو کہ نصاب کی قیمت تک نہیں پہنچتی ایسی چوری پر حد لاگو نہیں ہوگی اگرچہ تمام مرتبہ کی گئی چوری کا کل سامان نصاب کی قیمت تک پہنچ جائے یا نصاب کی قیمت سے بڑھ جائے۔

۷۔ چوری کا ثبوت جس پر حد لاگو ہوگی۔ چوری کا ثبوت جس پر حد کا اطلاق ہوگا درج ذیل میں سے کسی ایک قسم پر ہوگا۔

(ا) کوئی ملزم جرم کے ارتکاب کا اعتراف کر لیتا ہے اس پر چوری کی حد لاگو ہوگی۔

(ب) کم از کم دو مسلم بالغ مرد شہادتیں ہوں جن میں چوری کا شکار شامل نہ ہو جن کے متعلق عدالت "تزکیۃ الشہود" کی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے کہ وہ سچے اشخاص ہیں اور کبائر گناہ سے باز رہے ہیں گواہی دیں کہ وہ موقع کے عینی گواہ ہیں۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو عینی گواہ غیر مسلم ہو سکتا ہے مزید شرط یہ ہے کہ چوری کے شکار کے بیانات یا اس کے معتبر کردہ شخص کے بیانات عینی گواہوں کے بیانات سے قبل ریکارڈ کئے جائیں۔

وضاحت — تزکیۃ الشہود کی شرط سے مراد وہ طریق کار ہے جو عدالت گواہوں کے معتبر ہونے کی تحقیق کیلئے

اختیار کر دے۔

۸۔ ایک سے زیادہ اشخاص کا چوری کا ارتکاب جس پر حد کا اطلاق ہوگا

جہاں ایسی چوری ہو جس پر حد لاگو ہوتی ہو اور چوری کا ارتکاب ایک سے زیادہ اشخاص نے کیا ہو اور چوری شدہ جائیداد کی مجموعی قیمت اتنی ہو کہ اگر وہ جائیداد ان تمام اشخاص میں جو اُس 'حرز' میں داخل ہوئے تھے برابر تقسیم کر دی جائے اور ان میں سے ہر ایک کے حصے میں اتنی جائیداد آئے جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو یا نصاب سے بڑھ جائے اُن تمام اشخاص پر حد کا اطلاق ہوگا جو تمام 'حرز' میں داخل ہوئے تھے خواہ اُن میں سے کسی ایک نے چوری شدہ جائیداد یا اُس کے متعلق کسی حصے کو نہ اٹھایا ہو۔

۹۔ چوری جس پر حد کا اطلاق ہوگا کی سزا :

(۱) جو کوئی چوری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر حد لاگو ہوتی ہے اُس کو پہلی بار کلائی کے جوڑ سے دایاں ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔

(۲) جو کوئی چوری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر حد کا اطلاق ہوتا ہو اور اُس نے دوسری مرتبہ چوری کی ہو اُس کا بایاں پاؤں ٹخنے تک کاٹ دینے کی سزا دی جائے گی۔

(۳) جو کوئی چوری کا ارتکاب تیسری دفعہ کرتا ہے جس پر حد کا اطلاق ہوتا ہو یا اُس کے بعد کسی وقت کرتا ہے اُسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔

(۴) شق ۱ اور شق ۲ کے تحت سزا کی تعمیل اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ اس کی توثیق اُس عدالت سے نہ ہو جائے جس میں سزا یابی کی اپیل دائر ہو اور جب تک کہ سزا کی توثیق ہو کر تعمیل نہیں ہو جاتی اُس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسے اُسے بلا مشقت قید کی سزا دی گئی ہو۔

(۵) اُس شخص کی صورت میں جسے شق ۳ کے تحت عمر قید کی سزا دی گئی ہو اگر ہائیکورٹ اس پر مطمئن ہو جائے کہ وہ خلوص دل سے توبہ کرتا ہے تو وہ عدالت

اُسے مخصوص معاہدہ اور شرائط پر جیسا کہ عدالت مناسب خیال کرے اُسے بری کر سکتی ہے۔

(۶) عضو کاٹنے کا عمل مقررہ میڈیکل آفیسر ہی سے سرانجام پائے گا۔

(۷) اگر 'حد' کی تعمیل کے وقت مقررہ میڈیکل آفیسر کی رائے یہ ہے کہ مجرم کے ہاتھ یا پاؤں کاٹنا اُس کی موت کا باعث ہو سکتے ہیں۔ 'حد' کی تعمیل اُس وقت تک کے لئے ملتوی کر دی جائے گی۔ جب کہ موت کا خدشہ بنا رہے۔

۱۰۔ ایسی صورت جس میں حد کا نفاذ نہیں ہوگا :-

'حد' درج ذیل صورتوں میں لاگو نہیں ہوگی جن کے نام یہ ہیں۔

(ا) جب کہ مجرم اور شکار ہونے والا دونوں ایک دوسرے کے ذیل کے رشتہ دار ہوں۔

(i) شوہر و زوجہ۔

(ii) ماں یا باپ کی طرف سے اجداد ہوں۔

(iii) ماں یا باپ کی طرف سے اولاد ہوں۔

(iv) ماں یا باپ کے بہن بھائی ہوں۔

(v) بہن یا بھائی یا اُن کے بچے۔

(ب) جب مہمان نے اپنے میزبان کے گھر سے چوری کی ہو۔

(ج) جب کسی نوکر یا ملازم نے اپنے آقا یا مالک کی 'حرز' سے چوری کے جرم کا ارتکاب کیا ہو جہاں اُسے آنے جانے کی اجازت ہو۔

(د) جب کہ چوری شدہ جائیداد یہ ہو جنگلی گھاس، مچھلی، پرندہ، کتا، سُوٴر، آلاتِ شراب، موسیقی کے آلات، اشیائے خوردنی جن کو محفوظ کرنے کا انتظام موجود نہ ہو۔

(ر) جبکہ مجرم چوری شدہ جائیداد میں حصہ دار ہو جس کی نسبت اُس کا حصہ نکال دینے کے بعد 'نصاب' سے کم ہو۔

(س) جبکہ قرض خواہ اپنے مقروض کی جائیداد چوری کرتا ہے جس کی قیمت اُس کی واجب الوصول رقم نکالنے کے بعد 'نصاب' سے کم ہو۔

(ص) جبکہ مجرم نے چوری کے جرم کا ارتکاب 'اکراہ' یا 'اضطرار' کے تحت کیا ہو۔

وضاحت ۔۔۔ (i) اس شق میں 'اکراہ' سے مراد کسی شخص کو مضرت پہنچانے اس کی جائیداد اور اس کی یا کسی اور شخص کی عزت کو نقصان پہنچانے کا خطرہ ہے۔

(ii) 'اضطرار' سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص بھوک یا پیاس یا سخت بیماری کی وجہ سے موت کے اندیشہ میں ہو۔

(ط) جب کہ مجرم اپنی گرفتاری سے پہلے پچھتاوے کے باعث چوری شدہ مال شکار ہونے والے کو واپس کر دیتا ہے اور متعلقہ اتھارٹی کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے۔

۱۱- ایسی صورت جسمیں حد جاری نہیں کیجائیگی

(۱) 'حد' درج ذیل صورتوں میں جاری نہیں کی جائے گی جن کے نام یہ ہیں۔

(ا) جبکہ چوری مجرم کے اعتراف جرم ہی سے ثابت ہوئی ہو اور وہ 'حد' کی تعمیل سے قبل اپنے اعتراف سے انحراف کرے۔

(ب) جبکہ چوری شہادت سے ثابت ہوئی ہو اور 'حد' کی تعمیل سے قبل کوئی گواہ اپنی شہادت سے پیچھے ہٹ گیا ہو تاکہ گواہوں کی تعداد دو سے کم ہو جا۔

(ج) جبکہ 'حد' کی تعمیل سے قبل شکار شخص اپنے چوری کے دعویٰ سے دستبردار ہو جاتا ہے یا یہ بیان دیتا ہے کہ مجرم نے غلط اقبال جرم کیا ہے یا عینی گواہوں میں سے کسی نے جھوٹی غلط گواہی دی ہے۔ اس طرح عینی گواہوں کی تعداد دو سے کم ہو گئی ہے

(د) جب کہ مجرم کا بایاں ہاتھ یا بایاں انگوٹھا یا بایاں ہاتھ کی کم از کم دو انگلیاں یا تو نہیں ہیں یا بالکل ناکارہ ہیں۔

(۲) ذیلی دفعہ ا کی شق (ا) کی صورت میں عدالت دوبارہ سماعت کا حکم دے سکتی ہے

(۳) سب سیکشن ا کی شق (ب) شق (ج) کی صورت میں عدالت ریکارڈ میں موجود شہادتوں کی بنیاد پر تعزیر لاگو کر سکتی ہے۔

۱۲- چوری شدہ جائیداد کی واپسی :- (۱) اگر چہ چوری شدہ جائیداد اپنی اصلی یا قابل شناخت صورت میں پائی جاتی ہے یا اس صورت میں پائی جاتی ہے جس میں تبدیل کر لی جاتی ہے یا تبادلہ کر لیا جاتا ہے وہ شکار شخص کو واپس کر دی جائے گی یا کرنا ہو گی اگرچہ وہ مجرم کے قبضہ میں ہو یا اس سے حاصل کر لی گئی ہو۔

(۲) اگر چوری شدہ جائیداد مجرم کے قبضہ کے دوران گم ہو گئی ہو یا استعمال کر لی گئی ہو اور اس پر 'حد' جاری کر دی گئی ہو تو مجرم سے معاوضہ نہیں طلب کیا جائیگا۔

۱۳- چوری جس پر تعزیر لاگو ہو گی :- جو کوئی اس چوری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر حد لاگو نہیں ہوتی یا سیکشن 7 میں بیان کردہ ثبوت کی اقسام میں سے کوئی ایک میسر نہ ہو جس پر علاوہ آرڈی ننس کے تحت جاری کی جا سکتی ہو اس پر تعزیر لاگو ہو گی۔

۱۴- چوری کی سزا جس پر تعزیر لاگو ہو گی :- جو کوئی چوری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس پر تعزیر لاگو ہوتی ہے اسے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ XLV 1860) میں دی گئی سزا دی جائے گی۔

۱۵- حرابہ (HARAABAH) کی تعریف :- جب کوئی ایک یا زیادہ اشخاص خواہ وہ مسلح ہو یا نہ ہو کسی دوسرے کی جائیداد اٹھالے جانے کے لئے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اس پر حملہ کرتے ہیں یا غلط مزاحمت کرتے ہیں یا اسے موت یا زخمی کرنے کی دھمکی دیتے ہیں، ایسا شخص یا اشخاص کو حرابہ کا مرتکب کہا جائے گا۔

۱۶- حرابہ کا ثبوت :- سیکشن 7 کی شرائط مناسب تبدیلیوں کے ساتھ حرابہ کے ثبوت کے لئے لگائی جائیں گی۔

۱۷- حرابہ کی سزا :- (۱) جو کوئی بالغ حرابہ کا مجرم ہے جس میں نہ تو کوئی قتل کیا گیا ہو اور نہ ہی کوئی جائیداد اٹھائی گئی ہو اسے کوڑوں کی سزا دی جائیگی جو تیس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ اس کے ساتھ اس وقت تک قید بامشقت

ہوگی جب تک کہ عدالت اُس کے خلوص دل سے تائب ہو جانے پر مطمئن نہ ہو جائے۔
مگر شرط یہ ہے کہ قید کی سزا کسی صورت میں بھی تین سال سے کم نہ ہوگی۔

(۲) ہر وہ جو حرابہ، کا مجرم ہے جس میں کوئی جائیداد نہ اٹھائی گئی ہو لیکن کسی شخص کو چوٹ لگی ہو اُسے سب سیکشن (۱) میں سزا کے ساتھ زخمی کرنے کی سزا اس وقت نافذ العمل قانون کے مطابق دی جائے گی۔

(۳) ہر وہ جو حرابہ، کا مجرم ہے جس میں کوئی قتل نہ ہوا ہو بلکہ جائداد جس کی قیمت 'نصاب' سے بڑھ جائے یا نصاب جتنی ہو اٹھائی گئی ہو تو اس کا دایاں ہاتھ کلائی سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کا بایاں پاؤں ٹخنے سے کاٹ دیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب حرابہ، کا جرم ایک سے زاید اشخاص سے مشترکہ طور پر کیا گیا ہو تو عضو کاٹنے کی سزا اس وقت دی جائے گی جب کہ ہر ایک حصے میں اتنی جائیداد آئے جس کی قیمت نصاب سے کم نہ ہو۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب حرابہ،، کا جرم ایک سے زائد اشخاص سے مشترکہ طور پر کیا گیا ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ اگر مجرم کا بایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں نہ ہو یا وہ بالکل ناکارہ ہو تو دوسرے ہاتھ یا پاؤں کے کاٹنے کی سزا (جیسی بھی صورت ہو) پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ اور مجرم کو ۱۴ سال تک قید بامشقت اور تیس کوڑوں تک کی سزا دی جائیگی۔

(۴) وہ جو بالغ ہو اور حرابہ کا مجرم ہو جس میں وہ قتل کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے اُسے موت کی سزا دی جائیگی جیسا کہ حد میں لگائی گئی ہے۔

(۵) سب سیکشن ۲ سوائے اس کے متعلق شرطیہ فقرہ 2 کے یا سب سیکشن 4 کے تحت سزا اس وقت تک نہیں دی جا سکے گی تا وقتیکہ اس عدالت سے سزا کی توثیق نہ ہو جائے جس میں سزایابی کے فیصلہ کی اپیل دائر ہو جب تک کہ اس کی توثیق اور تعمیل نہ ہو جائے مجرم کے ساتھ سادہ قید کی سزا یافتہ جیسا سلوک کیا جائے گا۔

(۶) اس سیکشن کے تحت عضو کاٹنے کی سزا کی شرائط متعلقہ سیکشن ۹ کے سب

سیکشن ۶، 7 کے مطابق لاگو ہوں گی۔

۱۸۔ وہ صورتیں جن میں عضو کاٹنے یا موت کی سزا، حرابہ کے جرم میں نہ لاگو ہوگی نہ جاری کی جائے گی

عضو کاٹنے کی اور موت کی سزا اس صورت میں لاگو نہیں ہوگی جن میں حرابہ، پر حد نہیں لاگو ہوتی یا ایسی چوری جس پر حد لاگو نہ ہوتی ہو تو سیکشن ۱۰ اور سیکشن ۱۱ کی شرائط کو مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو کیا جائے گا۔

۱۹۔ حرابہ کے دوران اٹھائی گئی جائداد کی واپسی: سیکشن ۱۲ کی شرائط مناسب تبدیلیوں کے ساتھ حرابہ کے دوران اٹھائی گئی جائیداد پر لاگو ہوں گی پھر بھی اسی سیکشن کے سب سیکشن ۲ پر فرق یہ ہوگا کہ لفظ 'حد' کی جگہ "عضو کاٹنے یا موت کی سزا"، کے الفاظ قائم مقام ہوں گے۔

۲۰۔ "حرابہ"، کی سزا جس پر تعزیر لاگو ہوگی:۔ جو کوئی "حرابہ"، کا ارتکاب کرتا ہے جس پر سیکشن ۱۶ کی سزا لاگو نہیں ہوتی یا سیکشن 7 میں بیان کردہ ثبوت کی اقسام میں سے کوئی ایک میسر نہ ہو یا جس پر عضو کاٹنے یا موت کی سزا اس آرڈیننس کے تحت نہ دی جا سکتی ہو۔ اُسے مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ (۱۸۶۰ء) کے تحت ڈکیتی، لوٹ مار، استحصال بالجبر جیسی بھی صورت ہو اس کے مطابق سزا دی جائے گی۔

۲۱۔ رسہ گیری یا پتھری دری کی سزا:۔ (۱) جو کوئی کسی شخص یا اشخاص کے گروپ کو مویشیوں کی چوری میں سرپرستی کرتا ہے، کسی صورت میں مدد کرتا ہے یا حفاظت کرتا ہے یا ان کی پناہ دیتا ہے اس معاہدہ پر کہ وہ ایک یا زیادہ مویشی حاصل کرے گا جن پر جرم کیا گیا ہے یا آغاز ہی میں حصہ لیا ہو۔ وہ رسہ گیری یا پتھر دری کا مجرم قرار دیا جائے گا۔

۲۲۔ اس آرڈیننس کے تحت ارتکاب جرم کی کوشش پر سزا

جو کوئی اس آرڈیننس کے تحت ارتکاب جرم کی کوشش کرتا ہے یا ایسے جرم کے

ارتکاب کا باعث بنتا ہے اور اس کوشش میں جرم کی طرف کوئی عمل کرتا ہے اور جہاں آرڈی ننس میں واضح دفعہ نہیں ہے اسے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائے گی جو دس سال تک ہو سکتی ہے۔

مثالیں:- (ا) الف زیورات چرانے کے لئے بکس توڑ کر کھولتا ہے اور کھولنے کے بعد وہ دیکھتا ہے کہ بکس میں کوئی زیور موجود نہیں ہے اس نے چوری کے جرم کے ارتکاب کی کوشش کی ہے اس لئے اس سیکشن کے تحت وہ مجرم ہے۔

(ب) A کوشش کرتا ہے کہ 'Z' کی جیب تراشے اور وہ "Z" کی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ A اپنی کوشش میں ناکام ہو جاتا ہے کہ 'A' کی جیب میں کچھ نہیں تھا A اس سیکشن کے تحت مجرم ہے۔

۲۳- مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ ۴۵ بابت 1860ء کی ایسی دفعات کا اطلاق

(۱) جب تک کہ اس حکم میں اور وضاحت نہیں کی جاتی۔ باب 2 کی سیکشن 34 سے 38 تک اور باب 3 کے سیکشن 71 تا 72 اور مجموعہ تعزیرات پاکستان کے باب 8 کی دفعات مناسب تبدیلیوں کے ساتھ اس حکم کے تحت لاگو ہوں گی۔

(۲) جو کوئی اعانت جرم کا مجرم ہے اس پر ایسی سزا کا اطلاق ہو گا جو ایسے جرم کے لئے تعزیر کے طور پر دی گئی ہو۔

۲۴- مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کا اطلاق

(۱) جب تک اس حکم میں اور وضاحت نہیں کی جاتی مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء جیسا کہ اس مجموعہ میں ہے اس حکم کے تحت مناسب تبدیلیوں کے ساتھ لاگو ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ اگر شہادت سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ مجرم نے کسی دوسرے قانون کے تحت جرم کا ارتکاب کیا ہے اور اگر عدالت اس جرم کی سماعت اور سزا دینے کی مجاز ہو تو اسے جرم کی سزا دی جائے گی۔

(۲) اس مجموعہ کی دفعات جن کا تعلق سزائے موت کی توثیق سے ہے مناسب

تبدیلیوں کے ساتھ سزا کو توثیق کے لئے اس حکم کے تحت لاگو ہوں گی۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۹۷۸ء کے سیکشن ۳۹۱ کے سبب سیکشن کی شرائط اس آرڈیننس کے تحت دی گئی کوڑوں کی سزا پر لاگو نہ ہوں گی۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کے باب ۲۹ کی دفعات کا اطلاق اس آرڈیننس کے سیکشن ۹، اور سیکشن ۱۷ کے تحت دی گئی سزا پر نہیں ہو گا۔

۲۵- عدالت کا صدارتی افسر مسلمان ہو گا۔

اس عدالت میں جس میں مقدمہ زیر سماعت ہو گا یا اپیل زیر سماعت ہو گی اس حکم کے تحت اس کا سربراہ مسلمان ہو گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملزم غیر مسلم ہو تو صدارتی افسر بھی غیر مسلم ہو سکتا ہے

۲۶- استثناء

اس آرڈی ننس کو ان مقدمات پر لاگو تصور نہیں کیا جا سکے گا جو عدالتوں میں اس حکم کے اعلان سے فوراً پہلے تصفیہ طلب ہیں یا وہ جرائم جو اس اعلان سے قبل کئے جا چکے ہیں۔

کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈی نینس 1979

1979 کا آرڈی نینس نمبر 9

کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے متعلق شرائط مقرر کرنے کے لئے ایک آرڈی نینس
جب کہ یہ ضروری ہے کہ کوڑوں کی سزا کی تعمیل کے متعلق شرائط تیار کی جائیں۔ اور
جب کہ صدر اس بات سے مطمئن ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری قدم کا تقاضا
کرتے ہیں۔

اب اس لئے 5 جولائی 1977ء کے قوانین کے ساتھ اعلان کے مطابق جو اس
وقت جاری ہے اور صدر مملکت اس کے تحت تمام اختیارات رکھتے ہوئے درج ذیل
آرڈی نینس بنانے اور جاری کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔

(۱) مختصر عنوان، حد، اطلاق اور نفاذ

(۱) اس آرڈی نینس کو کوڑوں کی سزا کی تعمیل کا آرڈی نینس 1979ء
کہا جائے گا۔

(2) اس کا دائرہ عمل پورا پاکستان ہوگا۔

(3) اس کا اطلاق کوڑوں کی سزا پر ہوگا جو موجودہ رائج کسی قانون کے تحت
دی گئی ہو۔

(4) یہ ۱۲ ربیع الاول 1399 ہجری بمطابق ۱۰ فروری 1979ء سے نافذ العمل
ہوگا۔

(2) تعریفیں

تاوقتیکہ اس آرڈی نینس کے متن یا سیاق و سباق میں کوئی تبدیلی
نہیں کی جاتی، مستند میڈیکل افیسر سے مراد وہ میڈیکل آفیسر ہوگا جسے
حکومت نے یہ عہدہ دے کر اختیارات دیئے ہوں۔

(3) دوسرے قوانین پر غالب آرڈی نینس :- اس آرڈی نینس کی

دفعات کا اطلاق کسی رائج الوقت دوسرے قوانین سے مقابلہ کئے بغیر ہوگا۔

(4) **کوڑے کی خصوصیات** :- کوڑا دستے کے علاوہ صرف اور ترجیحاً
چمڑے، یا بید یا درخت کی ٹہنی کا ایک لمبا ٹکڑا ہوگا جس میں کوئی جوڑ یا کیل نہیں
ہوگا اور اس کی لمبائی اور موٹائی بالترتیب 22۔ ا میٹر اور 25۔ ا سنٹی میٹر
سے زیادہ نہیں ہوگی۔

(5) کوڑوں کی سزا کی شرائط اور طریق کار

کوڑوں کی سزا کی تعمیل میں درج ذیل شرائط لاگو ہوں گی۔

(A) کوڑوں کی سزا کی تعمیل سے پہلے مجرم کا مستند میڈیکل افیسر سے طبی معائنہ
کرایا جائے گا تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ سزا کی تعمیل سے مجرم کی موت واقع نہ ہو جائے۔

(B) اگر مجرم کوڑوں کی دی گئی سزا کے مطابق بہت بوڑھا ہے یا بہت زیادہ کمزور
ہے کوڑوں کی تعداد اس طریقے اور ایسے وقفوں سے لگائی جائے گی کہ سزا کی تعمیل
سے مجرم کی موت واقع نہ ہو جائے۔

(C) اگر مجرم بیمار ہو تو سزا کی تعمیل اس وقت تک روک دی جائیگی جب تک کہ مستند
میڈیکل آفیسر یہ تصدیق نہ کر دے کہ مجرم جسمانی طور پر سزا برداشت کرنے کے قابل ہے۔

(D) اگر مجرم عورت ہے جو کہ حاملہ ہے تو سزا کی تعمیل بچے کی پیدائش کے یا اسقاط حمل
کے دو ماہ بعد جیسی بھی صورت ہو، تک ملتوی کر دی جائے گی۔

(E) اگر سزا کی تعمیل کے وقت موسم بہت زیادہ ٹھنڈا یا بہت زیادہ گرم ہو تو سزا کی
تعمیل اس وقت تک ملتوی کر دی جائے گی جب تک کہ موسم معتدل نہ ہو جائے۔

(F) سزا کی تعمیل مستند میڈیکل آفیسر کی موجودگی میں ہوگی اور ایسی جائے
عام پر ہوگی جو عدالت تجویز کرے یا صوبائی حکومت نے اس مقصد کے لئے جگہ مقرر
کی ہو۔

(G) سزا کی تعمیل کے لئے جس شخص کو مقرر کیا جائے گا وہ غیر جانبدار سمجھدار ہوگا۔

(H) وہ کوڑے کو مناسب طاقت سے اپنا ہاتھ سر سے اوپر نہ اٹھاتے ہوئے لگائے
گا تاکہ مجرم کی جلد کو چیرا نہ جائے۔

(i) ایک کوڑا لگانے کے بعد وہ کوڑے کو اوپر اٹھائے گا اسے بدن پر نہیں کھینچے گا۔

(j) کوڑے مجرم کے تمام جسم پر لگائے جائیں گے پھر بھی کوڑے سر پر، چہرے پر، معدہ پر یا چھاتی پر یا مجرم کے نازک حصوں پر نہیں لگائے جائیں گے۔

(k) مجرم کے جسم پر اتنے کپڑے رکھے جائیں گے جتنا کہ اسلام کے امتناعی احکامات کے مطابق ضروری ہیں۔

(l) مجرم، مرد، کی صورت میں کوڑے کھڑا کر کے لگائے جائیں گے اور مجرم عورت، کی صورت میں کوڑے بٹھا کر لگائے جائیں گے۔

(m) اگر سزا کی تعمیل پوری نہ ہو اور مستند میڈیکل آفیسر کی رائے میں مجرم کی موت کا خطرہ ہو تو سزا کی تعمیل روک دی جائے گی تا وقتیکہ مستند میڈیکل آفیسر اسے باقی ماندہ سزا کو برداشت کرنے کے قابل نہ قرار دے دے۔

(6) سزا کی تعمیل کی سماعت کے دوران مجرم کی حراست

(1) اس مجرم کی صورت میں جسے صرف کوڑوں کی سزا دی گئی ہو اس کے ساتھ سزا کی تعمیل کی تکمیل تک قید کی سادہ قید کی سزا یافتہ جیسا سلوک کیا جائے گا۔

(2) اگر مستند میڈیکل آفیسر کی رائے میں ایک مجرم اپنے بڑھاپے، خراب صحت یا کسی اور وجہ کے باعث پوری سزا یا سزا کا کچھ حصہ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے تو مقدمہ عدالت کو پیش کیا جائے گا۔ اور عدالت سزا کی تعمیل کے کسی طریقہ کا حکم دے سکتی ہے جسے وہ مناسب خیال کرے۔

(7) قانون بنانے کا اختیار

اس آرڈی نینس کی شرائط کو مؤثر بنانے کے لئے صوبائی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کے ذریعے قانون بنا سکتی ہے۔

نظامِ زکوٰۃ کا اجراء

اسلام آباد۔ ۱۰ر فروری ۱۹۷۹ء بمطابق ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۳۹۹ھ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک خصوصی تقریب میں تقریر فرماتے ہوئے نظام زکوٰۃ کے اجراء کا اعلان فرمایا اور اسلام کے معاشی نظام کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

"اسلامی معاشی نظام بتدریج نافذ کیا جا سکتا ہے انشاء اللہ یہ کام تین سال میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کے آغاز کے لئے ہم نے زکوٰۃ اور عشر کو منتخب کیا ہے۔

زکوٰۃ کو منتخب کرنے کی اہم وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ستونوں میں اہم ستون ہے اور اس کا تعلق معاشرے کے معاشی اور رفاہی پہلوؤں سے ہے، زکوٰۃ اور عشر کے نظام کے بارے میں آج ایک مسودہ قانون جاری کیا جا رہا ہے۔"

نظام زکوٰۃ کے اجراء پر حکومت کی ذمہ داریوں کی نشاندہی کرتے ہوئے صدر نے کہا:-

"یہ حکومتِ وقت پر فرض ہے کہ وہ ان مسلمانوں سے جن کی مالی حالت زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیتی ہے ان سے زکوٰۃ اور عشر (زرعی پیداوار پر ٹیکس) مرحلہ وار یا مجموعی طور پر اکٹھا کرنے کے انتظامات کرے۔ یہی فرض پاکستان کے آئین سے حکومت پر لاگو ہوتا ہے۔

اس فرض کو پورا کرنے کے لئے دو اقدام بہت ضروری ہیں۔

A ۔ کہ زکوٰۃ فنڈ قائم کیا جائے۔

B ۔ ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جس کے تحت زکوٰۃ کا تخمینہ لگانے اکٹھا کرنے اور اس کے خرچ کرنے کے انتظامات کئے جائیں۔

نتیجہ کے طور پر زکوٰۃ فنڈ قائم کر دیا گیا ہے جس کے تین کھاتے ہوں گے۔

مقامی کھاتہ ۔ ایک محلے، گاؤں یا علاقہ کی زکوٰۃ کی اکٹھی ہونے والی رقوم اس کھاتہ میں جمع کرائی جائے گی۔

صوبائی کھاتہ ۔ مقامی کھاتہ میں جمع ہونے والی رقوم کا ۲۵ فیصد صوبائی کھاتہ میں جمع کر دیا جائے گا۔

مرکزی کھاتہ ۔ بنکوں اور دوسرے مالیاتی اداروں میں جمع شدہ رقوم اور تمسکات سے بلاواسطہ حاصل ہونے والی زکوٰۃ اس کھاتہ میں جمع کرائی جائے گی۔

صوبائی اور مقامی کھاتہ کو جب اور جتنی ضرورت ہوگی اس کھاتہ سے دی جا سکے گی۔

۱۔ **مقامی کمیٹی** صدر کے اعلان کے مطابق ایک محلہ یا گاؤں یا علاقے کے لوگوں کے لئے ایک مقامی کمیٹی بنائی جائے گی جس کے ارکان ۷ سے ۱۰ تک ہوں گے۔

۲۔ **تحصیل اور ضلع کمیٹی** اسی طرح تحصیل اور ضلع کی سطح پر مقامی کمیٹیوں کے تعاون اور نگرانی کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی۔

۳۔ **صوبائی زکوٰۃ کونسل** ۔ صوبائی سطح پر ایک صوبائی زکوٰۃ کونسل قائم کی جائے گی۔ اس کا سربراہ ہائی کورٹ کا جج ہوگا۔ یا جج رہ چکا ہوگا۔ یا جج بننے کی اہلیت رکھتا ہو۔ کونسل کے پانچ ارکان ہوں گے جن میں تین علماء ہوں گے۔

۴۔ **صوبائی ناظم اعلیٰ** صوبائی کھاتہ کے انتظام کے لئے ایک صوبائی ناظم اعلیٰ ہوگا۔ یہ صوبائی زکوٰۃ کونسل کی ہدایت اور نگرانی میں کام کرے گا۔

ناظم اعلیٰ اور صوبائی محکمہ مالیات کا سکریٹری بلحاظ عہدہ اس کے رکن ہوں گے۔

مرکزی زکوٰۃ کونسل ۱۶، ارکان پر مشتمل ایک مرکزی زکوٰۃ کونسل، تمام صوبوں کے ناظم اعلیٰ اس کے ارکان ہوں گے۔ اس کے علاوہ ۴ ارکان صدر کی طرف سے نامزد کئے جائیں گے جن میں ۳ علماء ہوں گے۔ ان علماء کے نام اسلامی مشاورتی کونسل سے سفارش کئے جائیں گے۔ صدر اس کے علاوہ ۴ ارکان کو صوبوں سے نامزد کر دے گا۔ جو زندگی کے مختلف شعبوں میں ماہر ہوں گے۔

مرکزی وزارت مالیات کا سکریٹری اور وزارت مذہبی امور کا سکریٹری بلحاظ عہدہ اس کے ارکان ہوں گے۔

اس کونسل کا چیئرمین سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کا جج ہوگا یا ان عدالتوں کا جج رہ چکا ہوگا یا جج بننے کا اہل ہوگا۔ سب کا انتخاب پاکستان کے چیف جسٹس کے مشورہ سے کیا جائے گا۔

اعلیٰ انتظامیہ پورے زکوٰۃ فنڈ کو منظم کرنے کے لئے ایڈمنسٹریٹر جنرل مقرر ہوگا جسے صدر پاکستان مقرر کرے گا۔ ایڈمنسٹریٹر جنرل مرکزی زکوٰۃ کونسل کی ہدایت اور نگرانی میں کام کرے گا۔

زکوٰۃ جمع کرنے کی بابت اہم نکات

A ۔ ہر شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہوگی وہ خود زکوٰۃ کا حساب لگائے گا اور یا تو خود ہی مستحق افراد میں تقسیم کر دے گا۔ یا رضاکارانہ طور پر زکوٰۃ فنڈ میں جمع کرا دے گا۔

B ۔ حکومت خود ظاہر تمسکات پر زکوٰۃ اکٹھی کرے گی۔

زکوٰۃ اکٹھی کرتے وقت مندرجہ ذیل نکات کا خیال رکھا جائے گا۔

۱۔ ایک ہزار روپے تک جو کسی بینک یا مالیاتی ادارے میں جمع ہو اس پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔

۲۔ کرنٹ اکاؤنٹ رکھنے والوں کو اختیار ہوگا کہ وہ خود ہی جتنی زکوٰۃ اُن پر فرض ہے زکوٰۃ کا حساب لگائیں یا تو زکوٰۃ فنڈ میں جمع کرا دیں یا خود ہی مستحق افراد میں تقسیم کر دیں۔

۳۔ تمام سرکاری اور پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں سوائے ان کمپنیوں کے جن کے سو فیصد حصص حکومت کے پاس ہیں زکوٰۃ اکٹھی کی جائے گی۔

۴۔ عمارتوں، دکانوں اور مکانوں پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی البتہ وہ اشخاص جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان عمارتوں کے کرایہ سے بچت پر زکوٰۃ ادا کریں گے۔

۵۔ تمسکات پر دی جانے والی زکوٰۃ کے اعداد و شمار صیغہ راز میں رکھے جائیں گے اور انھیں کسی اور مقصد کے لئے اس شخص کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ زکوٰۃ میں دی جانے والی رقوم انکم ٹیکس کے تخمینہ میں استعمال نہیں کی جائیں گی

۷۔ تمسکات جن پر گورنمنٹ زکوٰۃ اکٹھی کرے گی ان پر دولت ٹیکس نہیں لگے گا۔

عشر

شریعت میں عشر کی شرح بارانی اراضی سے زرعی پیداوار کا دس فی صد اور ۵ فیصد چاہی اراضی اور نہری اراضی پر ہے۔ حکومت بارانی اور چاہی اراضی اور نہری اراضی پر صرف ۵ فیصد عشر وصول کرے گی۔ بارانی اراضی کے مالکان باقی ۵ فیصد عشر ان مقاصد پر استعمال کرنے کے لئے آزاد ہوں گے جن مقاصد پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے۔
عشر صرف ان مالکان سے لیا جائے گا جن پر شریعت کی طرف سے لاگو

ہوتی ہے۔ مزارعین کو اختیار ہوگا کہ اپنی آمدنی سے عشر رضاکارانہ طور پر حکومت کے کھاتہ میں جمع کرا دیں یا خود مستحق افراد میں تقسیم کر دیں۔
عشر کی ادائیگی سے مالیہ معاف ہو جائے گا۔ البتہ آبیانہ بدستور رہے گا۔

نفاذ

زکوٰۃ کی وصولی اس سال ۱۹۷۹ء کی یکم جولائی سے شروع ہو جائے گی۔
لیکن عشر کی وصولی اگلی فصل خریف سے لاگو ہوگی یعنی اکتوبر ۱۹۷۹ء سے زکوٰۃ اور عشر کے بقایاجات مالیہ کی طرح وصول کئے جائیں گے۔

زکوٰۃ فنڈ کا آغاز

زکوٰۃ فنڈ کی ابتداء کے بارے میں صدر مملکت نے فرمایا۔
"میں یہ اعلان کر کے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ ہم اللہ کے فضل سے زکوٰۃ فنڈ ایک خطیر رقم ۲۲۵ کروڑ روپے سے شروع کر رہے ہیں جس میں حکومت پاکستان کے حصہ کے علاوہ شاہ خالد بن عبدالعزیز۔ شہزادہ فہد بن عبدالعزیز متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ زید بن سلطان النہیان کے عطیات بھی شامل ہیں۔"
وہ یہ رقم بنیادی سرمایہ کا کام کرے گی جو کہ زکوٰۃ اور عشر کی وصولی سے بڑھے گا۔ اور جوں ہی انتظامی مشینری وجود میں آ جائے گی۔ اس فنڈ سے اخراجات شروع ہو جائیں گے۔"

زکوٰۃ کا خرچ

۱۔ زکوٰۃ اور عشر کے مجوزہ نظام کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ مقامی کھاتہ میں جمع ہونے والی رقوم کا ۷۵% اسی علاقہ یا محلہ یا گاؤں پر خرچ ہوگا۔

٪ ... [illegible] کھاتہ میں جمع کرائی جائے گی۔

۲۔ اس رقم کے خرچ کا انتظام منتخب مقامی نمائندے ہی کریں گے۔ یہ نیک اور خدا ترس لوگ یقیناً مستحق ضرورتوں پر توجہ دیں گے۔

(بیواؤں، یتیموں، اور دیگر ضرورت مند وغیرہ)

۳۔ جو ۲۵٪ زکوٰۃ اور عشر کی رقم صوبائی کھاتہ میں جمع کرائی جائے گی وہ رقم صوبائی زکوٰۃ کمیٹی ان علاقوں میں خرچ کرے گی جہاں زکوٰۃ اور عشر کی وصولی کم ہوئی ہو گی۔

۴۔ اس طرح جو رقم مرکزی کھاتہ میں جمع ہو گی صوبائی اور مقامی سطح کی ضرورتوں کے مطابق مرکزی زکوٰۃ کونسل کی ہدایت کے مطابق ان کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دی جائے گی۔

محاسبہ

زکوٰۃ کی وصولی اور اخراجات کا معروف طریقے سے باقاعدہ محاسبہ (آڈٹ) کیا جائے گا۔ اور اس کی سالانہ رپورٹ پارلیمنٹ میں پیش کی جائے گی۔

طلب تجاویز

نظام زکوٰۃ کا مسودہ قانون جاری کرتے ہوئے صدر پاکستان نے فرمایا:۔

• لیکن چونکہ ہم اس تجربہ کو اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ کر رہے ہیں۔ اس لئے میں اس مسودہ کو آج قوم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ قوم کی تجاویز کی روشنی میں اس قانون کو مزید جامع اور موثر بنایا جا سکے۔ میں لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کا غور سے مطالعہ کریں اور وزارت مالیات حکومت پاکستان کو ۳۰ اپریل تک اپنے خیالات اور تجاویز ارسال کریں۔

مسودہ قانون تبدیلیوں (اگر ضروری سمجھی گئیں) کے ساتھ یکم جولائی سنہ ۱۹۷۹ء کو نافذ کر دیا جائے گا۔

چند معیاری اور لاجواب کتابیں

- اردو شیعہ انسائیکلوپیڈیا (باتصویر) ترجمہ ناصر ملک — جناب حسن الامین صاحب کی شہرۂ آفاق شیعہ انسائیکلوپیڈیا انگریزی کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ جس میں مذہب حقہ شیعہ اثنا عشریہ سے متعلقہ تمام معلومات درج ہیں اس کتاب کی افادیت کا ثبوت اس کی شہرت سے ظاہر ہے۔
- ادیانِ عالم اور فرقے اسلام کا تقابلی مطالعہ مصنف سید علی حیدر نقوی
- صرف ایک راستہ مصنف عبدالکریم مشتاق
- میں نے سنی مذہب کیوں چھوڑا مصنف عبدالکریم مشتاق
- ہزار تمہاری دس ہماری مصنف عبدالکریم مشتاق
- فتنہ وضع احادیث مصنف سید حسین
- آئینہ حق و باطل مصنف سید بشارت حسین کامل
- آفتاب خلافت مصنف سید مجتبیٰ حسین باروی
- دین الٰہی بیگم شاہدہ نقوی
- اہل بیت اور ازواج میں فرق مصنف عبدالکریم مشتاق
- بنات رسول کا تاریخی جائزہ مصنف عبدالکریم مشتاق
- ہم ماتم کیوں کرتے ہیں؟ مصنف عبدالکریم مشتاق
- تقیہ کیوں ضروری ہے؟ مصنف عبدالکریم مشتاق
- علی اور سیاست مصنف عبدالکریم مشتاق
- صدیق اکبر اور فاروق اعظم مصنف عبدالکریم مشتاق
- خلفاء ثلاثہ کے نام اور اولاد علی مصنف سید آغا مہدی لکھنوی
- کیا یا علی مدد کہنا شرک ہے؟ از پروفیسر تصدق حسین بخاری